المجالس العرفان

بنائے لا الٰہ

عشرہ مجالس عزاخانہ ابوطالب

علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی

بہ تعاون

علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

B-241، گلشن اقبال بلاک 5، کراچی

ناشران

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب: ــــــــــ بنائے لا الہ

مقرر: ــــــــــ علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)

مرتبہ: ــــــــــ اے ایچ رضوی

سن اشاعت: ــــــــــ اپریل ۱۹۹۹ء

تعداد: ــــــــــ ۱۰۰۰

بہ تعاون: ــــــــــ علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

قیمت: ــــــــــ [redacted]

ناشر

محفوظ بک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ عرفان حیدر عابدی کا خاص جملہ جو وہ مجالس کے دوران سامعین مجلس سے نعرۂ حیدری کہلواتے اور جواب دینے والوں کو یہ کہہ کر دعا دیتے کہ

"مولا سلامت رکھے یا علی مدد کہنے والوں کو"

جیو، جیو، جیو، جیو، جیو، جیو،

اس خاص جملے کے ہزاروں اسٹکر جناب بابر علی حمزہ صاحب نے
علامہ مرحوم کی برسی کے موقع پر تقسیم کیے

علامہ عرفان حیدر عابدی

○ وہ کیونکر مرحوم ہو ○

محبّت کا جو پیکر ہو
خطابت جس کا جوہر ہو
جواں ہو، حسین ہو، حسنِ مجسّم ہو
نڈر ہو، بے باک ہو، شیرِ حیدر ہو
علیؑ کو یا علیؑ کہنا اس انسان کا مقدر ہو
نزع کے وقت بھی وہ یا علیؑ کہتا ہوا جائے
وہ ہی جس کو عرفان یا علیؑ کہنے کا ہو جائے
وہ زندہ ہے ہمارے ذہن و دل کے ہر گھروندے میں
ولایت کی محبت اس کو لے جائے گی جنت میں
مَیں اس کے واسطے اے اعظمی لکھوں تو کیا لکھوں
علیؑ کے علم کی خیرات وہ سب کو دیتا تھا
اسی منبر کی زینت کو سب عرفان کہتے ہیں

• ذوالفقار اعظمی

علامہ عرفان حیدر عابدی

● نذرانۂ عقیدت: سیّد رضی رضوی

اندھیرا اور بھی کچھ بڑھ گیا ہے
چراغ ایک اور منبر کا بجھا ہے
وہ ذاکر قوم کو بیدار کر کے
ہمیشہ کے لیئے خود سو گیا ہے
بڑی تھی معرفت عرفان تم کو
کہ رمضاں میں قضا کا دن چُنا ہے
تمہیں جنّت میں بھی منبر ملے گا
تمہارے ساتھ زہراؑ کی دُعا ہے
رُلاتا تھا رضی جو ذکرِ شہؑ میں
زمانہ اس کے غم میں رو رہا ہے

سلام

علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی

چشم گریاں ہے غم سبط پیمبرؐ دیکھ کر
رشک کرتے ہیں ملک آنکھوں میں گوہر دیکھ کر

اللہ اللہ خود بخود طاقوں سے بت گرنے لگے
اک پیمبرؐ دوسرا نفس پیمبرؐ دیکھ کر

عرش پر بھی جم گیا تھا سکہ ضرب علیؑ
کانپ جاتے تھے ملک جبریل کا پر دیکھ کر

اس قدر مربوط تھا نور علیؑ نور رسولؐ
عقل حیراں رہ گئی ہجرت کا منظر دیکھ کر

لافتیٰ الا علیؑ کے ساتھ آئی ذوالفقار
فخر کرتا ہے خدا حیدرؑ کے جوہر دیکھ کر

اس قدر ہلکا ہوا دو انگلیوں پر آگیا
زور بازوئے علیؑ کو باب خیبر دیکھ کر

کر دیا دو نیم مرحب کو علیؑ کی تیغ نے
مصطفیٰؐ نے داد دی ٹکڑے برابر دیکھ کر

عرش اعظم کی بلندی پست ہو کر رہ گئی
پائے حیدرؑ برسر دوش پیمبرؐ دیکھ کر

گھپ گئی تھی سینہ اکبر میں برچھی کی انی
کیا کرے اک باپ یہ بیٹے کا منظر دیکھ کر

گر پڑی دِل تھام کر ننھے سے جھولے پر رباب
چہرۂ سبط نبیؐ پر خون اصغر دیکھ کر

ہائے وہ شام غریباں ہائے وہ جلتے خیام
رو رہا ہوں آج میں اپنا بھرا گھر دیکھ کر

میں ہوں عرفانِ ابو طالبؑ میری عظمت پہ لوگ
رشک کرتے ہیں مجھے بالائے منبر دیکھ کر

آہ علامہ عرفان حیدر عابدی

از سید فرحت عباس زیدی

خیر پور کی سرزمین پر جس سپوت نے ۱۹۵۰ء میں جنم لیا اس کا نام نامی علامہ عرفان حیدر عابدی زبان زد خاص و عام ہے۔ موصوف کے والد مرحوم سید امیر عباس بذات خود بھی معروف شخصیت تھے۔

تقسیم ہند کے بعد علامہ کا خاندان پاکستان منتقل ہو کر دیار و امصار سے گزرتا ہوا بالاخر خیر پور میرس محلّہ لقمان میں آباد ہوا۔ خیر پور اس وقت ریاست کا درجہ رکھتا تھا اور وہاں کے والی ریاست اثنا عشری مسلمان تھے۔ جو ہنوز بحمد للہ حیات ہیں خدا طول عمر عطا فرمائے (آمین) بظاہر جاذبیت تھی۔ علامہ کے برادر بزرگ سید ذیشان حیدر عابدی بمعہ اہل و عیال و دیگر اعزا و اقربا بکثرت اس شہر میں مستقل سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔

تعلیمی دور: علامہ مرحوم نے ابتدائی تعلیم رہبر پرائمری اسکول لقمان خیر پور سے حاصل کی ۱۹۶۵ء میں گورنمنٹ ناز ہائی اسکول خیر پور سے میٹرک پاس کیا۔ جبکہ (بی اے) کی سند گورنمنٹ ممتاز کالج خیر پور میں پڑھتے ہوئے حیدر آباد یونیورسٹی سے حاصل کی۔ تعلیمی فراغت کے بعد علامہ نے کراچی کا رخ کیا جہاں پہلے سے آپ کے عم بزرگوار مولانا سید قیصر عباس مرحوم قیام پذیر تھے۔

مولانا سید قیصر عباس علمی ،ادبی اور مذہبی حلقوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے سید قیصر عباس ایم اے اردو کے علاوہ ممتاز الافاضل کی سند بھی رکھتے تھے۔ پاک افواج میں ملازمت کے ساتھ ذاکری آپ کا مرغوب مشغلہ تھی۔ جن کی بڑی بیٹی علامہ کی اہلیہ

قرار پائیں۔

علامہ کا شجرہ نسب علی ابن الحسین امام زین العابدین کے فرزند حسین اصغر محدث سے ملتا ہے۔ تفصیل کتاب گلستان فاطمہ مولفہ سید ظفر یاب حسین نانوتوی مطبوعہ لاہور میں مذکور ہے۔ یہی لفظ عابدی کا تسمیہ ہے۔ علامہ مرحوم نے ایم اے کی سند کراچی آنے کے بعد حاصل کی۔

علامہ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے تعلیمی اسناد کا ذکر کچھ ضروری تو نہیں معلوم ہوتا کیونکہ میدان علم و ہنر میں ایسے بہت سے شہسوار مل جائیں گے جو سندیافتہ افراد سے زیادہ مستند قرار پائے۔ علامہ عرفان عابدی تقریر و تحریر پر خاصا ملکہ رکھتے تھے جبکہ شاعرانہ صلاحیت تو مرحوم کی سرشت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں موجودہ اور گذشتہ اساتذہ کے کلام سے علامہ کا حافظہ چھلک رہا تھا۔

ہزاروں تعداد میں مختلف شعراء کے اشعار مرحوم کو ازبر تھے۔ ان کی اپنی شاعری کا ذخیرہ جن میں مناقب' قصائد' نوحے اور مسدس شامل ہیں۔ جلد یا بدیر کتابی شکل میں قارئین کے سامنے ہوگا۔ ان شاءاللہ

علامہ عرفان حیدر عابدی جو آج ہم میں نہیں ہیں کا حلقہ احباب پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں موجود ہے۔ آپ نے اس مختصر سی عمر میں صدیوں کی شہرت حاصل کی جس قدر مجالس سے مرحوم کو خطابت کی سعادت میسر آئی۔ شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہو وہ اپنی شبانہ روز کی مصروفیات کے سبب اپنے اہل و عیال کو اس قدر وقت نہ دے پاتے جتنا کہ ان کا حق تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عابدی قوم و ملت کی امانت تھے۔ ان کے گھر والوں کا بھی ان پر اتنا ہی حق تھا۔ جتنا کہ ایک عام آدمی کا۔ ان کا ہر ملنے والا یہ دعوی کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ وہ علامہ کے سب سے زیادہ قریب تھا۔ ۲۰'۲۰ گھنٹے مسلسل مصروفیات کے باوجود تھکن کے آثار ان کے چہرے سے نمایاں نہیں ہوتے تھے۔ ملنے جلنے والے وقت کا احساس کئے بغیر ملنے آجاتے لیکن کبھی مرحوم کبیدہ خاطر نہ ہوتے۔

غریب نوازی تو ان کے مزاج کا حصہ تھی کوئی بھی ضرورت مند کبھی آپ کے پاس سے مایوس نہ لوٹتا حتی المقدور جس طرح ممکن ہوا حاجتمند کے کام آتے۔

خطابت : علامہ کی خطابت میں ایک سحر تھا۔ وہ اشارہ ابرو سے سامعین میں حرکت پیدا کر دیتے تھے۔ لوگ آپ کا خطاب سننے کے لئے مشتاق رہتے۔ مرحوم کی خطابت کا رجحان تحفظ مقام محمدؐ آل محمدؐ ہی رہا۔ یہی ایک لگن تھی جس میں علامہ صاحب ہمہ وقت مگن رہتے۔ آج پوری ملت جعفریہ مرحوم کو ان کی خدمات کے سبب خراج تحسین پیش کر رہی ہے۔

۲۷ برس کا عرصہ خطابت جس میں انہوں نے عالمگیر شہرت حاصل کی علامہ کا انداز خطابت دور حاضر میں اپنی مثال آپ تھا۔ جملوں کے گلدستے خطابت کی ایسی تزئین کرتے جس سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ندرت کلام انشاء پردازی میں اس طرح چار چاند لگاتی کہ سامعین غور و خوص پر مجبور ہو جاتے اور کئی نادر گوشوں کو محل بحث بنائے رہتے۔

مرحوم اس شہر کراچی میں یومیہ کئی مقامات پر مجالس سے خطاب فرماتے۔ کراچی کا کوئی امام بارگاہ ایسا نہیں ہے جس میں علامہ کا خطاب نہ ہوا ہو۔ آپ کے شیدائی آپ کو مسلسل سننے سے کبھی نہ اکتاتے نا ہی کتراتے۔ آپ کی زیرک قیادت ابھرتے ہوئے نوجوانوں پر پوری طرح اثر انداز تھی مجمع ہمیشہ آپ کے کنٹرول میں رہا۔ جب کبھی کسی مصیبت و پریشانی نے سر اٹھایا قوم نے علامہ کو ہمیشہ اپنے درمیان پایا۔ ان کی عوامی حیثیت پہلے روز کی طرح تادم آخر مسلم تھی۔ امام بارگاہ و مساجد کی تعمیر میں علامہ دامے 'درمے' قدمے' سخنے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ان کا یہی عمل تادیر ان کی یاد کو زندہ رکھے گا۔

علامہ کی سیاسی زندگی :

علامہ عابدی باقاعدہ طور پر تو کسی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں تھے۔ مگر قابل ذکر شخصیت ہونے کے ناطے سیاست مدار حلقے سے لاتعلق نہ رہ سکے۔ ویسے تو علامہ کا مقصد حیات فروغ حسینیت تک ہی محدود رہا۔ لیکن حلقہ احباب میں شامل سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والوں نے علامہ عابدی کو کسی نہ کسی پارٹی کی جانب راغب کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی کی اعلی قیادت نے اپنے دور اقتدار میں عابدی صاحب کو فراموش نہیں کیا۔ موصوف اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل کئے گئے۔

22 جنوری کو علامہ صاحب اپنی پھوپھی زاد بہن کی رسم سوئم میں شرکت کی غرض سے سکھر گئے تھے۔ سکھر سے خیر پور آئے۔ اور وہاں سے تقریباً سہ پہر ۰۰۔۴ بجے سفر کراچی

اختیار کیا۔ رات ۰۰۔۱۱بجے آپ کی گاڑی ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی۔۔۔ بس وہ گھڑیاں علامہ اور ان کی اہلیہ کے لئے آخری ثابت ہوئیں۔ اس طرح رات ایک بجے تک علامہ عرفان حیدر عابدی بمعہ شریک حیات۔ موت داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے (انا للہ و انا الیہ راجعون)

مرحومین کے غم میں ساری ملت جعفریہ سوگوار ہے۔ مرحومین کی میتیں تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ کے لئے امام بارگاہ بوتراب عزیز آباد لائیں گئیں۔ کیونکہ یہاں نماز جمعہ کا اہتمام ہوتا ہے شرکاء جنازہ بشمول حاضرین نماز جمعہ کی وجہ سے یہ وسیع و عریض پنڈال بھی نہ کافی رہا اور تمام مومنین بیک وقت نماز جنازہ ادا نہ کر سکے۔ لہذا دوسری نماز جنازہ کا اہتمام امروہا گراؤنڈ انچولی میں کیا گیا۔

مغرب کے بعد تدفین آخری مراحل سے گزر رہی تھی۔ جمعۃ الوداع کی وہ بابرکت رات کہ جس میں اللہ کی رحمتیں اپنے بندوں پر بالخصوص نازل ہوتی ہیں۔ علامہ اوران کی اہلیہ اس رحمت بھری رات میں اپنی آخری آرام گاہ تک لاکھوں عقیدت مندوں کی آہوں، سسکیوں کے درمیان کاندھوں پر سوار پہنچ گئے۔ ملت جعفریہ اس غم میں مغموم ہے۔ جنازے کے شرکاء تدفین کے بعد بھی دیر تک اشک بار رہے بہت سے تو دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے یہ پہچاننا مشکل تھا کہ کون علامہ سے کتنا قریب ہے۔ معلوم ہو رہا تھا کہ سب علامہ کے بھائی ہیں سب علامہ کے فرزند ہیں سب علامہ کے بزرگ ہیں۔

بالکل ایسا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ خواتین کا منظر دیکھنے میں آیا۔ ہر خاتون بین کر کے رو رہی تھی۔ جیسے اس کی اپنی گود اجڑی ہے، جیسے انہی کا بھائی دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ احباب کو اس طرح بلکتا دیکھ کر مرحوم کے بیٹے اور بیٹی کے غم کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا مرحوم کے بچوں کو یہ غم برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے اور مرنے والوں کو مغفور فرمائے (آمین)

خدا رحمت کند این بندگان پاك طینت را

و آخر دعوانا عن لحمد الله رب العالمین

پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا

صلواۃ

حضرات گرامی قدر، بزرگان محترم عزاداران مظلوم کربلا، عزاخانہ ابو طالبؑ میں پہلی مجلس سے خطاب کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

"بنائے لا الہ" عنوان گفتگو ہے اور آج کی اس تمہیدی اور ابتدائی مجلس میں ان شاء اللہ آپ حضرات کے بہترین ذوق سماعت کے توسط سے جو معروضات آپ کی سماعتوں کی نذر کروں گا وہ یہ ہے کہ عشرہ محرّم اسلامی سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے اور زہے نصیب ان مسلمانوں کا جو کہ ۱۴۰۷ ہجری کے پہلے مہینہ کا پہلا دن غم حسینؑ میں بسر کرتے ہیں اور احسان شناسی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہجرت پیغمبرؐ کا تصور مٹ جاتا اگر کربلا نہ ہوتی۔ صلوات۔

مقصد بعثت اور مقصد ہجرت کو اگر کسی نے زندہ رکھا ہے تو وہ کربلا ہے۔ اور کربلا کو اگر کسی نے کعبہ کا قبلہ بنایا ہے تو وہ حسینؑ ہے۔ آپ کے ذوق سماعت اور ذوق ایمانی کی قدر کرتے ہوئے انشاء اللہ مقدور بھر کوشش کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ وقت گذشتہ سال کے وعدے کے مطابق اس امام بارگاہ میں آپ کو دوں۔ کیونکہ یہ عزاخانہ جسے ابو طالبؑ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ نام کسی جذباتی رد عمل کی وجہ سے نہیں رکھا گیا، بلکہ حقیقتاً حسینؑ کا ہر عزاخانہ ابو طالبؑ کا عزاخانہ ہے۔ اس لئے کہ کربلا میں جتنی بھی قربانیاں پیش کی گئیں، سب ابو طالبؑ کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اور بنائے لا الہ کی جو بنیاد ہے۔ مکمل اسلام کی، آدمؑ سے لے کر خاتم النبیینؐ تک ہر نبی

کا پیغام لا الا اله الله' ہر نبی نے' ہر پیغمبر نے' ہر معصوم نے' ہر ہادی نے' ہر منجانب اللہ رہنما نے اس زمین پر آ کر یہی ایک پیغام دیا کہ۔

اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

اے لوگو! تم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرو۔ اللہ کی توحید کا اقرار کرو۔ بلا شرکت غیرے اسے وحدہ لاشریک مانو۔ سجدہ صرف اسی کے لئے ہے۔ عبادت صرف اسی کے لئے اطاعت صرف اس کی۔ سر جھکے صرف اس کے سامنے' کبریائی صرف اس کے لئے' جبروت اس کے لئے' اطاعت اس کے لئے' کائنات کی ہر شے اسے سجدہ کرتی ہے۔ توجہ ہے نا۔۔۔؟

اور یہ لفظ الہ قرآن مجید میں ایک سو سینتالیس مرتبہ آیا ہے۔ علم اعداد کے اعتبار سے ایک سو سینتالیس کے مختصر اعداد نکال کر نتیجہ نکالیں تو۔۔۔ ایک' چار' سات' ایک اور چار کو جمع کریں تو پانچ بنتا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ لا اله الا الله کی بنیاد پانچ پر ہے۔ یا بارہ پر ہے۔ اصل میں بنیاد لا الہ کا سبب یہ پانچ ہیں' یا یہ بارہ ہیں۔

اب عزیزانِ محترم! یہاں پر تھوڑی دیر کے لئے علمی بحث ہو گی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ قرآن مجید میں مختلف طریقوں سے آیا ہے۔ اور اللہ اور الہ یہی دو لفظ ہیں کہ جن کے دونوں کے معنی معبود ہے۔ اللہ' معبود' صرف الہ آیا۔ قرآن مجید میں ایک سو سینتالیس مرتبہ اور اللہ اور الہ مل کر یہ دونوں لفظ پورے قرآن مجید میں آئے۔ دو ہزار سات سو ایک مرتبہ۔ یعنی کتنی شدت کے ساتھ' کتنی توانائیوں کے ساتھ' اللہ اور الہ کا پرچار کیا گیا قرآن مجید میں۔ مجھے یہ صرف آج اس تمہیدی مجلس میں مسئلہ یہ طے کرنا ہے۔ آج کی اس تمہید میں کہ لا الہ الا اللہ بنیاد ہے اسلام کی۔ لا الہ الا اللہ بنیاد ہے توحید کی' لا الہ الا اللہ بنیاد ہے شریعت کی لا الہ الا اللہ پیغام ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا۔ تو لا الہ الا اللہ کب سے ہے لیکن ظاہر ہے جب آدمؑ نے زمین پر آ کر لا

— الہ الا اللہ کہا تو وہ تب سے لا الہ الا اللہ نہیں ہے۔ بہت توجہ' عزیزان محترم' بھئی وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ تو کیا اس وقت سے وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے آدمؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے نوحؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے شیثؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے یحیٰؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے زکریاؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے ابراہیمؑ نے کہا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔

جب سے اسماعیلؑ' ادریسؑ' اسحٰق۔

جب سے ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے زمین پر آکر کہا کہ وہ وحدہ لاشریک ہے؟

جب سے ہر ایک نے کہا' لیکن یاد رکھیئے کہ اگر وہ اس وقت سے وحدہ لاشریک ہے۔

جب سے آدم نے کہا تو پھر جب سے وہ وحدہ لاشریک ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) کہ اس سے پہلے اس کا کوئی شریک تھا؟

بھئی میں آپ کو ایک نتیجہ دینا چاہتا ہوں' کہ کیا وہ اس وقت سے وہ وحدہ لا شریک ہے۔ جب سے آدمؑ نے کہا؟ اور اگر اس وقت سے ہے تو اس کے پہلے کیا تھا؟ بھئی' پہلے نبی تو آدمؑ ہی ہیں نا؟ آغاز خلافت الٰہیہ آدمؑ ـــــ' ابتدائے خلافت و بشریت و انسانیت آدمؑ سے ٹھیک ہے نا؟ تو کیا جب سے آدمؑ نے زمین پر آکر کہا۔ کیونکہ آسمان پر تو آدمؑ نے کہا۔ نہیں' آسمان پہ تو آدمؑ نے کچھ بھی نہیں کہا۔ اور سجدہ ریز ہوگئے۔ یعنی خدا کی حکمت تو دیکھئے ـــــ اس کی مشیت تو دیکھئے کہ اسے سجدہ کرایا جس نے خود ایک بھی سجدہ نہیں کیا۔ تاکہ کوئی کل یہ نہ کہہ دے کہ آدمؑ کی یہ عزت

نمازوں کی وجہ سے تھی۔ آدمؑ کی یہ عزت روزوں کی وجہ سے تھی۔ آدمؑ کی یہ عزت تبلیغات کی وجہ سے تھی۔ بلکہ بغیر کسی عمل کے' آدمؑ کو سجدے کرا کے۔

ذات واجب نے لا الہ الا اللہ کا پہلا قانون یہ بنایا کہ اللہ کی نظر میں جو خلافت الہیہ کے منصب پر پہنچ جائے اسے زمین پر آکر عزت نہیں ملا کرتی' عمل کے نتیجے میں عزت نہیں ملتی بلکہ اللہ اس کی تخلیق میں عزتیں دیتا ہے۔ اس لئے نبیؐ۔۔۔ زمین پر آکر چالیس سال اعلان نبوت نہ کرے تو یہ نہ سمجھو کہ وہ نبی نہیں ہے۔

پہلا سجدہ آدمؑ کو بدون عمل ہوا۔ کوئی تاریخ سے یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آدمؑ نے کوئی عمل کیا ہو۔ کوئی نماز پڑھی ہو۔ کوئی سجدہ کیا ہو۔ کوئی دعا کی ہو۔ کوئی تبلیغ کی ہو۔ کسی کو مسلمان کیا ہو۔ کسی کو کلمہ پڑھایا ہو۔ کوئی ملک فتح کیا ہو کوئی لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ آخر کیوں ؟ دیکھئے ساری گفتگو اس سے پہلے کی آپ کے ذہنوں میں رہے۔ تاکہ یہ پتہ چلے کہ وہ کب سے لا الہ ہے تو کیا آدمؑ نے کہا جب سے ہے ؟ نہیں آدمؑ نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ (سورہ الحجر ۲۹)

جب میں اسے سنوار دوں اور میں اس میں اپنی روح داخل کر دوں تو تم سب کے سب سجدے میں گر جانا' سارے فرشتے سجدے میں گر جانا۔

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ البقرہ ۳۴)

سوائے ابلیس کے اس نے تکبر کیا اور وہ تو تھا ہی کافروں میں سے

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ (سورہ صٓ ۷۵)

ارشاد ہوا: اے ابلیس تجھے کس چیز نے منع کیا آدمؑ کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنُ

کیا تو بھی بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا۔؟

بہت توجہ ـــــ کیا تو بھی بہت بڑے لوگوں میں ہے۔ بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا۔؟ اے آدمؑ کو پہلا انسان سمجھنے والو! قرآن کی اس آیت کو کہاں لے جاؤ گے جہاں خدا کہہ رہا ہے۔ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔؟ کیا تو بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا؟ بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا۔ ابھی تو آدمؑ پیدا ہوئے ہیں لوگ پیدا کہاں ہوئے ہیں۔؟

بہت توجہ 'ابھی تو آدمؑ پہلے بشر ہیں۔ ابھی تو آدمؑ آئے ہیں؟ لیکن قرآن کہہ رہا ہے یاد رکھو اور علماء سے ـــــ یہ پوچھو جا کر کہ علم کلام کا یہ اصول ہے۔ بنیاد ہے کہ کلام کرنے والا جب تک مشار الالیہ۔ موجود نہ ہو۔ اشارہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اگر باقر بلگرامی صاحب یہاں موجود نہیں ہیں تو میں ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔ جب یہ میرے سامنے ہیں تو اشارہ ہو گا۔ میرا ہے اشارہ ـــــ جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ وہ ہے مشار الیہ یہ علم کلام کا اصول ہے۔ اب خدا کہہ رہا ہے استکبرك تم نے تکبر کیا ان کنت من العالین کیا تو بھی بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا؟

بس خدا کا یہ کلام کرنا کہ کیا تو بھی بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا؟۔ اس بات کی دلیل ہے کہ خلقت آدمؑ سے پہلے کچھ ایسے بہت بڑے لوگ موجود تھے کہ جن پر یہ واجب نہیں تھا کہ وہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ صلواۃ

توجہ ہے نا؟ خلقتِ آدمؑ سے پہلے کچھ ایسے بڑے لوگ موجود تھے کہ جن پر یہ واجب نہیں تھا کہ وہ آدمؑ کو سجدہ کریں ـــــ خدا نے انہیں کی طرف اشارہ کیا۔ اے

شیطان۔۔ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو بھی ان بڑے لوگوں میں ہو گیا؟ کیا ان سے برابری کا تصور کر رہا ہے؟ ان کو اپنے جیسا سمجھ رہا ہے؟ اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ شیطان کی عبادتیں کیوں ضائع ہوئیں۔ سجدے کیوں ضائع ہوئے؟ نمازیں کیوں ضائع ہوئیں۔ لا الہ الا اللہ کہنا کیوں ضائع ہو گیا؟ توحید پرستی کیوں خاک میں مل گئی؟ مردود کیوں ہو گیا ذلیل و ملعون کیوں ہو گیا؟ اس لئے کہ ان سے مقابلہ کرنے لگا تھا توجہ ہے نا۔۔۔۔

اَسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنُ

دو وضاحتیں ہوئیں نا۔۔۔ ایک تو یہ کہ آدمؑ پہلی مخلوق نہیں ہیں۔ آدمؑ پہلے بشر ضرور ہیں۔ پہلی مخلوق نہیں ہیں۔ آدمؑ پہلے نبی ضرور ہیں۔ پہلی مخلوق نہیں۔ آدمؑ سے پہلے کچھ بڑے لوگ تھے۔ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنُ

عین، الف، لام، ی، نون، علیؑ کی جمع۔

علیؑ کے معنی بڑا۔

علیؑ کے معنی بلند۔

علیؑ کے معنی برتر۔

علیؑ کے معنی اولیٰ۔

علیؑ کے معنی مولا۔

یہ سب علیؑ کے معنی۔ ان کنت من العالین۔ کیا تو بھی بہت بڑے لوگوں میں ہو گیا؟ ایک تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ آدمؑ سے پہلے کچھ بڑے تھے۔ آدمؑ سے پہلے کچھ علیؑ تھے۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ آدمؑ سے پہلے یہ کون تھے۔ ابھی جب آدمؑ نہیں تھے ۔۔۔ تو کون تھے۔۔؟ مجھے پتہ نہیں۔۔۔ میں نے تو پیغمبر سے پوچھا۔۔۔ کہ یا رسولؐ اللہ آدمؑ سے پہلے کون تھا؟ تو پیغمبرؐ کی آواز آئی۔

اَوَّلُ وَمَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَ اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ

اللہ نے سب سے پہلے 'سب سے پہلے' جب نبی سب سے پہلے کہے تو پھر سب سے پہلے' یہ خطابت نہیں ہے۔ یہ حکمت میں ڈوبا ہوا جملہ ہے۔ یہ معصوم کی زبان سے نکلا ہوا لفظ ہے۔ جو لوح محفوظ کی تقدیر بن جاتا ہے۔ جس کے لبوں کی جنبش کا نام "قرآن" ہے جس کے چپ رہنے کا نام کتاب ہے اسے ہماری شریعت میں محمد مصطفیؐ کہتے ہیں۔ صلواۃ

اس نبیؐ نے کہا۔ اَوَّلُ وَمَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا ہے۔ اور میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔ جب سب سے پہلے کہا: تو اب اس میں کوئی استثنا نہیں ہے آدمؑ سے بھی پہلے' زمین سے بھی پہلے' عرش سے بھی پہلے' ملک سے بھی پہلے' حور سے بھی پہلے' کوثر سے بھی پہلے' طبقات ارضی و سماوی سے بھی پہلے سدرۃ المنتہٰی سے بھی پہلے' شجر طوبیٰ سے بھی پہلے' یعنی جب ساری کائنات عدم کے اندھیروں میں تھی نور پنجتن زیور وجود سے آراستہ تھا۔

تو اب یہ بات طے ہو گئی نا۔۔۔ آج کی تمہیدی مجلس میں۔۔۔! تو اب میں آپ کو نتیجہ دیتا ہوں۔ وہ جب سے وحدہ لاشریک نہیں ہے جب سے آدمؑ نے کہا کس نے کہا سب سے پہلے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے؟ آدمؑ نے کہا "نہیں" آدمؑ تو بہت بعد میں آئے۔ اور اگر آدمؑ نے سب سے پہلے کہا تو کیا خدا آدمؑ کے زمانے سے ہے؟ اور اگر آدمؑ کے زمانے سے ہے تو پھر یہ کون سا متفقہ فیصلہ ہے سارے علماء کا کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا؟ حیّ ہے قیوم ہے۔ کوئی قید و زمان و مکان نہیں ہے اس کے لئے' خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' تو ہمیشہ سے ہے' تو کس (Capacity) میں ہے؟۔

وحدہ لا شریک ہے۔ بھئی ۔۔۔ ہمیشہ سے وحدہ لا شریک ہے نا۔۔۔ بعد میں نہیں بنا۔ جو بعد میں بنے وہ خدا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سے ہے تو حیّ ہے' ہمیشہ وحدہ لا شریک ہے' ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ احد ہے' ہمیشہ یکتا ہے' ہمیشہ سے لم یلد ہے' ہمیشہ سے ولم یولد ہے' ہمیشہ سے مالک کائنات ہے' ہمیشہ سے علی کلِ شیئی قدیر ہے' ہمیشہ سے جبار ہے' ہمیشہ سے قہار ہے' ہمیشہ سے نور ہے' ہمیشہ سے خالق ہے' یہ سب کچھ وہ ہمیشہ سے ہے' تو اگر وہ ہمیشہ سے ہے وحدہ لا شریک اور وحدہ لا شریک کہنے والے اس نے اپنے بعد میں پیدا کئے تو کتنے عرصے کے بعد اسے وحدہ لا شریک کہنے والے پیدا ہوئے؟ اور پھر اتنے عرصے تک اس کی توحید کا گواہ کون؟ بہت توجہ۔

بنائے لا الہ الا اللہ ہمارا موضوع ہے نا؟ اس لئے توحید سمجھا رہا ہوں۔ پہلی مجلس میں تاکہ اللہ سمجھ میں آجائے۔ خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ کی صدائیں دینا اور بات ہے توحید کا سمجھنا اور بات ہے۔ معرفت توحید اور ہے۔ تو وہ اگر پہلے سے ہے اور وہ وحدہ لا شریک کہنے والے اس کے بعد میں ہیں۔ تو جتنے عرصے بعد بھی اس نے انہیں پیدا کیا۔ آدمؑ تو اب اس بحث سے الگ ہوگئے نا؟ بات تو ان کی ہوگی۔ جو آدمؑ سے پہلے بڑے لوگ تھے۔ ان کی بات کر رہا ہوں۔ پوچھوں گا آدمؑ سے کہ یہ کون لوگ تھے۔ لیکن پہلے یہ تو طے کریں کہ یہ ہیں کب سے؟۔

تو دوستو' ملت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ کہ جب سے وہ ہے تب سے اس کی توحید ہے۔ جب سے وہ ہے تب سے وہ وحدہ لا شریک ہے' جب سے وہ ہے تب سے وہ اپنی صفات ثبوتیہ و سلبیہ کا خود مالک ہے۔ اس کی ذات عین صفات ہے۔ اس کی صفات عین ذات ہے۔ جب سے وہ ہے تو ان صفات کا بھی وہ مالک جب سے ہے تب سے وہ وہی ہے بعد میں نہیں بنا۔ تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ نور پنجتن پاکؑ۔ اگر یہ کہوں کہ نور پنجتنؑ اس وقت سے ہے جب سے خدا ہے تو یہ بندے نہ رہیں۔ وہ خدا نہ رہے۔ تو

پھر لا محالہ تسلیم کرنا پڑے گا معصوم سے پوچھا مولاؑ وہ وحدہ لا شریک کب سے ہے؟ کہا جب سے وہ ہے کہا: کس نے کہا؟ معصوم فرماتے ہیں سب سے پہلے ہم نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کہا کیا آپؑ اس وقت سے ہیں جب سے وہ ہے؟ کہا نہیں۔ ہم ہم ہیں۔۔۔ وہ وہ ہے۔ لیکن فرق ہے کہ جب سے وہ خدا ہے وہ خدا ہے تب سے اس کی مشیت میں ہم محمدؐ و آل محمدؐ گواہ کے طور پر موجود ہیں۔ بہت توجہ۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آدمؑ کو سجدے کا حکم ہوا تو سارے فرشتوں نے سنا کہ خدا کہہ رہا ہے۔ آدمؑ کو سجدہ کرو تو ایسے میں فرشتوں نے کوئی حجت کی۔ تو ایسے میں فرشتوں سے کہا گیا کہ

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے (یہ کب سے ہیں' یہ ثابت کر رہا ہوں) جو میں جانتا ہوں۔۔۔ وہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے سر جھکایا' اس کے بعد کہا کہ اچھا دل چھوٹا نہ کرو۔ فرشتو' تمہیں آدمؑ سے مقابلہ کا حوصلہ ہے؟ کیا چاہتے ہو۔؟ اور اگر مقابلہ چاہتے ہو تو اپنی نمازیں نہ لاؤ۔ اپنی سینیئریٹی (Seniority) نہ لاؤ۔ خلافت کے لئے کم عمری زیر بحث نہیں ہے شریعت میں۔ اللہ نے اصول کیا بنایا خلافت کے لئے؟۔

فرشتوں سے کہا: اچھا ایسا کرو اگر آدمؑ پر برتری ثابت کرنا چاہتے ہو تو' تو تم اپنا علم لے کر آؤ' توجہ ہے نا! اپنا علم لے کر آؤ۔۔۔ اور آج فرشتے اپنا علم لے کر آئے تو آدمؑ سے کہا: اچھا تم اپنا علم لے کر آؤ' تاکہ میں قیامت تک کے لئے قانون بنا دوں کہ خلافت الٰہیہ کا فیصلہ نمازوں سے نہیں ہوگا۔۔۔ علم سے ہوگا۔ سن و سال سے نہیں

ہوگا' علم سے ہوگا' علم سے مقابلہ ہوا۔ فرشتوں نے اپنا علم پیش کیا اور جب وہ اسماء نہ بتا سکے تو کہا فرشتوں نے

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (سورہ البقرۃ ۳۲)

سبحان تو تیری ذات ہے۔ ہمیں تو صرف اتنا علم ہے کہ جتنا کہ تو نے ہمیں عطا کیا ہے۔ تو فرشتوں نے اظہار عاجزی کر لیا۔ تو آدمؑ سے خطاب کیا۔ آدمؑ! فرشتے نہیں بتا سکتے۔ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

پھر اشارہ کیا۔۔۔ پھر اشارہ کیا۔۔۔ انبئھم

اے آدمؑ۔ ان فرشتوں کو بتاؤ۔ باسمائھم کے نام' کن کے نام؟ کسے بتاؤ؟ فرشتوں کو' مجھے نہیں' میں نے تو خود تجھے علم دیا ہے۔ مجھے نہ بتا' انہیں بتا۔ مجھے نہ پڑھا' انہیں پڑھا' خلیفۃ اللہ وہ ہوتا ہے جو سبق پوچھے نہیں فرشتوں کو پڑھائے۔ مسئلہ پوچھے نہیں' مسئلہ بتائے' ہلاک ہو نہیں' ہلاکت سے بچائے۔

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

بتاؤ! انہیں آدمؑ ان کے نام' آدمؑ نے ادب سے جھکی ہوئی گردن بلند کی' اور اپنے وجود کی تمام تر توانائیوں کے ساتھ' آدمؑ نے اشھد ان لا الہ الا اللہ نہیں کہا۔

آدمؑ نے کلمہ توحید نہیں پڑھا۔ آدمؑ نے جملہ کہا پرودگار

الھی و سیدی و مولائی

اے مرے خدا' اے مرے سید' اے مرے مولا

اَنْتَ الْمَحْمُوْدُ، هٰذَا مُحَمَّدٌ، اَنْتَ الْاَعْلٰى هٰذَا عَلِيٌّ۔ اَنْتَ فَاطِرٌ هٰذِهٖ فَاطِمَةُ۔ اَنْتَ مُحْسِنٌ هٰذَا حَسَنٌ، اَنْتَ قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ هٰذَا حُسَيْنٌ۔ صلواۃ

دیکھئے' دیکھئے' آدمؑ کا کلمہ کیا۔

اشهد ان لا الا اله الله نہیں کہا۔

اور ابھی سجدہ بھی نہیں ہوا۔ آدمؑ کو۔۔۔ ابھی تو بحث ہو رہی ہے۔ آدمؑ نے پیدا ہوتے ہی کلمہ زبان پر جاری نہیں کیا۔ آدمؑ نے کیا کہا؟ پروردگار انت **الحمود**' تو محمود ہے یہ محمدؐ ہے۔ تو اعلیٰ ہے' یہ علیؑ ہے' تو فاطر ہے' یہ فاطمہؑ ہے' تو محسنؑ ہے' یہ حسنؑ ہے' تو قدیم الاحسان ہے یہ حسینؑ ہے' پنجتنؑ کے نام لئے۔ ادھر آدمؑ نے پنجتن کا نام لیا ادھر فرشتوں نے سجدہ کیا۔ آدمؑ کی زبان پر سب سے پہلے پنجتن کا نام آیا تو یہ تو دنیا کا قانون ہے کہ جو لکھنو کا ہے وہ لکھنوی ہے' جو کربلا کا وہ کربلائی' جو مکہ کا وہ مکی' جو کراچی کا وہ کراچوی' جو مدینے کا وہ مدنی' جو شام کا وہ شامی' جو عراق کا وہ عراقی' جو ایرانی کا وہ ایرانی۔۔۔ جس کا نام لے وہ وہاں کا کہلاتا ہے۔ تو اب سارے مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آدمؑ نے پیدا ہوتے ہی پنجتنؑ کا نام لیا۔ اے پنجتنؑ کا انکار کرنے والو' آدمؑ کے نالائق بیٹو' تمہارا باپ بھی پنجتنی تھا۔

سب سے پہلے آدمؑ نے پنجتنؑ کے اسمائے گرامی اپنی زبان پر جاری کئے تو جس نے پنجتنی ہونے کا خدا کے سامنے اقرار کیا۔ وہ مسجود ملائک بنا۔ اور اس پنجتنی کا جس نے انکار کیا۔ وہ شیطان بنا۔ یہ ہے بنیاد۔

یہ ہے کلیہ' یہ ہے کلیہ' یہ ہے وہ نور مجسم جو آدمؑ کی صلب سے ارحام مطہرہ اور اصلاب طاہر کی طرف منتقل ہوتے ہوئے نور مجسم ایک طرف صلب عبداللہؑ میں گیا ۔۔۔ دوسری طرف صلب ابو طالبؑ میں گیا' صلب عبداللہؑ سے نور جمال رسالتؐ جاری ہوا' صلب ابو طالبؑ سے نور جلال امامت ظاہر ہوا' نور جمال رسالت کو محمدؐ کہتے ہیں۔ نور جلال امامت کو علیؑ کہتے ہیں۔ ہیں بنیادیں آج کے اس عنوان کی۔ تو آدمؑ نے نہیں سب سے پہلے پنجتنؑ نے کہا۔ **لا اله الا الله** محمدؐ نے کہا' سب سے پہلے ہم گواہی دیتے ہیں علیؑ نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وحدہ لا شریک ہے۔ محمدؐ نے کہا سب سے

پہلے لا الہ الا اللہ . قرآن کیا کہتا ہے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (سورہ الرحمٰن ۶۰)

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

جب کچھ بھی نہیں تھا اس وقت میری توحید کا اقرار کرنے والے محمدؐ اگر تو نے کہا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ تو تیرے احسان کا بدلہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں' کہ اشھد ان محمد رسول اللہ تو چونکہ علیؑ اور محمدؐ دونوں نے اشھد ان لا الہ الا اللہ اس لئے شرافت احسان مشیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس محمدؐ اور علیؑ کے نور نے سب سے پہلے اس کی توحید کی گواہی دی تو اس ذات واجب پر واجب ہے کہ وہ بھی اپنے نام کے ساتھ اشھد ان محمد رسول اللہ بھی رکھے اشھد ان علی ولی اللہ بھی رکھے .

یہ ہے بنیاد لا الہ 'بنیاد کہتے ہیں' پہلی اینٹ کو' پہلا پتھر' سب سے پہلا پتھر لا الہ الا اللہ کی عمارت کی پہلی اینٹ محمدؐ ہیں۔ اور اس دین کی عمارت میں نور کے چودہ زینے لگے۔ اور پھر عمارت دین کی بنیاد لا الہ سے رکھی جانے کے بعد اس میں نور کے چودہ زینے لگے۔ اس لئے جب بھی کوئی یزید سوراخ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اینٹ گارا بنانے والے میدان میں نہیں آئیں گے۔ جو معمار ہیں وہ سامنے آئیں گے۔

اس لئے عزیزان محترم' جب بنائے لا الہ کا انکار شام کے محلوں سے ہوا' کوئی نبی نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ توحید کا انکار اس لئے کہ سب سے پہلے گواہی توحید رسول اللہ نے دی تو کوئی نبی نہیں تھا۔ اس کی بنیاد کا انکار تھا۔۔۔ اسی لئے کلمہ پڑھنے والے نہیں تڑپے۔ جو بنائے لا الہ تھا۔ وہ تڑپا' جو بنیاد تھا۔۔۔ وہ سامنے آیا۔۔۔ جو سبب تھا وہ سامنے آیا۔ اور وہ کس طرح سامنے آیا کہ دنیا کے بادشاہ اگر دفاعی جنگ بھی کریں تو خود دارالحکومت میں بیٹھتے ہیں' فوجوں کو لڑنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ اس لئے

کہ ملک ان کی میراث نہیں ہے۔ صرف حق حکومت حاصل ہوا۔

لیکن اگر میرے گھر پر حملہ ہو جائے تو میں محلّہ والوں کو مدد کے لئے نہیں بلاؤں گا اپنے بچوں کو لے کر سامنے آجاؤں گا۔ اسلام پر جب حملہ ہوا ہے۔ بنائے لا الہ پر جب حملہ ہوا ہے تو حسینؑ نے مدینے والوں کو نہیں بلایا۔ مدینے والوں کو کہا کہ تم اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھو۔ اسلام کا وارث میں ہوں۔ توحید کا وارث میں ہوں ۔بنائے لا الہ الا اللہ میں ہوں۔ تم اپنے جوانوں کی شادیاں کرو۔ اکبرؑ کہتے ہیں بابا' یہ ہے تلوار اگر حکم دو کہ اکبرؑ اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ لے ۔۔۔ تو بابا ایک لحہ بھی تیرے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں کروں گا۔ لیکن بابا' میں صغریٰ کے پاس کیا کہوں جا کر ۔۔۔ ؟ بابا میں کیسے جاؤں ۔۔۔ ؟

حسینؑ کہتے ہیں بیٹا جاؤ ۔۔۔ بیٹا جاؤ۔ اکبرؑ صغریٰ کے قریب پہنچے۔ اکبرؑ سے چھوٹی ہیں صغریٰؑ چھ برس کی تھیں۔ صغریٰؑ کسی ضعیفہ کا نام نہیں ہے یہ تو اکبرؑ کے غم نے صغریٰ کو عصا لینے پر مجبور کر دیا۔ بھئی چار برس کی سکینہؑ ہے۔ چھ برس کی صغریٰ ہے۔ صغریٰؑ کے سرہانے بیٹھے پیشانی پر بوسہ دیا۔ صغریٰ جی بھیا' صغریٰؑ کو بہت تیز بخار ہے صغریٰ جلدی سے کھڑی ہوئیں ۔۔۔ نہیں بھیا ۔۔۔ بھیا تو لے جایا نہ لے جا۔ مگر میں بیمار نہیں ہوں۔ نہیں صغریٰ ایسا نہیں ہے۔ میری بہن میں ضرور تجھے لے چلتا۔ مگر بابا کا حکم ہے۔ ہاں! جب مہلت ملی تجھے لینے آؤں گا۔

دو وعدے کئے تھے اکبرؑ نے اس روز ۔۔۔ ایک وعدہ تو یہ کہ صغریٰ تجھے لینے آؤں گا ۔۔۔ اور ایک وعدہ یہ کہ اگر نہ بھی آسکا تو ایک وعدہ یہ بھی ہے کہ اگر تو نہ آئی تو سہرا سر پر نہیں سجاؤں گا۔ میں قربان اس بہن کے' میں صدقے اس بھائی کے ۔۔۔ صغریٰ وعدہ ہے۔ تیرے بغیر شادی نہیں ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے عزاداروں کہ اکبرؑ جب گھوڑے سے گرے ہیں نا ۔۔ حسینؑ کے زانو پر سر رکھا۔ حسینؑ نے پوچھا اکبرؑ مرے لال' جی بابا' اکبر کوئی خواہش ؟ کہا بابا ایک خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے ایک

مرتبہ صغریٰ کو دیکھ لیتا۔ عزادارو! حسینؑ نے اعجاز امامت کا ہاتھ اکبر کی آنکھوں پر پھیرا' بابا کے زانو پر لیٹے لیٹے کربلا سے اکبرؑ نے ایک مرتبہ مدینے کی طرف دیکھا حسینؑ کہتے ہیں ـــ بیٹا اکبرؑ کچھ نظر آیا ـــ کہا بابا کچھ نظر نہیں آیا۔ ہاں اماں ـــ زہرا کی ڈیوڑھی پر ایک ضعیفہ تڑپ رہی ہے۔ میرا اکبرؑ نہیں آیا ـــ میرا اکبر نہیں آیا ـــ ہائے اکبرؑ ـــ ہائے اکبرؑ

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡن

دوسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَیُّھَا النَّاسُ قُوۡلُوۡا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفۡلِحُوۡا

حضرات گرامی قدر، بزرگان محترم، عزاداران سید الشہداء، عزاخانہ ابو طالبؑ میں عشرہ محرم کی دوسری تقریر "بنائے الا الہ" کے عنوان پر آپ کی توجہات کی نذر ہے۔ اور اس عنوان پر ۔۔۔ گذشتہ تقریر میں جو عرض کیا تھا اس کا ماحصل و مفہوم یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے وحدہ لا شریک ہے اور ہمیشہ وحدہ لا شریک رہے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ جب آدمؑ نے کلمہ توحید پڑھا تو وہ لا الہ ہوا۔ اگر ایسا ہے تو خود اس کے پہلے وہ کیا تھا ۔۔۔؟

اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کچھ ذات مقدسہ، کچھ نفوس قدسیہ ایسے ہیں کہ جو ہمیشہ سے اس مشیت میں شہادت توحید کے گواہ ہیں، خدا کی طرح وہ ہمیشہ سے نہیں ہیں۔ وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے ہے یہ پنجتنؑ ہیں جو ہمیشہ سے اس کی مشیت میں ہیں۔ بہت توجہ ۔۔۔ عزیزان محترم، جو ہمیشہ سے اس کی مشیت میں توحید کے گواہ بن کر باقی ہیں اور اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ حبیبؐ

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ۝ (الاحزاب ۴۶-۴۵)

حبیبؐ ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ۔۔۔ گواہ بنا کر بھیجا

شریعت میں گواہی عینی ہوتی ہے ۔۔۔ سنی سنائی نہیں ہوتی ۔۔۔ شریعت میں وہ گواہی قابل قبول اور معتبر ہے جو عینی گواہ ہو۔ اللہ کہتا ہے حبیبؐ! میں نے آپؐ کو گواہ بنا کر بھیجا

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ

حبیب! ہم نے آپ کو بھیجا اپنا شاہد بنا کر' یعنی اپنی وحدانیت کا گواہ بنا کر۔۔۔ اپنی توحید کا گواہ بنا کر۔۔۔ تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ مدعی پہلے ہو۔ گواہ بعد میں ہو' مدعی کون ہے خدا۔۔۔ گواہ کون ہے رسولؐ۔ جب سے مدعی' تب سے گواہ' عدالت میں چاہے جب پیش ہو۔ صلوات

بھئی! ایک گواہ ہے' آپ نے طے کر لیا کوئی مقدمہ چل رہا ہے آپ نے طے کیا ہوا کہ میرے مقدمے کا یہ گواہ ہو گا پیشی چاہے ایک سال کے بعد پڑے۔۔۔ بھئی! ایک سال کے بعد جب وہ پیش ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے ذہن میں نہیں تھا۔ حبیبؐ ہم نے آپؐ کو گواہ بنا کر بھیجا۔ شاہد بنا کر بھیجا۔۔۔ تو وہ جب سے ہے تب سے اس کی مشیت میں نور محمدؐ گواہ کے طور پر موجود ہے اور اس کے بعد پھر حدیث قدسی میں ارشاد ہوا۔ حبیبؐ!

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ۔

یہ حدیث خالی حدیث نہیں ہے۔۔۔ حدیث قدسی ہے۔

حدیث قدسی وہ ہے جس کا مرتبہ آیت سے کم حدیث سے زیادہ ہوتا ہے۔ آیت اسے کہتے ہیں جس میں کلام بھی اللہ کا ہو۔ الفاظ بھی اللہ کے ہوں مگر ''سنائے رسولؐ'' وہ ہے آیت' آیت کسے کہتے ہیں جس میں کلام الفاظ زیر زبر پیش اللہ کے' بغیر زیر زبر کی تبدیلی کے جو اللہ کا کلام نسلوں تک پہنچا دے اسے شریعت کی نگاہ میں معصوم کہتے ہیں۔ توجہ ہے نا۔؟ یہ ہیں معصوم' اور یہ کسی غیر معصوم کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں یہاں تقریر کر رہا ہوں' آپ یہاں سے جائیں گے' آپ کہیں گے صاحب! عرفان حیدر عابدی صاحب نے یہ پڑھا' یہ پڑھا' یہ پڑھا۔

آپ میری تقریر کا مفہوم تو اپنے گھر والوں تک پہنچا دیں گے۔۔۔ لیکن میرے الفاظ اپنے گھر والوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ بہت توجہ۔۔۔ آپ میرے الفاظ کو'

میں نے کس وقت کون سا جملہ استعمال کیا۔ کس وقت کیا لفظ استعمال کیا۔ آپ لفظ بہ لفظ میری ایک ایک گفتگو کو آگے تک نہیں پہنچا سکتے۔ جو مجھ جیسے گناہ گار کی تقریر کے الفاظ کو، میرے کلام کو اپنے گھر والوں تک نہ پہنچا سکے اسے امتی کہتے ہیں۔ جو اللہ کے کلام کو بغیر کسی زیر زبر کی تبدیلی کے چودہ صدیوں میں پہنچا دے اسے معصوم کہتے ہیں۔ اب نبی ہم جیسا کیسے ہوگا؟۔ صلوات

نبیؐ کہتے ہیں اسے کہ جو اللہ سے کلام لے اور بندوں تک پہنچا دے۔ امتی اسے کہتے ہیں جو بندوں سے پڑھے۔ بندوں تک پہنچائے اور وہ بھی صحیح نہ پہنچائے اسے یہ بھی پہنچاتے وقت پتہ نہ ہو کہ سورہ مکی ہے یا مدنی ہے۔ اس کا حافظہ اتنا کمزور ہو کہ جسے یہ تمیز نہ ہو کہ مکی سورہ کون سا ہے، مدنی سورہ کون سا، قرآن جمع کر لیا یہ امتیاز نہ کر سکے کہ مکہ میں کتنی آیتیں مدینے میں کتنی آیتیں آئیں۔ کیسے نازل ہوئیں۔ بچوں سے قرآن جمع کرایا تھا۔ اگر اس سے قرآن لے لیتے۔ جس علیؑ نے منبر پر کہا تھا۔

هٰذَا اِسْفُوْدُ الْعِلْمِ۔ هٰذَا لُعَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ هٰذَا مَا زَقَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَقًّا زَقًّا۔

یہ میرا سینہ علوم کا گنجینہ ہے۔ یہ لعاب پیغمبرؐ کا اثر ہے اس نے مجھے علم ایسے بھرایا جیسے طائر اپنے بچوں کو دانہ بھراتا ہے۔ یاد رکھو۔ مجھ سے پوچھو کہ کون سی آیت بحر میں نازل ہوئی۔ کون سی آیت ہوا میں نازل ہوئی، کون سی آیت سماں میں نازل ہوئی، کون سی آیت مسجد میں آئی، کون سی آیت سجدے میں آئی، کون سی آیات قیام میں نازل ہوئی، کون سی آیت قعود میں نازل ہوئی، کون سی آیت منبر پر آئی، کون سی آیت میدان میں آئی، کون سی آیت جم کر لڑنے کے لئے آئی۔ کون سی آیت میدان چھوڑنے والوں کے لئے آئی۔ مجھ سے پوچھو۔

اے دیانت دار علیؑ! میں تیری دیانت کے قربان کہ اپنے سینے پر بھی فخر کر رہا ہے تو رسولؐ کے حوالے سے ـــــ یہ نہیں کہ علیؑ نے کہا کہ یہ میرا علم ہے۔

هذا صفوۃ العلم

میرا سینہ ہے علم کا خزانہ۔ اس کے بعد کہا

هذا لعاب رسول اللّٰہ

یہ پیغمبر اسلام کا لعاب ہے۔ یہ اس کے لعاب کی برکت ہے جس کے لعاب کی برکت سے علیؑ بنے جس کے لعاب کی برکت سے مولاؑ بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے ہادی بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے باب علم بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے امیر المومنین بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے امام المتقین بنے' جس کے لعاب کی برکت سے قائد الغرا المحجلین بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے بائے بسم اللہ بنے۔ جس کے لعاب کی برکت سے سر تاج ھل اتیٰ بنے' اس کے لئے دنیا کہے ہم جیسا وہ ہے۔ وہ نبی ہم سا ہے۔ صلوات

هذالعاب رسول اللّٰہ. هذا مازقنی رسول اللّٰہ زقاً زقاً

یہ کیا تیور ہیں علیؑ کے کلام میں' یہ لعاب رسول ہے۔ هذا ما زقنی رسول نے مجھے ایسے چگایا۔ جیسے پرندہ اپنے بچوں کو چگاتا ہے۔ وہ کیوں؟ وجہ؟ سبب؟ کیوں بھرایا ایسے' ایسے کیوں نہیں بھرایا جیسے ماں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے؟ ایسے کیوں بھرایا جیسے طائر اپنے بچوں کو بھراتا ہے' کیوں ایسا پیغمبرؐ نے عمل کیا' اس لئے کہ پیغمبرؐ ہے اور معصوم کا کام یہ ہے کہ وہ آیت پہنچائے۔

آیت کی تعریف یہ ہے کہ زیر زبر پیش میں تبدیلی نہ ہو۔ ورنہ توہین آیت ہو جائے گی۔ اس لئے اگر علیؑ یہ کہتے کہ پیغمبرؐ نے ایسے بھرایا جیسے ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو کلام قرآن کی توہین ہو جاتی۔ اس لئے کہ ماں کا دودھ بچے کے بدن میں مختلف تبدیلیوں کے مراحل طے کرتا ہے۔ مختلف تبدیلیاں ہوتی ہیں پھر کہیں جاکر خون بنتا ہے۔ پھر بچے کی پرورش ہوتی ہے۔

لیکن طائر کہہ کر پیغمبرؐ کی دیانت پر مہر تصدیق علیؑ نے ثبت کی ہے۔ چونکہ پیغمبرؐ کا کام ہے آیت کو بغیر زیر زبر کی تبدیلی کے بندوں تک پہنچانا اور طائر اسے کہتے

ہیں کہ جو کچھ بھی دانا حاصل کرے بغیر کسی تبدیلی کے اسی طرح بچے کے سینے میں منتقل کر دیتا ہے۔ علیؑ بتانا یہ چاہتے تھے کہ پیغمبرؐ کے پاس جو علم قرآن ہے۔ بغیر زیر زبر کی تبدیلی کے پیغمبرؐ نے مجھے عطا کر دیا۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ کا کہنا ہے

اَلْقُرْاٰنُ مَعَ الْعَلِیِّ، اَلْعَلِیُّ مَعَ الْقُرْاٰن

توجہ ہے نا عزیزان محترم۔

آیت کسے کہتے ہیں ؟ آیت اسے کہتے ہیں کہ جس میں لفظیں بھی اللہ کی ہوں، مفہوم بھی خدا کا ہو۔ حدیث قدسی اسے کہتے ہیں کہ جس میں مفہوم خدا کا ہو لیکن اختیار نبی کو یہ ہو کہ وہ اپنے لفظوں میں بیان کر دے۔ حدیث صرف حدیث اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر جب چاہیں تشریح قرآن کے سلسلے میں اپنی زبان سے با اختیار حیثیت میں تشریح قرآن کر دے۔ اس لئے کہ جس کی زبان پر **ما ینطق عن الھوی ان ھوی الا وحیی یوحی** کے پہرے لگے ہوں اس میں کوئی ٹائم نہیں ہے کہ آدھے دن ہماری مرضی سے **ما ینطق عن الھوی** بولتا ہی نہیں ہے۔ ہماری وحی کے بغیر' تو پہلے آیت پھر حدیث قدسی' پھر حدیث' حدیث قدسی میں ارشاد ہوا۔ پہلی آیت آپ کے ذہن میں ہے نا۔۔۔

یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا

حدیث قدسی میں ارشاد ہوا کہ

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

ہم آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتے۔ حبیبؐ اگر تیری تخلیق مقصود نہ ہوتی۔ اب دوستو! کائنات کس کا نام ہے ؟ آسمان و زمین کے درمیان جو چیزیں ہیں اس کا نام کائنات ہے ۱۸ ہزار عالم ہیں نا۔۔۔ دنیا کی جدید تحقیق کے مطابق تو اٹھارہ ہزار عالم کائنات میں ہیں اور خدا کہتا ہے کہ میں ۱۸ ہزار عالم کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تیری تخلیق

مقصود نہ ہوتی۔ تو جب خدا نے یہ کہا کہ میں کچھ پیدا نہ کرتا۔۔۔ اگر تیری خلقت مقصود نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ ہر ذی شعور کو سمجھنا چاہئے کہ اب اگر خدا اس کے پہلے کچھ بھی پیدا کرے تو یہ حدیث معطل ہو جائے گی۔ اب اس نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس کے بعد پیدا کیا ہے یہ سب سے پہلے۔۔۔ بہت توجہ' بہت توجہ!

اب جو کچھ بھی پیدا کیا خدا نے وہ سب اس کے سامنے' آسمان زمین' ملک' حور' طیور' چرند' پرند' جنگل' پہاڑ' دریا' ستارے' سیارے' سورج' چاند جو کچھ بھی پیدا کیا۔ اب جب' جب سب کچھ اس کے سامنے ہے۔۔۔ کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تو پھر یہ عالم غیب کیوں نہیں ہوا؟ کون سی چیز ہے جو اس سے چھپی ہوئی ہے؟ سب چیزیں تو اس کے سامنے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ کو علم غیب نہیں۔ پیغمبرؐ کو علم غیب نہیں تو پھر کسے علم غیب ہے؟

چونکہ مولانا کو پلاؤ کے نیچے بوٹیاں نظر نہیں آتیں نا۔۔۔ وہ مولوی صاحب کو نظر نہیں آتیں پلاؤ کے نیچے بوٹیاں! کہ صاحب ہمیں بوٹی نظر نہیں آ رہی ہے تو رسولؐ کو جنت کیسے نظر آئے گی؟ اچھا' اگر رسولؐ کو جنت نظر نہیں آتی تو رسولؐ یہ جنت بانٹ کیوں رہے ہیں؟ بہت توجہ۔۔۔ فلاں کو جنت دے دی۔ فلاں کو جنت دے دی۔ فلاں کو دے دی نظر نہیں آتی جب بھی؟ بھئی جو جنت نظر نہ آئے۔ وہ اندھی جنت ہے' جو جنت اندھی ہے' اس کی بخشش بھی اندھی ہو گی۔ بہت توجہ۔۔۔

یا ایھا لنبی انا ارسلنك شاھداً ہم نے آپؐ کو گواہ بنا کر بھیجا' کاہے کا گواہ؟ **لا اله الا اللّٰه** کا گواہ؟ رسولؐ' تو اگر توحید کو بلا فصل گواہ کی ضرورت ہے۔ اگر **لا اله الا اللّٰه** کو بلا فصل **محمد رسول اللّٰه** کی ضرورت ہے تو پھر لا محالہ **لن تجد لسنة اللّٰه تبدیلا** اللہ کا قانون بدلے گا نہیں۔ اگر توحید کو **لا اله الا اللّٰه** کو بلا فصل **محمد رسول اللّٰه** کی ضرورت ہے تو پھر **محمد رسول اللّٰه** کو بھی بلا فصل **علی ولی اللّٰه** کی ضرورت ہے۔

اس لئے کہ توحید کا گواہ بھی اس وقت سے ہونا ضروری ہے جب سے وہ ہے تو

پھر اس کا گواہ بھی اس وقت سے ہونا ضروری ہے جب سے وہ ہے ورنہ کون گواہی دے گا کہ یہ گواہ ہیں ۔۔۔ بہت توجہ ۔۔۔ اگر توحید کو گواہ کی ضرورت ہے محمدؐ کی صورت میں تو محمدؐ کو بھی گواہ کی ضرورت ہے علیؑ کی صورت میں۔ اگر توحید کا گواہ منجانب اللہ ہے تو نبوت کا گواہ بھی مکہ مدینہ کی گلیوں سے نہیں آئے گا۔ اللہ کے گھر سے آئے گا ۔۔۔ اور یاد رکھیئے آپ تو عدالتوں میں جاتے رہتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں ؟۔

کسی کورٹ میں رٹ پٹیشن کرنا ہے تو آپ کا طریقہ کیا ہوتا ہے ؟ جب تک گواہ کو تلاش نہ کرلیں۔ جب تک گواہ نہ مل جائے ۔۔۔ جب تک گواہ نہ آجائے آپ عدالت میں جایا نہیں کرتے انتظار کرتے رہیں گے ' چاہے چالیس برس تک گواہ نہ آئے۔ اب اگر آپ کا گواہ چالیس سال بعد آپ کو ملا اور آپ ہائی کورٹ میں چلے گئے کہ میرا گواہ آگیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مدعی نہیں تھے بہت توجہ ۔۔۔ نہیں ! آپ مدعی تھے۔ مگر دعویٰ کس کے سامنے کرتے کوئی گواہ تو آجائے۔ اے نبیؐ کو چالیس برس کے بعد نبی ماننے والو ! نبی چالیس برس کے بعد نبی نہیں بنا۔ نبی تو اس وقت نبی تھا جب آدمؑ مٹی اور پانی کے درمیان تھا۔ مگر انتظار کر رہا تھا کہ کعبے میں کوئی گواہ آجائے تو اعلان نبوت کروں۔ صلواۃ

توجہ ہے نا عزیزان محترم ! انتظار کیا ہے۔ شان نبوت کے خلاف ہے۔ اگر پیغمبرؐ چالیس برس تک نبی نہیں تھے ۔۔۔ تو کیا تھے ؟ میں نے ایک سوال چھیڑا ہے ملت کو دعوت فکر دینے کے لئے ۔۔۔ بات صرف اتنی ہے کہ اگر چالیس برس تک پیغمبرؐ نے انتظار کیا تو کس گواہ کا ؟ گواہ آجائے تو اعلان کروں۔ گواہ تو پہلے یہ تھا مگر یہ گواہ غائب تھا۔ اعلان نبوّت کن کافروں پر کرنا ہے ؟ جو کافر غیب پر ایمان نہیں رکھتے۔ مانیں گے نہیں کافر۔ انتظار کیا کہ وہ آنے والا آجائے تو پھر اعلان کروں۔ اور جب وہ آنے والا آگیا ۔۔۔ اور خدا نے بھی گواہ کا بڑا اہتمام کیا۔

اپنے قرآن کو نبیؐ کے گھر میں اتارا۔ نبیؐ کے گواہ کو اپنے گھر میں اتارا۔ بہت توجہ ۔۔۔ عزیزان محترم۔ دیکھئے نا ۔۔۔ ترتیب ہی بدل دی۔ بھئی ہونا تو یہ چاہئے تھا

کہ خدا کا قرآن تھا۔ خدا کے گھر میں آتا۔ نبیؐ کا علیؑ تھا۔ نبی کے گھر میں آتا۔ لیکن نہیں! اپنے قرآن کو اتارا نبی کے گھر میں۔۔۔ نبیؐ کے گواہ کو اتارا اپنے گھر میں۔ اور اپنے گھر میں بطور معجزہ اتارا۔ دیوار کعبہ شق ہوئی۔ فاطمہ بنت اسدؑ اندر گئیں۔ دیوار کعبہ پھر ملی۔ علیؑ کعبہ میں آئے۔

اب میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ میں خطیب بنا۔ محنت کر کے 'کتابیں پڑھ کے' عمل کرے گا تو جزا ملے گی نا۔ یہ امت کی حیثیت ہے۔ ارے علیؑ کو جو کچھ خدمت کرنا ہے نبیؐ کی وہ تو بعد میں کرنا ہے نا۔ ابھی علیؑ نے بدر تو فتح نہیں کی۔۔۔ احد تو فتح نہیں کیا۔ خیبر و خندق تو فتح نہیں کیا۔ ابھی علیؑ بستر پہ تو نہیں سوئے۔ ابھی علیؑ مباہلے میں تو نہیں گئے۔ ابھی علیؑ نے نصرت پیغمبر تو نہیں کی۔ ابھی علیؑ نے کچھ بھی تو نہیں کیا مگر خدا اتنی بڑی جزا دے رہا ہے کہ اے نبی کے گواہ میں تیرے عمل کا انتظار نہیں کروں گا۔ میں تجھے اپنے گھر میں پیدا کر کے دنیا کے مورخین کی زبان پر تالے ڈالنا چاہتا ہوں کہ علیؑ عمل کی وجہ سے علیؑ نہیں بنا۔ بلکہ جس گھر میں آیا تھا وہ گھر علیؑ تھا۔

اب یہ علیؑ کی شرافت ہے' یہ علیؑ کے علیؑ ہونے کی دلیل ہے کہ اس کے بعد بھی نصرت کی۔ نہ بھی کرتے تو علیؑ تھے۔ اس لئے خدا عہدے واپس نہیں لیا کرتا۔ اور کم ظرفوں کو دیا نہیں کرتا۔ بہت توجہ۔۔۔ بہت توجہ ہے نا۔۔۔ علیؑ پیدا ہوا تو علیؑ تھا۔ نبیؐ کا گواہ آیا خانہ کعبہ میں نبیؐ کا گواہ آیا خدا کا گھر سے۔۔۔ نبیؐ کی زبان چوسی۔ قرآن سنایا تب کہا۔

ھٰذَا صفوۃُ العِلم۔ ھٰذَا لُعَابِ رَسُوْلِ اللہ۔

زبان چوس کر فوراً ہی کہا۔ کہئے رسول اللہ۔۔۔ توریت سناؤں؟ انجیل سناؤں؟ قرآن سناؤں؟ حالانکہ ابھی قرآن نازل بھی نہیں ہوا۔ مجھے بھی تو تعجب ہوتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی نے جناب ابوہریرہ کے لئے ایک روایت لکھی۔ بہت بڑے محدث

ہیں ' راوی ہیں ' مسلمانوں کے "کہ جناب ابوہریرہؓ کا حافظہ بہت تیز تھا۔ جتنی حدیثیں پیغمبرؐ سے سنتے فوراً بیان کرتے تھے۔

جناب ابوہریرہؓ کو ۵۰۰۰ سے زیادہ حدیثیں یاد تھیں۔ جبکہ انہیں پیغمبر اسلام کی صحبت کا شرف صرف ساڑھے تین برس حاصل رہا۔ جنگ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔ جنگ خیبر ہے۔ ۰۷ ہجری میں اور ۱۱ ہجری کے شروع میں پیغمبر کا وصال ہوا ہے تو اتنے سے مختصر وقت میں پانچ چھ ہزار سے زیادہ حدیثیں لکھیں۔ تو شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ یہ حافظہ ان کا اس لئے اتنا بلند ہوا کہ ایک دن وہ ایک راستے میں بیٹھے تھے۔۔۔ پیغمبر اسلام کا وہاں سے گزر ہوا جب پیغمبر اسلام وہاں سے گزرے۔۔۔ پوچھا' ہریرہ کہاں بیٹھے ہو؟ کہا بھوک لگی ہے؟ کہا بھوک لگی ہے اچھا۔ اتنے میں ایک ضعیفہ ایک۔ گھر سے برآمد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ تھا۔ توجہ سے سنیئے۔ جو بات میں کہنے جارہا ہوں۔

اس ضعیفہ نے کہا۔۔۔ "یارسول اللہ' یہ آپ کی نذر کرنے آئی ہوں" حضورؐ نے وہ دودھ کا پیالہ لیا اور اس دودھ کو پیا' باقی جو دودھ بچا تھا۔۔۔ (مجھے روایت کی صحت اور اس کی کمزوری سے بحث نہیں ہے) میں یہ واقعہ امانتاً بیان کررہا ہوں۔ حضورؐ نے وہ دودھ کا پیالہ لے کر پیا اور باقی بچا ہوا ابوہریرہ کو دے دیا جب ابوہریرہ نے وہ دودھ پیا۔ خود ہی لکھتے ہیں کہ جب تک ابوہریرہ نے وہ دودھ کا پیالہ نہیں پیا۔۔۔ ایسے نہیں تھے اور جب سے پیغمبرؐ کا جھوٹا دودھ پیا تب سے رسول اللہ جو کچھ بھی بیان کرتے تھے وہ سب یاد کرلیا کرتے تھے۔

تو عزیزان محترم! جب وہ کتاب میں پڑھ رہا تھا میں نے کہا کہ پھر یہ کمال پیغمبر کا ہوا نا!۔۔۔ کمال تو اس پیغمبر کے جھوٹے دودھ کا ہوا اس سے یہ صفت حاصل ہوئی۔ جناب ابوہریرہ کا حافظہ اتنا تیز ہوگیا کہ پیغمبرؐ کا جھوٹا دودھ پی لیا۔ میں نے کہا۔ مجھے بھی تو تاریخ اسلام سے یہی شکوہ ہے کہ جو پیغمبرؐ کا جھوٹا دودھ پی لے اس سے سارا اسلام لے لیتے اور جو پیغمبر کی زبان چوسے؟۔۔۔ صلوات

تو اللہ کا گواہ محمدؐ، محمدؐ کا گواہ علیؑ جب وہ کعبے سے آیا بارہ[۱۲] برس کا سن ہوا۔ آیت تب آئی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ (سورہ شعرآء ۲۱۴)

حبیبؐ سب سے پہلے اپنے قرابت داروں میں اعلان رسالت کرو۔ پیغمبرؐ اسلام پہاڑ کی چوٹی سے یہ کہہ کر اترے، کہ یا علیؑ! دعوت کا اہتمام کرو۔ کافروں کو بلاؤ۔ پیغمبرؐ نے یہ نہیں کہا کہ کہاں اہتمام کرو۔۔۔ شادی بھی ہو چکی ہے۔ پیغمبرؐ کی خدیجہ الکبریٰ کا گھر بھی ہے۔ لیکن اللہ رہے تدبر رسولؐ کہ اسلام کی پہلی دعوت لا الہ الا اللہ کی پہلی اینٹ نہ مکہ میں رکھی گئی نہ مدینے میں رکھی گئی۔۔۔ نہ مسجد نبویؐ میں رکھی گئی ۔۔۔ نہ بیت المقدس میں رکھی گئی۔۔۔ نہ کسی میدان میں رکھی گئی۔

دعوت اسلام یعنی لا الہ الا اللہ، یعنی اسلام کی پہلی اینٹ، یعنی اسلام کے تاج محل کا پہلا سنگ مرمر ابو طالبؑ کے گھر میں رکھا گیا۔ دعوت اسلام پہلی ابو طالبؑ کے گھر میں۔ تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا، کہ ہدایت کا پہلا گھر نہ مکہ ہے، نہ مدینہ ہے، ہدایت کا پہلا گھر! ابو طالبؑ کا گھر ہے۔

اب یہاں سے گواہی کی منزل ہے۔ دوستو، پیغمبرؐ اعلان رسالت کرتے ہیں۔ پورے مجمع پر سکوت مرگ طاری ہے۔ ایک بارہ برس کی عمر کا اُٹھا کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

پیغمبرؐ نے اعلان کیا کہ آج کے دن، آج کے دن جو میری تصدیق کرے گا وہ بھائی ہوگا میرا، میرا وصی ہوگا، میرا ولی ہوگا، میرا جانشین ہوگا، میرا وزیر ہوگا۔ آج ہی سے تصدیق پر۔ پورے مجمع میں سے کوئی نہ اٹھا۔ علیؑ اٹھا اور اٹھ کر گواہی دی۔ "یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں" بہت توجہ، اب کلمہ کس نے پڑھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہَ ؟ علی نے کہا

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ کس نے پڑھا؟

علیؑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ ہمیشہ سے اللہ کے رسول ہیں۔ رسولؐ نے کیا کہا تھا کہ جو میری گواہی دے گا آج ہی سے وہ میرا ولی ہوگا۔

اب تاریخ کے مورخ فیصلہ کریں کہ جب علیؑ نے تصدیق کردی۔ گواہی دے دی تو لا محالہ پیغمبرؐ نے کہا ہوگا اپنے وعدے کے مطابق کہ اگر تو نے میری تصدیق کی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ

تو عزیزان محترم! نوے کروڑ مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔

یہ نبیؐ کی سنت ہے' صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم؟ یہ بنائے لا الہ کہاں پڑی؟ ابو طالبؑ کے گھر میں۔ اسی ابو طالبؑ کے خون کی سر بلندی کا نام کربلا' کربلا نام ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہَ

اور یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے بلکہ مصور پاکستان علامہ اقبال نے کہا تھا

اونکہ بخشد بے یقیناً رایقین

اونکہ لرزد از سجود او زمیں

وہ حسینؑ کہ جس نے بے یقینوں کو یقین بخشا۔ وہ حسینؑ کہ جس کے سجدے

سے زمین میں زلزلے آئے۔

اونکہ زیر تیغ گوید لا الہ

اونکہ از خونِ بروید لا الہ

وہ حسینؑ کہ جس نے تلوار کے نیچے لا الہ الا اللہ کہا۔۔۔ وہ حسینؑ کہ جس کے خون کی ہر موج سے کلمہ لا الہ بن گیا۔ خدا کے لئے تمام مسلمان ان مجلسوں میں آئیں۔ سب ان مجلسوں میں آئیں اس لئے کہ یہ مجلسیں "تحفظ توحید" کی مجلسیں ہیں۔ یہ مجلسیں "اتحاد بین المسلمین" کی مجلسیں ہیں۔

دوستو! کہتے ہیں نا کہ حسینؑ کی قربانی سب سے بڑی ہے یقیناً سب سے بڑی' لیکن ایک جملہ کہہ دوں آج۔۔۔ کہ حسینؑ کی قربانی سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ لیکن حسینؑ کی قربانی سے بھی بڑی کوئی چیز ہے۔ یقیناً کوئی چیز ہے۔۔۔ اور وہ چیز ہے جس پر حسینؑ قربان ہوگیا۔ یعنی کوئی چیز تو ہے۔۔۔ ایسی چیز تو ہے۔ ایسی جس سے قیمتی حسینؑ نہ اکبرؑ کی جوانی سمجھ رہے ہیں۔ نہ قاسمؑ کا بچپنا سمجھ رہے ہیں۔ نہ عونؑ و محمدؑ کا لڑکپن سمجھ رہے ہیں نہ بہنؑ کی چادر سمجھ رہے ہیں۔ زینبؑ کی چادر سے بھی قیمتی چیز ہے تو وہ لا الہ الا اللہ ہے۔

اس لئے ہے حسینؑ بنائے لا الہ۔ کیونکہ جس چیز پر حسینؑ 'زینبؑ' کی چادر قربان کردے۔ اکبرؑ جوانی قربانی کردے۔ اصغرؑ کا گلا قربان کردے' عونؑ و محمدؑ کے جسم قربان کردے۔ قاسمؑ کا لاشہ پامال کرالے۔ جس کے لئے یقیناً وہ کوئی بہت بڑی چیز ہے۔

ہاں! دوستو! اسی لئے اجڑ گیا مدینہ 'لٹ گیا بتولؑ کا گھر' اداس ہوگئی قبر رسولؐ' سوگوار ہوگئی فاطمہ زہراؑ کی ضریح! چل رہا ہے حسینؑ مدینے سے 'روانہ ہوگیا قافلہ' دوستو! جب آپ سفر پر جاتے ہیں۔ خصوصاً خواتین جب خواتین کو رخصت کرنے آتی ہیں تو آکر کہتی ہیں۔۔۔ خدا خیر سے لائے۔ اگر نہ جاتے تو اچھا تھا۔۔۔ عزادارو' زینبؑ بھی مدینے سے چل کر پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی رہی کہ کوئی مدینے والا آئے۔ کوئی

میرے نانا کا کلمہ پڑھنے والا آئے۔ اور آکر کہے۔ خیر سے واپس آنا۔۔۔ کب تک واپس آؤ گے؟

عزادارو' زینبؑ کو حسرت ہی رہی۔ عزادارو۔ کل کی مجلس کا مصائب سنا تھا۔ قافلہ روانہ ہوا۔ علیؑ کی بیٹی کو دائیں بازو سے حسینؑ نے پکڑا۔۔۔ بایاں بازو علی اکبرؑ نے سنبھالا۔ زانو عباسؑ نے تہہ کیا۔ بھائیوں نے سوار کیا۔ اس شان سے زینبؑ مدینہ سے روانہ ہوئیں۔ اسلئے کہ یہ مدینہ ہے کوفہ نہیں۔۔۔!

عزادارو! مدینے سے روانگی کے بعد دو مرتبہ' یہ قافلہ رکا ہے۔ دونوں وجوہات سن لو۔ قافلہ ابھی تھوڑی دور چلا تھا۔ مدینے سے کہ ایک مرتبہ کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ حسینؑ نے مڑ کر دیکھا تو ابوالفضل العباسؑ کی ماں عصا کا سہارا لئے قافلے کے پیچھے آئیں۔ ماں کے احترام میں امام وقت گھوڑے سے کودے۔۔۔ عباسؑ گھوڑے سے کودے۔۔۔ اکبرؑ گھوڑے سے کودے۔ حلقہ بنا لیا ماں کا۔ لیکن میں سلام کیوں کرتا ہوں امّ البنین کو؟ اس لئے کہ برابر میں عباسؑ کھڑا ہے۔ مگر اس ماں نے عباسؑ کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا۔ حسینؑ کے چہرے کی بلائیں لیں۔۔۔ اور اس کے بعد کہا:

"میری شہزادی سیدہؑ کے معصوم شہزادے' بتا میں تیری کیا لگتی ہوں؟"

حسینؑ کہتے ہیں "اماں۔۔۔ آپ میری ماں ہیں"

کہا: "بیٹا بن کر کہہ رہا ہے۔۔۔ امامؑ بن کے تو نہیں؟"

اللہ اکبر' کہا: "ماں! میں بیٹا بن کر کہہ رہا ہوں آپؑ میری ماں ہیں"

کہا: "نہیں بیٹا' میں نے تو ساری زندگی اپنے آپ کو تمہاری کنیز سمجھا ہے' میں تو علیؑ کے گھر میں علیؑ کی زوجہ بن کر نہیں آئی تھی۔ فاطمہؑ کے بچوں کی خدمت گار بن کر آئی تھی۔ میں نے تمہیں اپنا آقازادہ سمجھا ہے۔۔۔ میں نے تمہیں فاطمہؑ کا شہزادہ سمجھا ہے' آج چلتے چلتے مجھ کنیز کی ایک گزارش ہے!"

"ہاں اماںؑ! حکم کریں"

کہا: "ایک لحہ کے لئے مجھے عباسؑ کو دے دے۔ بیٹا ایک لحہ کے لئے عاریتاً دے دے۔ وعدہ کرتی ہوں کہ ابھی واپس دے کر جاؤں گی"

کہا: "اماں! تمہارا بیٹا ہے' لے جاؤ"

چلتے چلتے امّ البنّین روضہ رسول میں آئیں۔ اور ضریح رسولؐ کے پاس آکر کہا:

"عباس! بیٹھ جا" عباس بیٹھ گئے۔

امّ البنّین بھی بیٹھ گئیں۔ عباس سے کہا

بیٹا عباس!"یہ تیرے دائیں جانب کیا ہے"؟

کہا: "ماں یہ قبر رسولؐ ہے"

کہا: "بیٹا اس پر دایاں ہاتھ رکھ"

عباس کا بایاں ہاتھ اٹھا کر امّ البنّین نے اپنے سر پر رکھا۔

"بیٹا یہ کیا ہے"؟

کہا: "اماں آپ جیسی عظیم المرتبت ماں کا سر"

"بیٹا! ہم کہاں بیٹھے ہیں"؟

کہا: "روضہ رسولؐ میں"

کہاں "بیٹا۔۔۔ ہم رسولؐ کے روضہ میں بیٹھے ہیں۔ دایاں ہاتھ قبر رسولؐ پر ہے بایاں ہاتھ تیری ماں کے سر پر ہے" جب عباسؑ سے تین مرتبہ کہلایا۔۔۔

تو اب امّ البنّین کہتی ہیں۔

"بیٹا۔ قبر رسولؐ کو گواہ بنا کر ماں کے سر کی قسم کھا کر آج مجھ سے عہد کر کہ جب تک تیرے یہ ہاتھ سلامت ہیں ۔۔۔ زینبؑ کی چادر نہیں چھنے گی۔ زینبؑ کی چادر سلامت رہے گی۔"

عباسؑ نے قسم کھائی کہ "اماں! عباسؑ یہ قسم کھاتا ہے کہ جب تک عباسؑ کی جان باقی رہے گی کوئی زینبؑ کی چادر کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

کہا: "عباسؑ! اب میں نے اجازت دی"

عباسؑ واپس آئے۔

قافلہ! ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک مرتبہ عباسؑ نے پلٹ کر دیکھا اور چلا کر کہا۔ آقا حسینؑ! قافلہ روکیے صغریٰؑ ڈیوڑھی سے واپس آگئی۔ عزادارو! کوئی معمولی جملہ نہیں ہے۔ عباسؑ کی زندگی میں اور کوئی بی بی ڈیوڑھی سے باہر آجائے۔

عباسؑ گھوڑے سے اترے۔ اپنے دوش سے عبا اتاری اور صغریٰؑ کے سر پر ڈالی۔ ''صغریٰؑ، صغریٰ، میرے لال، میری زندگی میں ڈیوڑھی سے باہر آگئی''؟

''چچا۔۔۔ چچا، میں جانے کے لئے نہیں آئی ہوں۔ چچا میرے بابا کو آنے دو۔ حسینؑ قریب آئے'' کہا:

'''' کیا بات ہے، مرے لال ڈیوڑھی سے باہر کیوں آگئی۔۔''

کہا'' بابا جانے کے لئے نہیں آئی، بس ایک مرتبہ میرے اصغرؑ سے ملا دو۔ جزاک اللہ، ربابؑ کی عماری بٹھائی گئی ربابؑ عماری سے اتریں۔ اصغرؑ کو لیا اور صغریٰ کی گود میں دے دیا صغریٰؑ نے پیشانی کا بوسہ دیا۔

عزادارو! پیشانی کا بوسہ دیا، حسینؑ چپ رہے، دائیں رخسار کا بوسہ دیا، حسینؑ چپ رہے، بائیں گال کا بوسہ دیا۔۔۔ حسین چپ رہے، لیکن جب صغریٰؑ نے اصغرؑ کے گلے کا بوسہ لیا تو حسینؑ رو پڑے۔ صغریٰؑ کہتی ہیں۔ ''اصغرؑ، میرے بھیا۔ تم بھی بہن کو چھوڑ کر جا رہے ہو۔ اصغرؑ تم گھر میں رہو۔ میں تمہیں جھولا جھلاتی رہوں گی۔

اصغرؑ بہن کی گود سے لپٹ گئے۔ اب ربابؑ آگے بڑھیں مگر اصغرؑ نے صغریٰؑ کی گود نہ چھوڑی۔ زینبؑ نے چاہا، اصغرؑ نے صغریٰؑ کی گود نہیں چھوڑی۔ آخری مرتبہ حسینؑ بانہیں پھیلائے ہوئے آگے بڑھے۔ جب حسینؑ آگے بڑھے، صغریٰؑ، اصغرؑ کو لئے پیچھے ہٹ گئیں۔ پیچھے ہٹ کر کہتی ہیں۔

بابا۔۔۔ زبردستی نہ لینا، بابا اگر اصغرؑ خود آجائے تو لے لینا۔ مگر زبردستی میرے اصغرؑ کو نہ لینا۔

حسینؑ کہتے ہیں۔

نہیں صغریٰ۔۔۔ مجھے اصغرؑ سے ایک بات کہنے دو۔

حسینؑ اصغرؑ کے قریب آئے اصغرؑ کے کان میں اللہ جانے حسینؑ نے کیا کہا کہ ایک مرتبہ اصغرؑ نے بہن کے چہرے کو دیکھا۔۔۔ باپ کی طرف لپک کر حسینؑ کی گود میں آگئے صغریٰؑ تڑپنے لگی۔ اصغرؑ چلے گئے۔

مدینہ اجڑ گیا' اجڑ گیا مدینہ رسولؐ

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْن

تیسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا

عزیزان گرامی! عزاخانہ ابو طالبؑ میں عشرہ محرم کی تیسری مجلس آپ کے ذوق ایمان کی نذر ہے۔ آپ کی توجہات پر آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

بنائے لاالہ ہمارا عنوان گفتگو ہے اور اس عنوان کو قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بنائے لاالہ اتحاد بین المسلمین کی علامت ہے۔ سارا عالم اسلام اسی لاالہ پر متحد اور متفق ہے۔ کسی کو عقیدہ توحید میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب خدا کو وحدہ لا شریک مانتے ہیں۔ سب اس کی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا اقرار کرتے ہیں۔ سب کا ایمان ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ حیَ بھی ہے، قیوم بھی ہے، احد بھی ہے، صمد بھی ہے، لم یلد بھی ہے، ولم یولد بھی ہے، رحیم بھی ہے، رحمٰن بھی ہے، اس کے رحم اور کرم کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ وہ فرعون کو بھی دیتا ہے اور موسیٰ کو بھی دیتا ہے۔ اس کے پروردگار ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے باغی کو بھی دیتا ہے اور اپنے نبی کو بھی نوازتا ہے۔

فرعون کی کیا تاب کیا مجال تھی کہ وہ تخت حاصل کرتا۔ فرعون کی کیا جرات تھی کہ وہ تاج سر پر سجاتا۔ فرعون کی کیا مجال تھی کہ وہ لاؤ لشکر کے ساتھ رہتا؟ فرعون کی کوئی طاقت نہیں تھی کہ اپنا دربار سجاتا۔ فرعون کی کوئی مجال نہیں تھی کہ وہ ساری دنیا پر اپنا پرچم لہراتا۔ فرعون کی کوئی طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی بادشاہت کو چلاتا۔ دوستو! یہاں ایک ایک جملہ میں ابتداء میں کہنا چاہتا ہوں کہ فرعون نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

۔۔۔ فرعون نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔

فرعون موسیٰ کے مقابلے میں نبی بن کر نہیں آیا۔۔۔ فرعون براہ راست خدا کے سامنے خدا بن کر آیا۔ براہ راست خدا کا دشمن۔۔۔ براہ راست خدا کا حریف' جو حق خدا کا تھا وہ اس نے اپنالیا اور حق دار کا حق چھیننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اگر حقدار کا حق اپنالیا ہے تو ہم حق پر ہوگئے۔ دیکھئے انہیں یہ نہیں پتہ کہ دو ہزار سال کے بعد بھی دنیا اسے خدا نہیں سمجھے گی۔ اسے فرعون سمجھے گی۔ صلوات

توجہ ہے نا دوستو! فرعون کا تقابل براہ راست توحید سے تھا۔ فرعون نے جب جناب موسیٰؑ کو چیلنج کیا ہے گواہ ہے قرآن اس بات کا' اور جناب موسیٰؑ کے مقابلے میں اس نے اپنے جادوگروں کو اکٹھا کیا' دربار میں جادوگروں نے چالیس ہزار سانپ پھینکے۔ کلمہ توحید کی لطافتیں دیکھیں آپ نے۔

چالیس ہزار سانپ موسیٰؑ کے سامنے پھینکے' موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا' چالیس ہزار سانپوں کی اکثریت عصائے موسیٰؑ کی اقلیت' اتنی اقلیت' چالیس ہزار بٹا ایک' دیکھا آپ نے' چالیس ہزار سانپ' ایک عصا' عصا پھینکا' اژدھا بنا' چالیس ہزار سانپوں کو نگل گیا۔ واقعہ سنا ہوا ہے۔ ادھر سانپوں کو نگلا اس نے اور ادھر قرآن کی آیت گواہ بن کر جو آج بھی قرآن مجید میں محفوظ ہے فرعون کے سارے جادوگر۔۔۔ سر کے بل جناب موسیٰؑ کے قدموں میں گرے۔ اور گر کر کہتے ہیں۔ آمنا برب موسیٰ و رب ھارون۔

ہم ایمان لائے رب موسیٰؑ پر رب ہارونؑ پر۔ جادوگر کس کے؟ فرعون کے' دربار کس کا؟ فرعون کا' اعجاز کس کا' موسیٰؑ کے عصا کا' اعجاز دیکھ کر جب جادوگر سہم کر ایمان لاتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ۔ قدموں پر گر کر وہ رب موسیٰؑ پر ایمان لائے ہیں رب ہارونؑ پر بھی ایمان لائے ہیں۔ ان کا ایمان اتنا کامل ہوا انہوں نے تنہا نبیؐ کا کلمہ نہیں پڑھا' بلکہ نبیؐ کے ولی کا کلمہ بھی پڑھا۔ صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم !رب موسیٰ ؑ پر ایمان لائے۔ حضرت ہارون کے رب پر بھی ایمان لائے۔ جیسے ہی وہ جادوگر فرعون کو چھوڑ کر حق کے قدموں میں آئے۔ اور نبی اور نبی کے وصی کا کلمہ پڑھا ۔ تاریخ کے جملے "تاریخ فراعین مصر" میں لکھا ہوا ہے کہ بے ساختہ تخت پر بیٹھے ہوئے فرعون نے جھنجھلا کر ان جادوگروں کو جو نبیؑ پر اور نبیؑ کے وصی پر ایمان لا چکے 'فرعون کو چھوڑ چکے 'ان جادوگروں سے خطاب کر کے کہتا ہے وہی فرعون جس کے جادوگر تھے۔

اِنَّکُمُ الرَّافِضُوْنَ ۔

جادوگروں کو فرعون غصے کے عالم میں کہتا ہے کہ " کیا تم سب رافضی ہو گئے ؟ تم سب کے سب رافضی ہو گئے۔ سب سے پہلے 'رافضی لفظ فرعون نے استعمال کیا۔ کن کے لئے ؟ جو موسیٰ ؑ پر اور موسٰیؑ کے وصیؑ پر ایمان لے آئے تھے۔۔۔ تو اب اس میں برا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ ساری کائنات ہمیں رافضی کہے۔۔۔ یہ تو ہمارا اعزاز ہے ۔ ہماری توہین نہیں ہے۔ رافضی کہتے ہی ہیں اُسے کہ جو ہر دور کے فرعون کا انکار کر کے نبیؑ کا کلمہ پڑھ لے۔ توجہ ہے نا آپ کی؟

تو فرعون نبیؑ کا دشمن نہیں تھا۔ فرعون نبوت کے مقابلے میں نہیں آیا۔ فرعون آیا خدا کے مقابلے میں۔ براہ راست خدا کا حریف 'لیکن اللہ رے میرے پروردگار کی بے نیازیاں۔۔۔ کہ وہ اپنے براہ راست حریف کو بھی تخت دے رہا ہے 'تاج بھی دے رہا ہے۔۔۔ حق کس کا ہے۔۔۔؟ خدا کا۔۔۔ بیٹھا کون ہے؟ فرعون 'اور خدا اتنا بے نیاز ہے اتنا بے نیاز ہے کہ اپنے براہ راست دشمن کو تخت بھی دے رہا ہے۔۔۔ حکم ماننے والے بھی دے رہا ہے۔۔۔ خوشامدی بھی دے رہا ہے۔۔۔ مشیر بھی دے رہا ہے۔۔۔ مولوی بھی دے رہا ہے 'مفتی بھی دے رہا ہے۔

سب کچھ فرعون کو دے رہا ہے حالانکہ اس کا حق نہیں ہے' بھئی دیا تو خدا نے ---- خدا نے دیا۔ اب میں پوچھوں اپنے پروردگار سے 'مالک حق تو تیرا ہے ---- تو علی کل شیئی قدیر ہے ---- تو اس کا تخت الٹ کیوں نہیں دیتا؟ اس کا تاج چھین کیوں نہیں لیتا؟ مالک تو ---- اپنے دشمن سے چھینتا کیوں نہیں؟ تو جواب یہی آئے گا کہ اپنے دشمن کو انتقام کا نشانہ وہ بنائے جس کے ضمیر میں زور ہے ؟ بہت توجہ 'جس کا ضمیر مطمئن نہ ہو ---- اور جس کا ضمیر مطمئن ہو کہ یہ میرا حق ہے ---- کوئی بھی بیٹھا رہے حق تو میرا ہی رہے گا حقدار اپنے حق کو تلوار کے ذریعے منواتا نہیں ہے بلکہ کردار کے ذریعے تسلیم کرواتا ہے۔

فرعون نہیں مانا ---- نہیں مانا ---- دعویٰ کرتا رہا۔ جب خدا کے عذاب میں گھرا ---- تو اپنے محل کے اندر جا کر الٹا لٹک کر کہتا ہے 'پروردگار مجھے بچا لے 'میں جانتا ہوں کہ تو ہی خدا ہے مگر میری چل رہی ہے' چلنے دے 'میں مانتا ہوں کہ تو خدا ہے 'مگر میری چل رہی ہے چلنے دے میں مانتا ہوں کہ تو خدا ہے 'مگر میری چلنے دے' مجھے بچا لے' میرے مالک! اگر تو نے نہ بچایا تو میں ہلاک ہو جاؤں گے۔ صلوات

تو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ توحید کمال علم ہے۔ اور اس کی بے نیازی یہ ہے کہ اس نے کبھی اپنے دشمنوں کو انتقام کا نشانہ نہیں بنایا ---- اس نے اپنے باغی کو سزا نہیں دی۔ فرعون ایک عرصے سے باغی تھا خدا کا ---- خدا نے اسے غرق نہیں کیا۔ لیکن جب اس نے خدا کے معصوم بندے کے قتل کا فیصلہ کیا ہے تو اب مشیت برداشت نہیں کر سکی یعنی خدا اپنی بغاوت کو بھی گوارہ کر لیتا ہے لیکن جسے وہ منتخب کرے اس کی بغاوت یا اس کی توہین گوارہ نہیں کرتا۔ توجہ! بہت ہی توجہ ۔

دیکھئے ! میدان غدیر خم میں (ایک جملہ سن لیں چلتے چلتے) جہاں دین مکمل ہوا ہے۔ جہاں لا الہ الا اللہ زیور تکمیل سے آراستہ کیا گیا ہے۔ جہاں اشھد ان

محمد رسول الله اپنے کمال پر نظر آیا ہے۔ جہاں نعمتیں تمام ہوئی ہیں۔۔۔ جہاں رضا نافذ ہوئی ہے۔۔۔ جہاں وحی کا سلسلہ بند ہوا۔ جہاں دین مکمل ہوا ہے جہاں تمام عالم اسلام منزل شکر میں نبیؐ کے ساتھ موجود تھا۔ اس میدان میں جب علیؑ کے مولاؑ ہونے کا اعلان کیا ہے پیغمبر نے۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ

"جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا یہ علیؑ مولا"

سب نے اقرار کیا۔ سب نے 'سب نے 'اقرار کیا' سوائے ایک کے۔ آدمؑ کا سب نے اقرار کیا تھا' سوائے ایک کہ' مگر ایک نے انکار کیا' یہاں بھی علیؑ کے مولاؑ ہونے کا سب نے اقرار کیا۔۔۔ ایک نے انکار کیا تو جو ابھی تک صحابی ہے۔ اس کے بعد نہیں رہا ہے۔ مگر ابھی تک صحابی ہے۔۔۔ تازہ حاجی ہے' اشهد ان لا اله الا الله پڑھ رہا ہے اشهد ان محمد رسول الله پڑھ رہا ہے۔

قرآن پڑھتا ہے۔۔۔ تفسیریں پڑھتا ہے۔۔۔ نبیؐ کے پیچھے نمازیں پڑھتا ہے' حج بھی کر کے آرہا ہے' رسول اللہ کے ساتھ ہے۔۔۔ رسول اللہ کا چہرے دیکھا ہے' رسول اللہ کی بیعت کی' رسولؐ کی اطاعت کی صحبت میں بیٹھا۔۔۔ بہت بلند مرتبہ ہے ابھی تک بلند مرتبہ ہے۔

جب علیؑ کے مولاؑ ہونے کا اعلان ہوا۔ اپنا گھوڑا بڑھا کے آگے آیا اور آگے آ کے کہتا ہے۔

"اے محمدؐ! یہ تم نے علیؑ کو مولاؑ اپنی طرف سے بنایا ہے' یا خدا کی طرف سے"؟

وہ جملہ ذہن میں رہے کہ خدا اپنے باغی کو تو برداشت کر لیتا ہے۔۔۔ بہت توجہ! جب وہ آ کے یہ کہتا ہے۔۔۔ اے محمدؐ یہ تم نے علیؑ کو مولاؑ اپنی جانب سے بنایا ہے یا خدا کی جانب سے؟ رحمت اللعالمینؐ کے ماتھے پر آسمان کے سورج نے پہلی مرتبہ جلال کی

شکن دیکھی تو سورج بھی ٹھہر گیا۔ یعنی پہلی مرتبہ رحمت کو جلال آیا ہے' اور ڈرا کرو اس وقت سے جب رسولؐ کی رحمت جلال میں تبدیل ہو جائے۔

کہا پیغمبرؐ نے۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے تجھے میرے ساتھ رہتے ہوئے تجھے ابھی بھی نہیں پتہ کہ۔۔۔ ما ینطق عن الھویٰ . ان ھو الا وحیی یوحیٰ ۔ تیرا رسولؐ وحی کے بغیر بولتا نہیں اور مشیت الٰہی کے بغیر گفتگو نہیں کرتا میں نے علیؑ کو مولا اپنی محبت میں نہیں بنایا۔ اپنے چاہنے سے نہیں بنایا۔ اللہ کے حکم سے بنایا ہے۔ پھر بھی صحابی کو یقین نہیں آیا۔ تو گھوڑے کو موڑ کر یہ کہتا ہوا نبیؐ کے لشکر سے نکل گیا کہ

"اے اللہ! اگر تیرا حبیب محمدؐ سچا ہے تو آسمان سے مجھ پر عذاب نازل کر"

قرآن کے اوراق نے اس کے اس قول کو محفوظ کر لیا۔ آیت کی شکل میں ارشاد ہوا۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ٥ (المعارج ۱)

"سائل نے خود اپنے واسطے عذاب طلب کیا۔۔۔"

بہت توجہ۔۔۔ تمام مفسرین جمع ہیں۔ سائل نے اپنے لئے خود عذاب طلب کیا۔ تمام تاریخوں نے۔۔۔ ایک ایک تاریخ کے مؤرخ نے لکھا ہے کہ جب اس نے کہا کہ "اے اللہ! مجھ پر آسمان سے اپنا عذاب نازل کر۔" آسمان سے فوراً پتھر آیا اور اس کے سر پر لگا۔ جسم کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ پہلا منکر ولایت ہلاک ہوا۔ صلوات

اس صحابی کا نام تھا حارث بن نعمان فہری' کافر نہیں تھا' مشرک نہیں تھا' مسلمان تھا' بھئی حج کر کے حاجی بن کے آ رہا تھا۔ تاریخ میں جتنے حارث گزرے ہیں ایسے ہی گزرے ہیں۔ میں ساری زحمت آپ کو اس مرحلے کے لئے دے رہا ہوں۔۔۔ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں تاریخ اسلام سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زمانہ رسالت میں' بعد میں نہیں۔ بعد میں تو بہت حارث گذرے ہیں' زمانہ رسالت میں دو حارث گذرے ہیں ایک

حارث وہ۔۔۔جو خیبر میں مقابلہ میں آیا۔۔۔ایک حارث وہ جو غدیر میں آیا۔ایک حارث 'وہ مرحب کا بھائی جسے علیؑ نے قتل کیا۔بہت توجہ!

ایک حارث بن نعمان! یہ جو غدیر کے میدان میں آیا۔اسے اللہ نے قتل کیا۔ علیؑ نے قتل نہیں کیا۔۔۔علیؑ نے قتل نہیں کیا۔ دونوں حارث قتل ہوئے ہیں (میرے جملے آپ کو یاد ہیں نہ کہ خدا اپنے باغی کو معاف کر دیتا ہے) ایک حارث کو علیؑ نے قتل کیا' دوسرے حارث کو خدا نے قتل کیا' قتل دونوں ہوئے' لیکن دونوں کے قتل میں فرق ہے۔وہ حارث جو خیبر میں آیا تھا علیؑ کے مقابلے میں وہ علی کا دشمن نہیں تھا۔ بہت توجہ بہت توجہ۔۔۔

وہ حارث جو خیبر میں آیا وہ علیؑ کا دشمن نہیں تھا۔۔۔وہ اللہ کا دشمن تھا۔لا الہ الا اللہ کا دشمن تھا۔ محمد رسول اللہ کا دشمن تھا۔اللہ کے دشمن کو علیؑ نے قتل کیا' جو غدیر کے میدان میں آیا تھا۔ حارث۔۔۔وہ اللہ کا دشمن نہیں تھا وہ رسولؐ کا دشمن نہیں تھا' وہ علی کا دشمن تھا ۔ تو آج عزاخانہ ابو طالبؑ میں اس تاریخی اجتماع سے 'عرفان حیدر عابدی کو اللہ کا یہ اصول بیان کرنے دو کہ شاید اللہ اور اس کے ولی میں یہ مسئلہ طے ہو گیا ہو کہ یا علیؑ میرے دشمن کو تو مارے گا۔۔۔ تیرے دشمن کو میں ماروں گا۔صلوات

توجہ ہے نا۔۔۔ آپ نے دیکھا کہ علیؑ میرے دشمن کو تو مارے گا۔ تیرے دشمن کو میں ماروں گا۔خدا اپنے دشمن کو خود نہیں مارتا۔خدا کے دشمن کو علیؑ قتل کرے گا۔علیؑ کے دشمن کو خدا مارے گا۔یہ کلیہ بنا توحید کا۔ نہیں نہیں! جملہ بدل کر کہہ رہا ہوں پھر توجہ کریں لا الہ الا اللہ کے دشمن کو علیؑ قتل کرے گا توجہ ہے نا؟

توحید اپنی بغاوت کو برداشت کر لیتی ہے۔۔۔لیکن وصی یا اپنے نبیؐ کی توہین برداشت نہیں کرتی۔اس لئے کہ خدا اگر معصوم کی توہین برداشت کر لے تو وہ علی کلی شیئی قدیر کیسا۔۔۔؟اس کی قدرت یہ ہے کہ اس نے جتنے بندوں کو بھیجا توحید کی بقاء کے

لئے پورے عالم اسلام کو چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں کہ کسی ایک جنگ میں کوئی موقع دکھاؤ کہ خدا کے کسی دشمن کو علیؑ نے چھوڑا ہو؟ کسی ایک دشمن کو علیؑ نے معاف کیا ہو؟ اس لئے کہ علیؑ اپنے دشمن کو کیوں مارے؟ علیؑ اگر اپنے لئے لڑے تو پھر علیؑ کیسا ؟

علیؑ کہتے ہیں ' اسے جو للّٰہیت لئے ہوئے ہیں۔ علیؑ کا جینا۔۔۔ علیؑ کا سونا' علیؑ کا اٹھنا 'علیؑ کا بیٹھنا' علیؑ کا جاگنا 'علی کی صلح' علیؑ کی جنگ 'سب اللہ کے لئے۔۔۔ سب توحید کے لئے۔۔۔ اس لئے کہ علیؑ توحید کی بقا کا ضامن ہے۔ اے توحید کے کعبے میں مجھے پیدا کرنے والے خدا اگر تیرے اس احسان کو زندگی بھر میں نہ نبا ہوں تو ابو طالبؑ کا شریف خون نہ کہنا۔ صلوات

اسی لئے آپ دیکھیں' عزیزان محترم! پیغمبرؐ آئے۔ توحید کو پہنچوانے کے لئے لا الہ الا اللہ کہلانے کے لئے۔۔۔ کل کی مجلس میں' میں نے عرض کیا تھا۔ آپ کی خدمت میں لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لینے کے لئے پیغمبرؐ معبوث بہ رسالت ہوئے۔ لیکن اس وقت تک لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند نہیں کیا جب تک وہ نہیں آ گیا۔ تو دونوں کی تقاریر سے ربط دے رہا ہوں تا کہ آپ کا ذہن مربوط رہے۔

میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا لیکن نبیؐ کے لئے خدا نے کہا

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ

ہم نے آپؐ کو اپنا گواہ بنا کر بھیجا۔ تو نبی اللہ کے گواہ۔۔۔ علیؑ نبی کا گواہ۔۔۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے قرآن کی آیت ہے۔ خدا نے جب اپنے گواہ کا اعلان کیا تو کہا :

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

قربان ہو جاؤں اس وحدانیت کے گواہ پر۔ قربان جاؤں اس بشیر پر' جانیں قربان اس نذیر پر ۔ اس سراج منیر پر' ہمارے ماں باپ فدا اس پیغمبر اعظم پر جو کہ اللہ کی توحید کا گواہ بن کے آیا۔ اب میری طرف آپ توجہ فرمائیں گے۔ میں رسولؐ اور شان رسالت عرض کروں گا۔ شان رسالت ہم شیعیان حیدر کرار کے نزدیک عظمت پیغمبرؐ کیا ہے؟

میرے رسولؐ کی ایک طرف یہ عظمت تو ہے ہی کہ وہ توحید کا گواہ ہے اور آگے چل کر دوسرے مقام پر قرآن مجید میں عظمت نبوّت کا اور اعلان کیا۔

میرے حبیبؐ

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۔ (سورہ النساء ع ۳۱)

حبیبؐ قیامت کے دن تم دیکھنا کہ اس دن گناہ گاروں کا عالم کیا ہو گا۔؟ جب ہم ہر امت پر اس کے نبیؑ کو گواہ بلائیں گے۔

وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ط

اور آپ کو ان تمام نبیوں پر گواہ بنائیں گے۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ حبیبؐ دیکھنا کہ اس دن گناہ گاروں کا عالم کیا ہو گا؟ جب ہم تمام امتوں پر ان کے نبیؑ کو گواہ بلائیں گے۔ یعنی یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ آدمؑ اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ نوحؑ اپنی امت کے گواہ ہوں گے' ابراہیمؑ اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ موسیٰؑ' عیسیٰؑ' اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ ابراہیمؑ کے بعد ہر ہر نبیؑ اپنی امت کا گواہ ہو گا۔ اور ہر نبی اپنی امت کی گواہی کیا دے گا؟

پروردگار میں دیکھ رہا تھا کہ امت نے یہ کیا کیا۔۔۔ یہ کیا کیا۔۔۔؟ یہ فرمانبرداری

کی' یہ نافرمانی کی' یہ گناہ کیا' یہی گواہی ہو گی نا۔۔۔؟ ظاہر ہے نبیؑ ۔۔۔ یہی گواہی دے گا ' اپنی اپنی امّت کی ۔۔۔ قربان ہو جاؤں' عظمت رسالت کے' حبیبؐ! ہر نبیؑ اپنی امت کا گواہ ہو گا۔ اور ہم آپ کو تمام نبیوں پر گواہ بلائیں گے۔ نہیں۔۔۔ پھر سے کہوں گا۔۔۔ انشاءاللہ سمجھنا ہو گا۔

ہر نبیؑ اپنی امّت کی گواہی دے گا۔ یہ انبیاء ما سبق کی شان سب علیہ السلام' سب واجب الاحترام' سب پر ہمارا ایمان' لیکن ان کی عظمت یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی امّت کی گواہی دیں گے۔ میرے رسولؐ کی شان عظمت یہ ہے کہ وہ رسولؐ سے لے کر عیسیٰؑ تک کے تمام نبیوں کی گواہی دے گا۔ کیا گواہی دے گا؟

پروردگار! آدمؑ جب رو رہے تھے میں دیکھ رہا تھا۔ نوحؑ! جب سفینہ بنا رہے تھے' میں دیکھ رہا تھا۔ یوسفؑ! جب بازار میں بک رہے تھے میں دیکھ رہا تھا۔ موسیٰؑ! جب فرعون کو للکار رہے تھے میں دیکھ رہا تھا' ابراہیمؑ! جب آگ کو گلزار بنا رہے تھے میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ یعقوبؑ! جب رو رہے تھے' میں دیکھ رہا تھا عیسیٰؑ! جب مُردے زندہ کر رہے تھے' تو میں دیکھ رہا تھا۔ داؤدؑ! جب لوہا موم کر رہے تھے۔۔۔ تو میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ زکریاؑ! جب مصائب اٹھا رہے تھے' تو میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس جس نبیؑ نے جب جب بھی' جو جو بھی' کیا میں دیکھ رہا تھا اور اب پورے مسلمانوں سے کہہ رہا ہوں کہ میری اس آواز کو سنیں اور گھروں پر جا کر غور کریں کہ عظمت پیغمبر کیا ہے؟ قیامت کے دن میرا نبی آدمؑ سے لے کر۔۔۔ عیسیٰؑ کی نبوتوں کی گواہی دے رہا ہو گا۔

اے میرے نبیؐ کی سیرت لکھنے والو' کبھی اس سیرت پہ بھی غور کر لیا کرو کہ آپ لکھتے ہیں کہ نبیؐ سب سے آخر میں آیا۔ ۴۰ برس کے بعد نبیؐ بنا' تو جو سب سے آخر میں آیا ہو۔ ۴۰ برس کے بعد نبی بنا ہو۔ اسے حق کیا ہے کہ وہ آدمؑ کی بھی گواہی دے۔ اور نوحؑ کی گواہی دے۔ وہ ابراہیمؑ کی گواہی دے۔ صلوات

میں عرض کروں گا سیرت رسالتؐ! کل عرض کروں گا کہ توہین نبوت کون کرتا ہے؟ کل ان شاء اللہ۔

آج تو صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ قرآن کی رو سے اہمیت پیغمبرؐ سمجھ لیں۔اگر سیرت نگاروں کے بقول۔ شبلی نعمانی کے بقول۔اگر یہ رسولؐ آیا سب سے آخر میں اور جب آیا تو نبیؐ نہیں تھا۔۔۔ ۴۰ برس کے بعد نبی بنا تو کس کپیسٹی (Capacity) میں گواہی دے گا کہ آدمؑ نے یہ کیا۔۔۔نوحؑ نے یہ کیا۔۔۔ابراہیمؑ نے یہ کیا۔۔۔اسماعیلؑ نے یہ کیا۔۔۔ تسلیم کرنا پڑے گا۔کہ جب آدمؑ بنا۔یہ تھا' جب نوحؑ نے سفینہ بنایا تھا' جب ابراہیمؑ نے آگ گلزار کی۔یہ دیکھ رہا تھا' جب ساری کائنات نبوت کے چکر میں تھی۔یہ نبی دیکھ رہا تھا تو پھر تسلیم کرو کہ

میں اس وقت نبیؐ تھا جب آدمؑ درمیان آب و گل میں تھے۔تو پھر تسلیم کرو کہ

کُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمَ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔

میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔صلوات

اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ

توجہ ہے نا۔۔۔یہ میرے نبیؐ کی عظمت ہے۔۔ کہ

ہر نبی اپنی امت کی شہادت

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ

اور حبیب آپ کو ہم ان تمام نبیوں پر گواہ بلائیں گے۔

وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔

اللہ رے میرے رسولؐ کی عظمت۔۔۔ اللہ رے ابو طالبؑ کے رسولؐ کی عظمت۔۔۔اللہ رے فاطمہؑ ۔۔۔اللہ رے حسنؑ کے رسولؐ کی عظمت۔۔۔ اللہ رے

حسینؑ کے رسول کی عظمت۔۔۔ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا گواہ پنجتنؑ کا رسولؐ ہے۔ تو یہ رسولؐ ہم جیسا نہیں ہے۔ خاتم النبین اسے کہتے ہیں کہ جو قیامت کے دن۔ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی نبوتیں، جس کے لبوں کی جنبش کی محتاج ہوں۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دیکھ رہے ہوں گے، کہ کیا کہتا ہے یہ رسولؐ ہمارے لئے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم!

یہ علیؑ کے نبیؐ کی شایان شان۔۔۔ ہم بتاتے ہیں ساری دنیا کو کہ ہماری نگاہ میں عظمت پیغمبرؐ کیا ہے ؟ یہ ہماری نبیؐ کی شان جو نبوتوں کا گواہ بنے۔ توحید کا گواہ بنے میرا رسولؐ۔۔۔ تو، توحید، اور سوا لاکھ نبوتوں کا گواہ وہ جسے فقہ جعفریہ میں خاتم النبین کہتے ہیں اور جو اس نبی کا گواہ ہو فقہ جعفریہ اسے علی ولی اللہ کہتے ہیں۔ صلوات

توجہ ہے نا۔۔۔ میرے نبیؐ کے لئے آیت کیا آئی۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۔ (سورہ النساء ۴۱)

تو علیؑ کے نبیؐ کو گواہ بنایا سارے نبیوں کا۔ اور نبیؐ کے علیؑ کے لئے کیا آیت آئی۔ سورہ مبارکہ میں

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

اے میرے حبیبؐ

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا (سورہ رعد ۴۳)

کافر یہ کہتے ہیں کہ تو رسولؐ نہیں ہے۔ اگر تجھے رسولؐ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ قل کہہ دے کفی باالله اللہ کافی ہے۔ میری رسالت کی گواہی کو گواہی کے لئے شهيدا بيني و

بینکم 'میری نبوت کی گواہی کے لئے ایک اللہ کافی ہے اور ایک وہ کافی ہے ۔ ومن عندہ علم الکتاب.

جسے ہم نے کل کتاب کا علم عطا کیا ہے جسے ہم نے مکمل کتاب کا علم دے دیا ہے۔دے گا نہیں ابھی پوری کتاب نازل نہیں ہوئی۔ابھی کتاب سترہ برس اور نازل ہونا ہے۔خدا کہہ رہا ہے تیرا گواہ وہ ہے جسے ہم نے پوری کتاب کا علم دے دیا۔ تم تو پیدا ہونے کے بعد پڑھے۔اور جو پیدا ہونے کے بعد پڑھے۔۔۔اسے حافظ کہتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہی پڑھے۔۔۔ اسے امام کہتے ہیں صلوات۔

توحید کا گواہ

اشهد ان محمد رسولؐ الله ' اشهد ان محمد رسولؐ الله۔کا گواہ

قرآن کی آیت پڑھی ہے میں نے کوئی روایت نہیں پڑھی۔۔۔تو آیت میں

اشهد ان محمد رسولؐ الله کا گواہ اشهد ان علیؑ ولی الله

دوستو! ہم کسی کی ضد میں علیؑ ولی اللہ نہیں کہتے۔بلکہ احترام رسالت میں علیؑ ولی اللہ کہتے ہیں۔کسی سے ہمیں ضد نہیں۔۔۔کسی سے ہمارا بیر نہیں۔ہر ایک کا اپنا اپنا ایمان ہے۔اس لئے کہ اگر توحید بغیر گواہ کے نہیں رہ سکتی۔تو نبوت بھی بغیر گواہ کے نہیں رہ سکتی۔اگر توحید کی گواہی کے لئے 'بنائے لاالہ کی گواہی کے لئے ضروری ہے کہ لا اله الا الله کے فوراً بعد محمد رسول الله کہا جائے۔اس کے گواہ کا نام لیا جائے تو محمد رسول الله کے بعد لازمی ہے کہ اس کے گواہ کا نام لیا جائے۔صلوات۔

اور علیؑ گواہ کس کے ہیں۔محمدؐ کے نہیں نبوّت کے 'علیؑ نے گواہی دی ہے نبوّت کی۔تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا نبوّت ختم ہو گئی۔۔۔؟ نبی کوئی نہیں آئے گا۔لیکن نبوّت ہے اور اسی لئے تو کوئی نبی نہیں آئے گا کہ نبوّت ہے۔یہ ہے دلیل ختم نبوت! بھئی کسی نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے جب ہے۔۔۔؟ نبوّت نہ ہو تو کوئی نبی آئے نا

کلمہ ہے۔۔۔

اشھد ان محمداً رسول اللہ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ہیں' تھے نہیں۔ بہت توجہ۔۔۔ رسول اللہ کے سامنے اور رسول اللہ کے زمانے میں کلمہ پڑھتا تھا اور وہ بھی کہتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ جو آج ۱۴۰۸ میں یہاں کلمہ پڑھ رہا ہے وہ بھی کہہ رہا ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ جو قیامت کا مسلمان ہوگا وہ بھی یہی کلمہ پڑھے گا۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو جب نبوّت باقی ہے تو نبوّت کی گواہی بھی تو باقی ہے۔ صلوات

عزیزان محترم! چونکہ علیؑ نبوّت کا گواہ ہے اس لئے جب تک نبوّت باقی 'تب تک علیؑ کی گواہی باقی۔ یہی وجہ ہے کہ یزید نے جب شام سے نبوّت کا انکار کیا ہے تو جو نبوّت کا گواہ تھا حسینؑ کی صورت میں 'اپنے وقت کا علیؑ تھا۔ بھئی علیؑ اپنے وقت کا علیؑ ہے حسنؑ اپنے وقت کا علیؑ ہے۔ حسینؑ اپنے وقت کے علیؑ ہیں۔ زین العابدینؑ اپنے وقت کے علیؑ ہیں۔ اور علیؑ گواہ کس کے ہیں۔ نبوّت کے۔

لہذا جب بھی انکار نبوّت ہو گواہ سامنے آجائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب شام سے انکار نبوّت ہوا تو محمد رسول اللہ کے اس گواہ نے ۲۸ رجب المرجب کو ولید کے دربار سے آکر مسجد نبوّی میں کھڑے ہو کر اہل مدینہ کو بلا کر کہا کہ لوگوں! نام مصطفیٰ ۔۔۔ نبوّت مصطفیٰ خطرے میں ہے۔

مدینے والوں نے کہا کہ فرزند رسولؐ ! پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ کہا' تمہارے لئے کیا حکم۔۔۔؟ تم اپنے گھروں میں بیٹھو 'میں جارہا ہوں۔ نبوّت کو بچانے کے لئے۔ تم اپنے جوان بیٹوں کی شادیاں کرو۔ میں جارہا ہوں۔ اپنے اکبرؑ کی جوانی لے کر' تم اپنی اپنی چھوٹی چھوٹی بچیوں کو کلیجے سے لگاؤ میں جارہا ہوں اپنی سکینہؑ کی بالیاں لے کر' تم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی چادر کی حفاظت کرو! میں جارہا ہوں اپنی زینبؑ و

کلثومؑ کی چادریں لے کر۔۔۔ اس لئے کہ اگر ہم نبوت کے گواہ ہیں تو ہم جا رہے ہیں۔ یہ قیمت ادا کرنا تمہارا کام نہیں ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

عزادارو! اجڑ گیا۔۔۔ مدینہ چلا گیا قافلہ' تڑپتی رہ گئی فاطمہ صغریٰؑ۔۔۔ چلا گیا قافلہ' اور آج تین محرم ہے۔ کربلا میں پہنچ گیا یہ قافلہ۔ دریا پہ خیمے' زینبؑ کے نصب ہو چکے ہیں۔ عزادارو' ہر بی بی کے خیمے پر کسی اور ہاشمی جوان کا پہرہ ہے اور کہیں اکبرؑ پہرہ دے رہے ہیں کہیں قاسمؑ پہرہ دے رہے ہیں کہیں عونؑ و محمدؑ پہرہ دے رہے ہیں کہیں اولاد عقیل پہرہ دے رہے ہیں لیکن واحد پہرہ ہے جس پر عباسؑ کے ہمہمے گونج رہے ہیں ہاں چونکہ ام البنین نے چلتے وقت کہا تھا کہ عباسؑ ! دودھ نہیں بخشوں گی' اگر تیری زندگی میں زینبؑ کی چادر پر کوئی حرف آئے گا۔ میں غازی کے قربان !۔

عزادارو' آپ پرسہ دینے آئے ہیں۔ بتولؑ کو ان کے اجڑے ہوئے گھر کا۔ لہذا' اس دروازے پر آکر بوسہ دیا کرو۔ آخری دن بھی اگر کوئی اس دروازے پر آجائے تو یہ دروازہ حر بنا دیتا ہے۔ ماضی کے گناہ پوچھتے بھی نہیں کہ ماضی میں کیا کیا؟ عاشور کی شب گزری ہوئی صبح' حر بیدار ہوا' وضو کے لئے غلام سے پانی طلب کیا جیسے ہی حر نے پانی چلو میں لیا خیمے کی پشت سے کسی بی بی کی آواز آئی حر۔۔۔ وائے ہو تجھ پر میرے بچے پیاس سے مر رہے ہیں اور تو پانی زمین پر بہا رہا ہے۔ حر نے ادھر ادھر دیکھا ۔۔۔ کوئی نظر نہ آیا حر نے پھر پانی ڈالا چلو میں۔ پھر آواز آئی

" حر میرے بچے نے تیرا کیا بگاڑا تھا۔۔۔"؟

حر سے اب برداشت نہ ہو سکا چلو کا پانی پھینکا۔ خیمے میں آیا۔۔۔ جوان بھائی کو بلایا ۔۔ نوجوان بیٹے کو بلایا۔۔۔ غلام کو بلایا۔ سب آئے سب سے کہا۔

" اب تم سب جہاں جی چاہے چلے جاؤ میں جا رہا ہوں حسینؑ کی طرف "حر کے

بیٹے نے کہا۔

"بابا مجھے بھیج رہے ہو کیا میری جوانی اکبرؑ کی جوانی سے زیادہ پیاری ہے"

حُر نے "مرحبا" کہا۔ کلیجے سے لگایا۔۔۔ بیٹے کو لیا۔۔۔ غلام کو لیا ۔۔۔ بھائی کو لیا۔ چلا حسینؑ کی طرف۔ ایسے ہی نہیں کہا امام زمانہ نے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوْلِیَاءَ اللہِ

حضرت حُر کے

یہ ہیں وہ جنہیں سلام بھیجا معصوم نے۔ حر گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے پر بیٹھتے ہی ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو رومال سے بندھوایا' آنکھوں میں آنسو لئے حر خیمے سے نکلا۔ ادھر حسینؑ خیمے سے نکلے اور آواز دی۔

"حبیبؑ' عباسؑ' اکبرؑ' جلدی آؤ۔۔۔ میرے ساتھ۔ سب آئے حسینؑ نے کہا:

"عباسؑ تم حُر کے بھائی کو سینے سے لگانا' اکبرؑ تم حُر کے بیٹے کو سینے سے لگانا' حبیب تم حُر کو سینے سے لگانا۔۔۔ اب رہ گیا حُر کا غلام تو اس کا استقبال حسینؑ خود کرے گا۔

"جزاک اللہ" حُر آیا حسینؑ کے قدموں میں گر کر حسینؑ سے کہا

" مولا' اکیلا نہیں آیا' فاطمہؑ نے بھیجا ہے۔ عزادارو! سب نے ایک دوسرے کو سینے سے لگایا۔ حر کے غلام کی طرف حسینؑ ہاتھ پھیلائے بڑھے۔

" آ بھائی۔۔۔ تو میرا محسن ہے' بھائی ! تو میرا محسن ہے"

عزادارو۔ ادھر حُر کا استقبال ہو رہا تھا ادھر خیمے کا پردہ اٹھا۔ فضہ کی آواز آئی حُر تجھے علیؑ کی بیٹی بلا رہی ہیں۔

حُر دوڑ دوڑا شہزادی زینبؑ کے خیمے کی طرف آیا۔ ڈیوڑھی کو بوسہ دیا۔ جملہ

سنو۔ فضہ کہتی ہے۔

"حُر! زہے نصیب تیرا کہ تجھے عباسؑ کی بہن سلام کہہ رہی ہے "حُر نے اپنا سینہ پیٹ لیا۔ "اللہ اللہ! یہ وقت آگیا کہ آقازادیاں غلام کو سلام کریں۔"

حُر کی آواز گونجی

"شہزادی! مجھے بخش دیجئے۔"

شہزادی نے کہا۔ " تو عالم غربت میں ہمارا مہمان ہوا ہے۔ حُر۔۔۔ مدینہ ہوتا تو مہمان نوازی کرتی ۔۔۔ لیکن اب تو میں تجھے پانی بھی نہیں پلا سکتی۔ لیکن حُر' اتنا ضرور وعدہ کرتی ہوں کہ اگر وقت نے مجھے رونے کی مہلت دی تو حسینؑ کے لاشے سے پہلے تیرے لاشے پر بہن بن کے ماتم کروں گی۔ حُر تیری بہن بن کر روؤں گی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن

چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

حضرات گرامی قدر' بزرگان محترم 'اور عزاداران مظلوم کربلا'

آپ کی مسلسل توجہات پر اور زحمت انتظار پر میں نہایت شکر گزار ہوں۔ بنائے لا اله ہمارا عنوان گفتگو ہے۔ آج کی چوتھی تقریر آپ کے ذوق سماعت کے لئے ہدیہ ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اسلام کی بنیاد ہے۔ کلمہ توحید اشاعت اسلام ہے' بنیاد اسلام ہے' اور یہ اتنا اہم اور بنیادی کلمہ ہے کہ جس کے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ طاہر و طیب کلمہ ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کہ اس کے بغیر کوئی ناپاک' پاک نہیں ہو سکتا۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ کہ کلمہ توحید اتنا اہم طاہر اور طیب کلمہ ہے کہ اگر زبان پر آگیا تو جسے سات سمندر پاک نہ کر سکے' وہ پاک ہو گیا۔ یعنی آپ ایک کافر کو سات سمندروں میں نہلا کر لے آئیں اگر اس نے

اَشْهَدُ اَنَّ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

نہیں کہا تو پاک نہیں ہو گا۔ اور مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جس نے بھی من قال لا اله الا الله محمد رسول الله کہا۔۔۔ بس وہ مسلمان ہے۔ وہ پاک ہے۔ اس

سے لین دین جائز ہے۔ اس سے علیک سلیک جائز' اس سے تمام معاشرتی مراسم جائز۔۔۔ جس نے بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کا کلمہ زبان پر جاری کرلیا۔۔۔ جب کوئی مشرک یہ کہتا ہے کہ۔۔۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

تو وہ مشرک نہیں رہا۔ لیکن کافر رہا' بھئی انسانوں میں تین ہی درجے ہوتے ہیں۔ مشرک یا کافر' یا منافق۔ انسان میں تین ہی بیماریاں ہوتی ہیں اور ان بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے رسولؐ آئے۔ یہ تین بیماریاں۔۔۔ ایک شرک کی بیماری' ایک کفر کی بیماری' ایک نفاق کی بیماری۔۔ جس نے اشھد ان لا اله الا الله کہا وہ مشرک نہیں رہا لیکن کافر رہا۔ ناپاک رہا' نجس رہا' غیر معتبر رہا۔ اسلامی معاشرے میں رہنے کے قابل نہیں رہا۔

لیکن جس نے اشھد ان محمد رسول الله کہا۔۔۔ جس نے نام محمدؐ اپنی زبان پر جاری کیا۔ میں قربان ہو جاؤں نام محمدؐ کی پاکیزگی کے' جس نے کہا۔۔۔ محمد رسول الله' سات سمندر جس ناپاک کو پاک نہ کر سکے تھے۔ نام محمدؐ کی برکت ہے کہ نام محمدؐ آیا اور وہ پاک ہو گیا۔ مسلمان ہو گیا۔ اب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ جس نے نام محمدؐ اپنی زبان پر جاری کر دیا وہ مسلمان ہے۔ کچھ تحقیق نہ کرو کہ کیوں ہوا؟ کچھ نہ سوچو کہ کس پس منظر میں مسلمان ہوا' حالات کیا تھے؟ واقعات کیا تھے؟ گھر سے کس ارادے سے چلا تھا؟ کیا کرنے آیا تھا؟ کیا کر بیٹھا؟ کچھ نہ سوچو؟ میں ملت مسلمہ کے متفقہ عقیدے سے گفتگو کر رہا ہوں۔ میں عقیدہ بیان نہیں کر رہا ہوں۔

لیکن میرے مولاؑ کا فرمان ہے کہ لوگوں سے ان کے عقل کے مطابق کلام کرو۔ تو میں متفقہ مسئلہ جو مسلمان بھائیوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جس نے اشھد ان لا اله الا الله اور اشھد ان محمد رسول الله اپنی زبان پر جاری کر دیا بس وہ پاک ہے'

وہ طاہر ہے' وہ طیب ہے' وہ ناپاک نہیں رہا۔ وہ نجس نہیں رہا۔ کیا کیا اسنے؟ نہایا بھی نہیں ؟ غسل بھی نہیں کیا' کپڑے بھی نہیں بدلے۔۔۔ صرف زبان پر نام محمدؐ آگیا' مسلمان ہو گیا۔ مسلمانوں کی نظر میں پاک ہو گیا۔ تو برکت کس کی ہوئی نام محمدؐ کی نا؟ کہنے والے کا کمال تو نہیں۔ پاکیزگی نام محمدؐ کی ہوئی نا ۔۔۔ کہ زبان پر نام محمدؐ آگیا۔

اب میں صرف پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ایک مسئلہ ہے۔۔۔ مسلمانوں کا متفقہ کہ جب سرکار رسالت مآبؐ اس دنیا میں پیدا ہوئے' ظاہر ہوئے تو آپؐ کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا تو پہلی پرورش کس نے کی؟ جناب عبدالمطلبؑ نے' اللہ کی یہ سب سے بڑی امانت اس دنیا میں آکر جب آغوش آمنہؑ سے منتقل ہوئی تو علیؑ اور نبیؐ کے دادا کی آغوش میں' بہت توجہ! جناب آمنہؑ کی یہ امانت جناب عبدالمطلبؑ کی آغوش میں آئی۔

عزیزان محترم! جب یہ مولود دنیا میں آیا۔ جناب عبدالمطلبؑ اور جناب ابو طالبؑ دونوں کھڑے ہوئے صورت محمدؐ کی زیارت کر رہے ہیں۔ عبدالمطلبؑ ابو طالبؑ سے کہہ رہے ہیں' ابو طالبؑ چاند سی پیشانی دیکھو' پھول سے رخسار دیکھو' مراج البحرین آنکھیں دیکھو' والشمس چہرہ دیکھو' والیل زلفیں دیکھو' بچے کے حسن کی تعریف ہو رہی ہے کہ بے ساختہ جناب عبدالمطلبؑ اور جناب ابو طالبؑ کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ " اس بچے کا نام' اس مولود کا نام محمدؐ رکھیں گے۔ صلوات

عزیزان محترم! بڑے سکون سے نتیجہ تک آپ سنیئے گا متفقہ فیصلہ ہوا کہ اس بچے کا نام محمدؐ رکھیں گے۔۔۔ اور تاریخ اسمائے عرب میں یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ ہر قسم کے نام رکھے گئے ہر معنی کے نام رکھے گئے ہر مفاہیم کے نام رکھے گئے۔ لیکن زمین پر اگر سب سے پہلے کسی کا نام محمدؐ رکھا گیا تو ہمارے نبیؐ کا۔ اگر کسی کا نام علیؑ رکھا گیا تو وہ ہمارا امام ۔۔۔ توجہ ہے نا۔۔۔ نہ محمدؐ سے پہلے کوئی محمد تھا۔۔۔ نہ علیؑ سے پہلے کوئی علی تھا زمین پر۔ یہاں بات روک کر پوچھوں!

بڑے بڑے قصیدے گو گزرے ہیں عرب میں۔ بڑے بڑے فصیح و بلیغ عرب میں گزرے ہیں' اپنے علاوہ کسی کو صاحب زبان نہیں سمجھتے تھے عرب! سب کو گونگا اور بہرہ سمجھتے تھے۔ اپنے آپ کو بڑا پڑھا لکھا سمجھتے تھے۔ ابو جہل ان کے ذہن میں آیا۔۔۔؟ ابن فلاں! ابن فلاں! ابن فلاں ان کے ذہن میں آیا؟ کسی ماں کے 'باپ کے ذہن میں اپنے بچے کے لئے نہ محمدؐ آیا' نہ علیؑ آیا۔

تو عزیزان محترم۔۔۔ کسی ماں باپ کے ذہن میں اپنے بچے کے لئے محمدؐ اور علیؑ کا نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جتنے بچوں کے نام ان کے ماں باپ نے رکھے وہ زمین کی پیداوار تھے۔ ان کے ماں باپ بھی زمین ہی سے رشتے رکھتے تھے لیکن جو بچے آسمان پر پیدا ہو چکے زمین پر ظاہر ہوئے' ان کے نام زمین سے نہیں رکھے جائیں گے۔ آسمان سے آئیں گے۔

توجہ ہے نا؟ کسی بچے کے والدین کے ذہن میں یہ نام آیا۔۔۔؟ محمدؐ 'اور علیؑ تاریخ عرب میں صرف ان دو بھائیوں کے رکھے گئے۔ اب میں ایک دلیل دے رہا ہوں اور دلیل وہ جو متفقہ ہے مسلمانوں کے درمیان۔ یہ طے ہے کہ پیغمبر اسلام کا نام محمدؐ یا عبدالمطلبؑ نے رکھا۔ یا ابو طالبؑ نے رکھا۔ بات ایک ہی ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ روز اخبارات بھی پڑھتے ہیں۔ اخبارات میں آپ کو کم از کم ہر جمعہ کو یہ خبر ملے گی کہ فلاں عیسائی فلاں مولانا کے ہاتھ پہ مسلمان ہو گیا۔ روز خبریں پڑھتے ہیں اور اس عیسائی کا نام فلاں تھا اور مولانا نے اس عیسائی کا نام تارا مسیح سے عبداللہ رکھ دیا مثال کے طور پر۔ مولانا نے اس کا نام بدل دیا میں نے کہا مولانا' اس کا نام کیوں بدلا؟ کیا تارا مسیح نام سے عقیدے میں کوئی فرق آتا ہے؟

جناب عیسیٰؑ بھی تو نبی ہیں علیہ السلام ہیں۔ ہمارے یہاں بحیثیت نبی ان کا احترام ہے۔ اگر وہ تارا مسیح ہی رہے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد**

رسول اللہ بھی کہے تو حرج کیا ہے؟ یہ نام بدلنا آپ کی لغت میں واجب کیوں ہے؟ یہ نام بدلا کیوں؟ تو مولانا نے جواب دیا کہ نام اس لئے بدلا کہ نام سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر وہ مسلمان ہو کر تارا مسیح بھی رہے تب بھی اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ نام کافر۔۔۔ماں باپ کا رکھا ہوا ہے کافر۔ ماں باپ کے نام کو تبدیل کر کے ہم اس کا مسلمان نام رکھ کر کافر۔ ماں باپ سے رشتہ توڑ رہے ہیں تو میں نے پوچھا ۔۔۔کہ عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ نے بھی تو پیغمبرؐ کا نام محمدؐ رکھا تھا آپ کہتے ہیں (معاذ اللہ) کہ یہ دونوں کافر تھے۔ تو اے اللہ! اے میرے پروردگار، تو بھی اپنے رسولؐ کا نام بدل کر کچھ اور رکھ دے یہ تو نے کلمہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔ کیوں رکھا۔ صلوات۔

میرے مالک! یہ مسلمان تو کافر ماں باپ کے رکھے ہوئے نام کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ میرے مالک، تیرا حبیب احمد بھی ہے، مصطفیٰ بھی ہے، مجتبیٰ بھی ہے، مزمل بھی ہے، مدثر بھی ہے، بشیر بھی ہے، نذیر بھی ہے، سراج منیر بھی تو میرے مالک! کلمہ یوں بنا کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُدَّثِّرٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مزمل رسول اللہ، بشیر رسول اللہ، نذیر رسول اللہ، سراج منیر رسول الہ۔۔۔ یہ محمد رسول اللہ کیوں رکھا۔۔۔؟ جواب یہی آئے گا کہ تم مشیت کے تدبر کو کیا جانو؟ محمدؐ نام رکھا تھا عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ نے، اور میں جانتا تھا کہ یہ امت عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ پر کفر کے فتوے لگائے گی۔ اس لئے میں نے ہر دور کے ایمان لانے والوں پر یہ واجب کر دیا کہ کسی نمبر کا کوئی کافر اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب ابو طالبؑ کی سنت پر عمل کر کے پہلے محمد رسول اللہ نہ کہہ لے۔

توجہ ہے نا۔۔۔ عزیزان محترم۔

زمانہ غور کرے 'تدبر کرے 'نام کس نے رکھا؟ جناب عبدالمطلبؑ نے جناب ابو طالبؑ نے رکھا محمدؐ ـــــ اب تو میرا حق ہے کہ اتنی لمبی گفتگو کے بعد کہ جب آج کا مسلمان' جب آج کے علماء ملت مسلمہ متفق ہیں کہ جس کی زبان پر چودہ سو برس کے بعد بھی 'جس کافر کی زبان پر محمد رسول اللہ آجائے 'وہ مسلمان ہے۔ اس کی کوئی تحقیق نہ کرو۔ اس سے کوئی تجسّس نہ کرو۔ اسے مسلمان مان لو۔ مجھے یہیں افسوس ہوتا ہے تاریخ اسلام پر جو آج چودہ سو برس کے بعد اگر کوئی کافر ابو طالبؑ کا رکھا ہوا "محمدؐ" اپنی زبان پر جاری کرے تو مسلمان ہو جائے تو جس ابو طالبؑ نے یہ نام رکھا تھا۔ صلوات۔

جس ابو طالبؑ نے سب سے پہلے یہ نام محمد رکھا تھا 'لفظ محمدؐ قرآن مجید میں ایک دفعہ نہیں 'چار مرتبہ آیا ہے یعنی ان کی زبان سے نکلا ہو الفظ محمدؐ قرآن کی آیت بن گیا۔ اور جن کی زبان سے نکلا ہو الفظ قرآن کی آیت بن جائے انہیں فقہ جعفریہ میں "معصوم" کہا جاتا ہے۔

توجہ ہے نا ـــــ چار مرتبہ آیا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

یعنی یہ محمدؐ تو ہے ہی نہیں یہ تو بس نام ہے ورنہ یہ زندگی کے ہر لمحے میں رسولؐ ہے 'تو معلوم ہوا کہ لوگ لفظ محمد کو بھی رسالت سے علیحدہ سمجھتے تھے۔ وہاں آیت نے حکم دیا کہ یہ صرف محمدؐ نہیں ہیں ـــــ یہ زندگی کے ہر لمحے میں رسول ہیں بہت توجہ!

دوسرے مقام پر سورہ احزاب میں ارشاد ہوا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (سورۃ الاحزاب ۴۰)

یہ واحد آیت ہے جو مسلمانوں کے پاس ختم نبوت کی دلیل ہے۔ واحد ایک آیت

ہے جس کہ جس سے دلیل دی جاتی ہے محمدؐ ہمارے آخری رسول ہیں۔ اتنی اہم آیت ہے لیکن اس میں ایک عجیب و غریب جملہ ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

لیکن یہ رسول ہیں

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

اور آخری نبی ہیں۔

ٹھیک ہے نا؟ طے ہوگئی بات؟ اسی سورہ احزاب میں پھر آیت نازل ہوئی کہ رسولؐ کی ازواج 'امت کی مائیں ہیں ۔۔۔ بھئی آیت ہے کہ سرکارؐ کی جو ازواج ہیں وہ امہات المومنین ہیں۔ مومنین کی ماں ہیں۔ ایک آیت میں آیا کہ رسولؐ کی جو بیبیاں ہیں وہ امت کی مائیں ہیں۔

دوسری آیت میں آیا کہ رسولؐ امت کے باپ نہیں ہیں۔ بھئی قرآن مجید ہے یہ! رسولؐ کی بیبیاں تمہاری مائیں ہیں۔ رسولؐ تمہارے باپ نہیں ہیں۔ یعنی دنیا کا قانون ہی الٹ دیا اللہ نے' بھئی! جس شوہر کی بیوی میری ماں ہوگی۔ اس بیوی کا شوہر تو خود بخود میرا باپ ہوگا۔ یہ عجیب آیت ہے صاحب! قرآن میں' میں سارے مسلمانوں سے اپیل کر رہا ہوں کہ ان دونوں آیتوں کی تفسیر مجھے لادیں' اور شب عاشورہ تک میں بھی نہیں بتاؤں گا کہ ان دنوں آیتوں کا مطلب کیا ہے۔ صلوات۔

یاد رکھیئے! بتاؤں گا ضرور' شب عاشورہ میں' یہ میرا وعدہ ہے۔ یعنی شب عاشورہ تک کسی بھی مجلس میں بتاؤں گا۔ انشاء اللہ' محمدؐ و آل محمدؐ سے جو بھیک ہمیں ملی ہے اس سے

کم از کم ہم آیتوں کو پڑھ تو لیتے ہیں۔ ہم شیعیان حیدر کرار کے پاس ہر آیت کا جواب موجود ہے۔ اس لئے کہ ہم نے قرآن کو درباروں سے نہیں لیا ہے۔ دروازے سے لیا ہے۔ ہم نے قرآن کو حافظوں سے نہیں لیا ہے' محافظوں سے لیا ہے۔ ہم نے قرآن تاج کمپنی لمیٹڈ سے نہیں لیا ہے۔ اہل بیت طاہرینؑ سے لیا ہے۔ ہم نے قرآن اس مقام سے لیا ہے جس کے متعلق کل میں عرض کر رہا تھا۔ جس کے لئے میرے مولاؑ نے کہا تھا کہ ہم سے پوچھو کہ کون سی آیت کہاں؟ کب؟ کیسے اور کس پس منظر میں نازل ہوئی؟

اس لئے کہ بطون قرآن ہم ہیں۔۔۔۔ روح قرآن ہم ہیں۔۔۔ علم قرآن ہم ہیں ۔۔۔ تفسیر قرآن ہم ہیں۔۔۔ تنزیل قرآن ہم ہیں۔۔۔ تاویل قرآن ہم ہیں۔۔۔ یہ ہم سے پوچھو لہٰذا یاد رکھیں کہ میں دونوں آیتوں کے معنی بتاؤں گا آج تو صرف اتنا کہ قرآن مجید میں چار مقامات پر لفظ محمدؐ آیا تو ابو طالبؑ اور عبد المطلبؑ کی زبان سے نکلا ہوا لفظ محمدؐ جب میزان عدالت الٰہی میں تل کر لوح محفوظ تک پہنچا تو قرآن کی آیت بن گیا۔

تو عزیزان محترم۔ اگر لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ زبان پر جاری کرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو پھر جنہوں نے یہ نام رکھا تھا جہاں سے یہ لا الہ الا اللہ چلا تھا' جس دروازے پر یہ لا الہ الا اللہ قائم ہوا تھا۔ جہاں سے لا الہ الا اللہ چلا تھا' جس دروازے پر لا الہ الا اللہ تھا' جہاں سے لا الہ الا اللہ کی بنیادیں مضبوط ہوئی ہیں' جہاں وانذر عشیر تک الا قربین کی آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام کو حکم ہوا کہ کافروں کو بلاؤ۔۔۔ کھانے کا اہتمام کرو۔ کھانے کا اہتمام خدیجہؑ کے گھر میں نہیں ہوا۔ ابو طالبؑ کے گھر میں ہوا۔ توجہ ہے نا۔۔۔

دوستو !! اہتمام خدیجہ الکبریٰؑ کے گھر میں نہیں ہوا۔ بلکہ اہتمام ابو طالبؑ کے گھر میں ہوا۔ یہ بصیرت پیغمبرؐ ہے ورنہ اپنے گھر میں اہتمام کر سکتے تھے۔ مگر ہدایت کا پہلا گھر

ابو طالبؑ کے گھر کو بنانا تھا ۔ جہاں سے لا الہ کا آغاز ہوا۔ علیؑ بلاؤ۔۔۔ علیؑ نے بلایا کھانے کا اہتمام ہوا۔ سارے سرداران قریش آ گئے۔۔۔ آپ کا واقعہ سنا ہوا ہے۔ بس ایک جملہ کہہ کر آگے بڑھ رہا ہوں پیغمبرؐ نے کھانا کھلایا۔ جب سب کھانا کھا چکے۔۔۔ دیکھئے لا الہ الا اللّٰہ کس طرح قائم ہوتا ہے۔

تقریر کے لئے پیغمبرؐ کھڑے ہوئے جب پیغمبر نے گفتگو شروع کی۔ ابو جہل نے شور مچایا' ہنگامہ کیا' ابو جہل کہتے اسے ہیں جو حق کی تقریر میں ہنگامے کرے۔ بہت توجہ! شور مچایا' پیغمبرؐ کو تقریر نہیں کرنے دی۔ سرکارؐ بیٹھ گئے' دوسرے دن پھر دعوت کا اہتمام ہوا' پھر کھانا کھایا' پھر تقریر کے لئے پیغمبرؐ اٹھے پھر ابو جہل اٹھا۔۔۔

بہت توجہ! ابو جہل نے اٹھ کر پھر شور مچایا۔۔۔ اٹھ کر چلے گئے لوگ ۔ پھر پیغمبرؐ نے تقریر کرنا چاہی۔ آج پھر تاریخ امم بر ملوک جو مسلمانوں کی تاریخ کی ماں ہے۔ جتنی پھر تاریخیں مسلمانوں کی لکھی گئی ہیں سب اسی تاریخ امم بر ملوک پر بنیاد ہے۔

اس تاریخ کے جملے ہیں۔۔۔ کہ جب تیسرے دن بھی ابو جہل نے اٹھ کر شور مچانا چاہا' اس دعوت کے کمرے کے ایک کونے سے ایک بوڑھا مجاہد اٹھا۔۔۔ اس کے سر پر سیاہ عمامہ تھا' اس کی داڑھی کے بال سفید تھے۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس کی کمر میں شمشیر تھی۔ سیدھا ہوا اور غیظ کے عالم میں چلتا چلتا ابو جہل کے قریب آیا اور اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور پوری قوت سے ابو جہل کو بٹھایا اور پیغمبرؐ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ ابو جہل کو یہ کہہ کر بٹھایا کہ۔۔۔ ""اب تو ابو طالبؑ تجھے اس وقت تک یہاں سے ہلنے نہیں دے گا جب تک میرا بیٹا لا الہ الا اللّٰہ نہ کہہ لے۔۔۔ صلوات

دیکھئے ""لا الہ"" کی بنیاد۔ دیکھئے کلمہ توحید کی بنیاد پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللّٰہ کے نعرے لگانے والو' لا الہ الا اللّٰہ کے نعرے ایئر کنڈیشن کمروں میں نہیں لگا کرتے۔

لا الہ الا اللّٰہ کا نعرہ اگر لگانا ہے تو پہلے ابو جہل کو بٹھاؤ۔ صلوات۔ ابو طالبؑ نے

کہا "اے ابو جہل! اب تو ابو طالبؑ تجھے اس وقت یہاں سے ہلنے نہیں دے گا' جب تک میرا بیٹا اشھد ان لا الہ الا اللہ مکمل نہ کر لے۔ دیکھئے ! کتنے غیظ کے عالم میں ابو جہل کو بٹھایا اور بٹھائے بٹھائے۔ فتبسم ابی طالبؑ یہ تاریخ کے جملے ہیں۔ قربان ہو جاؤں! ابو طالبؑ کے تبسم پر'

ذرا تاریخ کا منظر دیکھئے ۔ادھر غیظ کے عالم میں ہیں۔۔۔ غیظ کے عالم میں انسان کو ادب یاد نہیں رہتا۔ آدمی جب غصے میں ہو تو اسے ادب یاد نہیں رہتا۔ لیکن اللہ رے' ادب رسالتؐ ابو طالبؑ نگاہ میں۔۔۔ اللہ رے احترام رسالتؐ ابو طالبؑ کی نگاہ میں۔ آپ آج قانون بنا رہے ہیں قومی اسمبلی میں احترام رسالت کا۔ بتاؤں گا ساتویں' آٹھویں مجلس میں کون سا قانون بنایا ہے' انشاء اللہ ۔ توجہ ہے نا۔۔۔ احترام رسالت کی منزل تو دیکھیں' ابو طالبؑ نے ابو جہل کو پورے جلال کی توانائیوں کے ساتھ بٹھایا ہوا ہے اور پھر تاریخ کے جملے۔

فَتَبَسَّمَ اَبِیْ طَالِبٌ

اس کے بعد رسولؐ کی طرف' ابو طالبؑ نے مسکرا کر دیکھا ادھر غیظ کا عالم' مگر جب رسولؐ کی طرف نگاہ ہے تو لب پہ مسکراہٹ اور کہا

ثُمَّ یَا سَیِّدِیْ وَ مَوْلَائِیْ

ابو طالبؑ کہہ رہے ہیں۔ رسولؐ سے۔۔۔ "اے مرے سید اے میرے مولاؐ ! آپ کھڑے ہو جائیے۔"

میرے مولا' میرے مولا' چچا کہہ رہا ہے بھتیجے کو' یعنی باپ کہہ رہا ہے بیٹے کو' اے میرے مولا' ابھی مولاؐ کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ ابھی کسی نمبر پر کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ جب ابو طالبؑ احترام نبوتؐ کا قانون بنا رہے ہیں۔

قُمْ یَا سَیِّدِیْ وَ مَوْلَائِیْ

اے مرے سید' اے میرے مولاؐ آپ کھڑے ہو جایئے ۔

فَتَکَلَّمْ مِمَّا تُحِبُّوْنَ

پہلا خطبہ ہے۔ بنائے لاالہ اللہ' ابو طالبؑ کا

قُمْ یَا سَیِّدِیْ وَ مَوْلَائِیْ فَتَکَلَّمْ مِمَّا تُحِبُّوْنَ

اور جو جی میں آئے۔۔۔ کہیے 'اللہ اکبر' کتنے اعتماد سے کہہ رہا ہے' کون کہہ رہا ہے۔۔۔؟ کہنے والا کون ہے؟ سردار قریش' سردار عرب' کلید بردار حرم' وارث انبیاء' محسن رسالتؐ' جانشین خلیلؑ' رئیس بطحا' جس کے چشم وابرو کے اشارے پر عرب کی سیاست کا دارومدار تھا۔ جس کی آنکھوں کی ڈوروں میں عرب کا مستقبل تیر تا رہتا تھا۔ وہ ابو طالبؑ تھا' جس نے کہا' میرے سید' میرے مولاؐ آپؐ کھڑے ہو جایئے 'اور جو جی میں آئے۔۔۔ کہیے۔

وَ بَلِّغْ رِسَالَتَہٗ رَبُّکَ

یہ ابو طالبؑ کہہ رہا ہے جب ساری دنیا لات و ہبل و عزیٰ کے آگے سجدہ کر رہی ہے۔ اس وقت ابو طالبؑ کہہ رہے ہیں۔۔۔ اور اپنے رب کی رسالت کی تبلیغ کیجیے۔ رب کی رسالت کی اپنی رسالت کی نہیں۔ رب کی رسالت' یعنی ایک جملہ میں۔۔۔ لا الہ الا اللہ بھی ہے' محمد رسول اللہ بھی ہے۔۔۔ اپنے رب کی رسالت کی تبلیغ کیجیے۔ آپؐ فکر نہ کیجیے' کفر کو میں دبائے بیٹھا ہوں۔

اب پیغمبرؐ اعلان کر رہے ہیں۔ ابو طالبؑ کا بارہ برس کا بیٹا تصدیق رسالت کر رہا ہے۔ یعنی آج سارا اسلام ابو طالبؑ' ابو طالبؑ کے بھتیجے محمدؐ اور ابو طالبؑ کے بیٹے علیؑ

کے گرد ہے۔ اور جوان کے گرد ہے' وہ اسلام ہے' جوان کے پنجے کے نیچے ہے' وہ ابو جہل ہے۔ صلوات

توجہ ہے؟ یہ ہے عزیزان محترم بنیاد لا الہ الا اللہ

ابو طالبؑ کے خون نے لا الہ الا اللہ کی بنیادوں کو مضبوط کیا ہے۔ ابو طالبؑ نے کتابوں میں نہیں کہا۔ لا الہ الا اللہ' ابو طالبؑ نے زبان سے نہیں کہا' لا الہ الا اللہ' اچھا ہوا کہ نہیں کہا۔۔۔ زبان سے لا الہ الا اللہ وہ کہے جو پہلے کافر رہا ہو۔ زبانوں سے کہنے والے اور ہوتے ہیں' شہ رگ گردن سے نکلنے والے خون سے لا الہ الا اللہ کہنے والے ابو طالبؑ ہوتے ہیں۔۔۔ پورے اسلام کے بیک گراؤنڈ میں صرف اور صرف ابو طالبؑ ہیں۔

عقیدے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ چیلنج کر کے میں اس بات کو کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جس ابو طالبؑ نے کافروں کے مجمع میں کہا قم یا سیدی و مولائی ابو طالبؑ نے چالیس کافروں کے درمیان ابو جہل کو بٹھا کے کہا "اے مرے مولا' اے مرے مولا' تو قرآن میں آیت بھی تو ہے نا کہ

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ (سورہ الرحمٰن)

(احسان کا بدلہ احسان ہے' نیکی کا بدلہ نیکی ہے)

میرا تو دل گواہی دیتا ہے کہ جب ابو طالبؑ دعوت ذوالعشیرہ میں اللہ کے حبیبؐ محمدؐ کو زندگی میں پہلی مرتبہ۔۔۔ زمین پر پہلی مرتبہ جب ابو طالبؑ محمدؐ کو اپنا مولاؑ کہہ کر خطاب کر رہے تھے۔ چالیس کافروں کے درمیان تو اس مشیت کی ذرہ نوازی نے' خدا کی احسان شناسی نے اسی دن فیصلہ کر لیا ہو گا۔

اے چالیس کافروں کے مجمع میں ہمارے حبیبؐ کو اپنا "مولاؑ" کہنے والے' ابو

طالب' ہمیں بھی قسم ہے اپنی عزت و جلال کی۔ کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار حاجیوں کے مجمع میں ہم تیرے بیٹے کو مولاؑ نہ بنادیں' تو خدا نہ کہلائیں۔۔۔ خدا نہ کہلائیں۔ صلوات

توحید کی بنیاد ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کا مرکز خون ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کی اساس ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کی شان خون ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کی تبلیغ خون ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کا وقار خون ابو طالبؑ ۔۔۔ توحید کی تمکنت خون ابو طالبؑ۔

تو جس ابو طالبؑ نے انتہائی نامساعد حالت میں بھی توحید کا پرچم اس طرح بلند رکھا کہ جو توحید کا پرچم بلند کرنے آیا تھا' اسے بچاتا رہا' اپنے بیٹے کو بستر پر سلاتا رہا۔۔۔ شان یہ تھی کہ شعب ابو طالبؑ میں پیغمبرؐ کو بستر سے اٹھالیتے تھے۔ ابو طالبؑ اور علیؑ کو اس بستر پر سلاتے تھے۔ لیکن میں کل بیان کروں گا ' آج صرف اس پر توجہ فرمالیں کہ ابو طالبؑ کی نسل میں انسان سمایا ہوا تھا ابو طالبؑ کے خون میں اسلام بسا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شہ رگ گردن کٹ کر بھی نوک نیزہ سے قرآن پڑھا ہے۔ اپنے وقت کے ابو طالبؑ نے کربلا میں۔

توجہ ہے نا۔۔۔ اپنے وقت کے ابو طالبؑ نے نوک نیزہ پر قرآن پڑھا ہے۔ بکھر گئے ابو طالبؑ کی کتاب زندگی کے ورق کربلا میں' نذر خزاں ہو گیا ابو طالبؑ کا چمن کربلا میں' بے پردہ ہو گئیں ابو طالبؑ کی بیٹیاں کربلا میں' زخمی ہو گیا ابو طالبؑ کا سینہ کربلا میں' لگ گئی برچھی ابو طالبؑ کے سینے میں کربلا میں' کٹ گئے ابو طالبؑ کے بازو کربلا میں' پامال ہو گیا ابو طالبؑ کا لاشہ کربلا میں!

اور اگر میرا جملہ سمجھ رہے ہوں تو دیکھا ابو طالبؑ نے کہ اب بھی اسلام کا دین خطرے میں ہے ۔ تو ابو طالبؑ اپنی ننھی سی گردن پر تیر کھانے کربلا میں آگیا۔

چھ محرم کو انشاء اللہ بتاؤں گا کہ یہ ننھا سا ابو طالبؑ کون تھا؟ مگر اتنا ضرور کہہ

دوں کہ جب اس ننھے ابو طالبؑ کا نام آیا کرے نا۔۔ تو آنسو نہ روکا کرو۔ اس لئے کہ یہ ننھا سا ابو طالبؑ وہ ہے کہ جس پر وہ ظلم ہوا کربلا میں جو کسی شہید پر نہیں ہوا۔ تیر سب کو لگے۔۔ تلواریں سب کو لگیں۔۔۔ پامال سب کے لاشے ہوئے مگر اس ننھے ابو طالبؑ پر جو ظلم ہوا ہے نا۔۔۔ کربلا کی شام غریباں کے اندھیرے میں۔۔۔ جب عمر سعد نے سروں کا شمار کیا ہے اور دیکھا کہ یہ عباسؑ کا سر' یہ قاسمؑ کا سر' یہ عونؑ کا سر' یہ محمدؑ کا سر' یہ سعیدؑ کا سر' یہ جونؑ کا سر' یہ برید ہمدانیؒ کا سر' یہ حبیبؑ کا سر' جب سارے شہیدوں کے سر شمار ہوگئے عمر سعد زانوں پر ہاتھ مار کر کہتا ہے۔ شہید بہتر ہوئے۔ سر اکہتر ہیں۔ بہترواں سر کہاں ہے۔ بہترواں سر لاؤ' کسی نے کہا ظالم اس سر کو لے کر کیا کرے گا۔ وہ رباب کے ننھے سے بچے کا سر ہے' وہ علی اصغرؑ کا سر ہے۔ حسینؑ اپنی زندگی میں ننھی سی قبر بنا چکے ہیں۔ جسے حسینؑ کربلا میں دفن کر چکے ہیں۔ جزاک اللہ' جزاک اللہ۔ لیکن عمر سعد کہتا ہے۔

میں کچھ نہیں جانتا' قبر تلاش کرو' اصغرؑ کا سر لاؤ۔۔۔ اصغرؑ کا سر لاؤ' عزادارو'

رات کے اندھیرے میں ایک ظالم نیزہ گھوڑے پر لے کر بیٹھا قتل گاہ میں آیا۔ نرم زمین جہاں دیکھی وہیں نیزہ مارا کہ جلے ہوئے قنات سے فضہ نے دیکھا کہ ایک ظالم زمین پر نیزہ مار رہا ہے۔ بیتاب ہو کر کہا' رباب! تیرے بچے کی خیر

عزادارو' یہ ظلم کربلا میں کسی پر نہیں ہوا سوائے اصغرؑ کے' فضہ کہتی ہے۔۔۔ ربابؑ! ربابؑ تیرے بچے کی خیر' اصغرؑ کی ماں جلے ہوئے خیمے کی تناب پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

عزادارو! جملہ سن لو' ربابؑ نے ایک مرتبہ دیکھا۔۔۔ ظالم نے زمین میں جو نیزہ مارا۔۔۔ نیزہ میں الجھ کر ایک چھوٹا سا لاشہ زمین کے باہر آیا۔ جزاک اللہ' جزاک اللہ

مولاؑ! تمہیں کوئی غم نہ دے۔ سوائے غم حسینؑ کے۔۔۔ نیزے میں الجھ کر ایک چھوٹا سا لاشہ آیا۔ ربابؑ نے کلیجہ پکڑا۔ عزادارو ظالم اترا گھوڑے سے نیزے کو کھڑا کیا اور اصغرؑ کے لاشے کو نیزے سے نکالا' زمین پر لٹایا' میان سے تلوار نکالی' اصغرؑ کی

گردن پس پشت سے جدا کر ڈالی' ماں کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔

"میرا اصغرؑ" ہائے اصغرؑ"

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْن

پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تُفْلِحُوْا

حضرات گرامی قدر' بزرگان محترم' آپ کی مسلسل توجہات پر میں شکر گزار ہوں۔

عزا خانہ ابو طالبؑ میں ہماری آج پانچویں تقریر' بارگاہ سید الشہداء میں نذرانہ ہے۔ "بنائے لا الہ" ہمارا موضوع تقریر ہے۔ اور اس عنوان کا مقصد امتّ مسلمہ کو اس فکر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ توحید اساس اسلام ہے۔ توحید بنیاد دین ہے۔ اقرار وحدانیت کے بغیر کوئی مسلمان شرف اسلام سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ اقرار توحید اتنا شدید اقرار ہے کہ جس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیں ہزار پیغمبر بھیجے۔ اور تمام نبیوں کا ایک ہی پیغام تھا۔ اور وہ پیغام تھا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

تمام انبیاء اسی پیغام کے لئے نو نو سو برس اس زمین میں انسان کے مزاج کو بناتے رہے اور سنوارتے رہے۔ نو نو سو برس تبلیغ کی' چار چار سو برس تک۔۔۔ لا الہ الا اللہ کا پرچار کیا۔ ہر نبیؑ نے اس توحید کے لئے مصائب بھی اٹھائے' بے وطنی بھی گوارہ کی' ہجرتیں بھی کیں' امت کے مظالم بھی اٹھائے' بادشاہوں سے بھی ٹکرائے' طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ بھی کیا' انکار کی زحمتوں کو بھی گوارہ کیا۔۔۔ اور لوگوں کے ذہنوں کو مسلسل آمادہ کرتے چلے گئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب پیغام ایک تھا۔ دیکھئے' شاید یہ بہت بڑے اعتراض کا جواب بھی ہو جب پیغام ایک تھا لا الہ الا اللہ۔

توخدا کسی ایک کو نبی بنا کر بھیج دیتا اور وہ ساری انسانیت سے لا الہ الا اللہ کہلا لیتا۔

پھر کسی دوسرے نبی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ علی کل شیئی قدیر تھا کہ وہ ایک کسی انسان کامل کو بھیجتا اور وہ انسان آکر زمین پر اقرار توحید کا پرچم بلند کرتا اور ساری انسانیت کو۔۔۔ بشریت کو۔۔۔ آدمیت کو۔۔۔ اس پرچم تلے جمع کر دیتا۔

یہ بار بار مشیت کی حکمت کیا ہے؟ کہ ادھر ایک نبی اٹھتا نہیں ہے دنیا سے۔ کہ دوسرا اس کے مقام پر آجاتا ہے۔ دوسرا ابھی جاتا نہیں ہے۔ کہ تیسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے اور وہ آکر وہی کہتا ہے جو پہلے نے کہا' بھئی نوسو برس تک ایک ایک نبی لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرتا گیا۔ تو کیا ضرورت ہے؟ کہ نوسو برس تبلیغ کے باوجود فوراً ہی ذات واجب نے دوسرا نبی بھیجا' کہ پھر یہی تبلیغ کرو۔ یہی کہلواؤ لا الہ الا اللہ اسی شریعت کو پہنچاؤ' اسی پیغام کو پہنچاؤ' اس مسئلے پر ہمیں غور کرنا ہے۔

آج کی مجلس میں۔۔۔ آخر بات کیا ہے؟ خداوند عالم نے ایک لمحے کے لئے بھی تبلیغ توحید کے مبلغ سے زمین کو خالی نہیں رکھا۔۔۔ بہت توجہ' دوستو!

توحید کے مبلغ سے ایک لمحے کو بھی زمین کو خالی نہیں رکھا اور پھر یہ اعلان کر دیا کہ۔

لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

کہ تم اللہ کے قوانین میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔۔۔ تو طے ہو گیا نا دوستو! کہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ زمین کو ایک لمحے کے لئے بھی مبلغ توحید سے خالی نہیں رکھ

سکتا۔ زمین کو ایک لمحہ کے لئے بھی مبلغ اسلام سے خالی نہیں رکھتا۔ تو جب وہ ایک لمحے کے لئے بھی وہ کسی مبلغ اسلام سے زمین کو خالی نہیں رکھتا۔ اور یہ بھی اس کی سنت قائم ہو گئی۔۔۔ وہ زمین پر اپنی توحید کا علم بلند کرنے کے لئے زمین والوں کو زحمت نہیں دیتا کہ وہ مشورہ کر کے بنائیں۔

وہ مشورہ طے کر کے بنائیں کہ کسے **لا اله الا الله** کہنا ہے۔ کسے **محمد رسول الله** کہنا ہے۔ کسے اسلام نافذ کرنا ہے۔ یہ کام اس نے زمین والوں کے سپرد نہیں کیا۔ اس کی سنت یہ ہے کہ اس نے اپنی توحید کو پہنچانے کے لئے اپنی طرف سے ہادی بنا کر بھیجے' معصوم بنا کر بھیجے' **محفوظ عن الخطا** بنا کر بھیجے۔ تو جب اس کائنات کے پہلے انسان کے لئے معصوم ہادی کی ضرورت ہے اور وہ اللہ کی طرف سے آیا تھا تو اس کائنات کے آخری انسان کو بھی ہدایت کے لئے امام کی ضرورت ہے۔ وہ بھی بندوں کی طرف سے نہیں اللہ کی طرف سے ہو گا۔

اس کی توحید کی عظمتیں یہ ہیں کہ وہ سبحان ہے۔۔۔ اور سبحان کہتے ہیں اس بے عیب اور لاریب ذات کو کہ وہ کسی بھی عیب دار ذات سے اپنا پرچم اٹھوانا نہیں چاہتا۔ توجہ ہے نا دوستو!

وہ اتنی لاریب اور بے عیب ذات ہے کہ وہ کسی بھی عیب دار ذات کے ذریعے سے' دیکھئے نا۔۔۔ اس نے توریت بھیجی' تو بے عیب۔۔۔ زبور بھیجی تو بے عیب۔۔۔ انجیل بھیجی بے عیب۔۔۔ ساری کتابوں کا نچوڑ ہے قرآن مجید! اور قرآن مجید میں پہلے سورہ میں جو سورہ حمد کے بعد آیا ہے۔ "سورہ بقرہ" اس میں ارشاد یہ ہوا کہ **الم ذالك الكتاب لا ريب فيه. هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب.** یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں کوئی ریب نہیں ہے۔ جس کتاب میں کوئی ریب نہ ہو تو اس کتاب کے وارث میں کیسے ریب ہو گا؟

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

اللہ جانے لوگ سوچتے کیوں نہیں کہ جب کتاب بے عیب ہے' تو وارث بھی بے عیب ہوگا۔ کتاب کے لئے اگر کہا گیا کہ کتاب مبین ہے' روشن ہے' تو کتاب کا وارث بھی تو امام مبین ہی ہوگا۔ کتاب اگر روشن ہے تو وارث بھی روشن' کتاب اگر محافظ ہے تو وارث بھی محافظ ہوگا' کتاب اگر معصوم ہے تو وارث بھی معصوم ہوگا' کتاب اگر منجاب اللہ ہے تو وارث بھی منجانب اللہ' وہ سبحان ہے اور اتنا سبحان ہے کہ اس نے قرآن مجید میں جہاں جہاں سبحان کہا ہے اپنے کو وہاں وہاں کسی عیب دار کا نام نہیں لیا۔ اتنا سبحان اور اس کی توحید اتنی پاک ہے کہ اس نے جہاں کبھی بھی' مقام فخر پر اپنے کو سبحان کہا ہے اس کے بعد جو بھی لفظ لایا ہے وہ لفظ ہے۔ عزیزان محترم! خدا کی قسم دیکھیں اس نے کہا۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ (سورہ الاسریٰ ۱)

سبحان ہے وہ ذات' بے عیب ہے وہ ذات جو لے گئی راتوں رات اپنے عبد کو تواب جسے اپنا عبد کہا ہے' اس میں عیب تلاش نہ کرنا' ورنہ تمہاری نسلیں عیب دار ہو جائیں گی۔ جسے اس نے سبحان کہہ کر عبد کہا ہے' کہ سبحان ہے وہ جو لے گیا اپنے عبد کو تو اس عبد میں عیب نہ تلاش کرنا۔ ورنہ تمہارے شجرے مشکوک ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ اگر وہ سبحان ہے' اور کسی عیب دار کو اس نے اپنا عبد کہا ہے تو پھر اس کی سبحانیت پر بات آتی ہے' لوگ آسان سمجھتے ہیں سیرت کی کتابیں لکھنا' لوگ آسان سمجھتے ہیں' سیرت رسولؐ اللہ بیان کرنا۔

رسولؐ اللہ پر سارے الزامات لگانے کے باوجود بھی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ وہ لا الہ

الا اللہ کے دائرے میں رہے گی؟ ارے اگر رسولؐ میں کوئی عیب آپ کی سیرت نگار نے نکال دیا تو رسولؐ کی عظمت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔۔بلکہ تم لا الہ الا اللہ‘ سے ایسے باہر ہو جاؤ گے کہ پتا بھی نہیں چلے گا کہ کب خارج اسلام ہو گئے۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ صلوات

اس نے سبحان کہا‘ سبحان ہے وہ ذات‘ جو لے گئی راتوں رات اپنے عبد کو‘ ہم دن رات کہتے ہیں۔ کہ ہم اس کے عبد ہیں‘ اس نے تو ہمیں ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ تو ہمارا عبد ہے۔ نوے کروڑ مسلمان ہیں‘ جس میں حاجی بھی ہیں‘ نمازی بھی ہیں‘ غازی بھی ہیں‘ متقی بھی ہیں‘ پرہیز گار بھی ہیں‘ اچھے بھی ہیں‘ برے بھی ہیں‘ سارے لوگ ہیں نا۔۔۔ اور سب کہتے ہیں ہم اللہ کے عبد ہیں۔ حج کرنے والے کو کبھی اللہ نے کہا کہ اے حاجی! تو میرا عبد ہے؟ نماز پڑھنے والے کو کہا کہ اے نمازی تو میرا عبد ہے۔۔۔؟

کبھی نہیں کہا اس نے‘ اتنی بے نیاز ذات ہے اس کی معبودیت اتنی بے نیاز ہے وہ اتنا علی کل شیئی قدیر ہے کہ اس نے کسی تابعی کو کہا کہ یہ تابعی میرا عبد ہے۔ اس نے کسی تبع تابعی کو کہا کہ یہ تبع تابعی میرا عبد ہے۔ اس نے کسی صحابی کو کہا کہ یہ میرا عبد ہے۔ بڑے جلیل القدر صحابہ‘ بہت عزت ان کی بہت احترام ان کا لیکن کسی صحابی کو اس نے اپنا عبد نہیں کہا۔ ساری کائنات میں صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے اپنا عبد کہا ہے۔ جب ساری کائنات میں اس نے محمدؐ عربی کے علاوہ کسی کو اپنا عبد نہیں کہا تو پھر یہ ساری امت محمدؐ جیسی کیسے ہو گی؟ صلوات

ذرا سی توجہ فرمالیں‘ تو میں آگے عرض کروں کہ اس نے نبیؐ کو اپنا عبد کہا۔۔۔ اس نے کہا۔ جسے وہ خود اپنی زبان سے اپنا عبد کہہ دے اور عبد کہہ کر اپنے آپ کو سبحان کہے۔ وہی شریعت جعفری میں معصوم کہلاتا ہے۔۔۔

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ (سورہ الاسریٰ ۱)

سبحان ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے عبد کو لے گئی۔ کہاں تک لے گئی ؟ یہ تو جانے والا جانے' بس یہی وفاداری ہے محمدؐ سے کہ بجائے اس کے فخر کرتے کہ کسی نبی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ بجائے اس کے کہ ملّت مسلمہ فخر کرتی کہ ہمارے رسولؐ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ۔۔ "قاب قوسین او ادنی" کی منزل پر گیا۔ وہ عرش اول کو اپنے نعلین کے نیچے رگڑتا ہوا گیا۔۔۔وہ عرش اعلیٰ تک گیا۔ وہ دنافتدلٰی کی منزل تک گیا۔ تو اس تقرب الٰہی کی منزل پر مسلمانوں کا رسولؐ پہنچا کہ جہاں آج تک کوئی نبی نہیں پہنچا' نہ مرسل پہنچا اور نہ فرشتہ پہنچا۔۔۔اور جہاں کوئی نہیں تھا ایک بلانے والا تھا۔۔۔ایک آنے والا تھا' ایسے میں ایک آواز آئی۔ میرے حبیبؐ اور قریب آ۔۔۔ اور قریب۔۔۔ اور قریب آ۔ اب نہ جبرئیل ہے' نہ فرشتہ ہے' نہ نبی ہے' نہ مرسل ہے' آواز آئی۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبِیْ

سلام آیا۔ سلام کا جواب دیا۔ لیکن ابھی پیغمبرؐ کو حیرانی نہیں ہے' مگر اچانک جب پردہ غیب سے کسی کا ہاتھ نکلا۔ ہاتھ پر بھی شک ہو جاتا ہے مگر ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔ ارے یہ تو وہی ہے جو علیؑ کو فاطمہؑ سے شادی کے موقع پر تحفہ میں ملی تھی۔۔۔ صلوات

توجہ ہے نا۔۔۔ ارے! یہ تو ملت مسلمہ کے لئے مقام فخر تھا کہ ہمارا نبیؐ وہاں پہنچا' جہاں کوئی نہیں پہنچا' بھئی دنیا کا ایک طریقہ ہوتا ہے کہ گھر والے خوش ہوتے ہیں۔ اپنے فرد کی ترقی دیکھ کر۔ مگر یہ کیسے اپنے ہیں جو ترقی پر جل رہے ہیں۔ یہ ساری کائنات میں آخر افضل المرسلین تھا۔ آخر سارے نبیوں سے بلند تھا' یہ وہ تھا جو منزل کو طے کرتا ہوا گیا تھا۔ آسمان اول سے آسمان ہفتم پر جبرئیلؑ نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔

پیغمبرؐ نے کہا "جبرئیلؑ آگے نہیں جاؤ گے" کہا نہیں! رسولؐ اللہ ایک قدم بھی آگے بڑھادوں تو تابش نور سے قدم جل جائے گا۔ مولاؑ ایک قدم بھی آگے بڑھا تو تابش نور سے پر جل جائیں گے۔ کیونکہ مولاؑ آپؐ کو وہاں جانا ہے جو علاقہ بحر نور کہلاتا ہے۔ بحر نور' بس اتنا نورانی مقام ہے وہ کہ جہاں فرشتے جیسا نور محض۔ بھئی فرشتہ تو مٹی سے نہیں بنا۔۔۔؟ بھئی فرشتہ تو آگ' ہوا' پانی' مٹی کا مرکب نہیں ہے۔ فرشتوں کے نور پر تو سب کا ایمان ہے نا۔۔۔؟ نہ مانو رسولؐ کے نور کو' ٹھوکریں کھاؤ اندھیرے میں' اندھیری راتوں کی جو پیداوار ہوتی ہیں۔ وہ نور کا انکار کرتی ہیں۔ نہ مانو! پیغمبرؐ کا نور' فرشتہ تو نور ہے' فرشتہ کو تو نور ماننا پڑے گا۔ نہیں مانو گے تو آ کے گلا دبائے گا۔ پھر پوچھے گا بتا۔ بتا نور ہوں کہ نہیں! بھئی فرشتے تو سارے نور ہیں۔۔۔ چاہے وحی کا فرشتہ ہو یا ہوا کا' یا موت کا' اس لئے ڈر کے مارے فرشتوں کو سب نے نور مان لیا۔

توجہ ہے نا؟ فرشتوں کے نور کو تو مانا؟ اور نور محض ہے فرشتہ۔ اب میں تاریخ اسلام سے سوال کر رہا ہوں کہ بحر نور کے پار جانا ہے۔ میرے نبیؐ کو' بحر نور کے اس پار جانا ہے۔۔۔ پیغمبرؐ کو۔۔۔ ایسا بحر نور ہے۔۔۔ یہ ایسا علاقہ نور ہے۔۔۔ جس کے دائیں جانب بھی نور' بائیں جانب بھی نور' آگے بھی نور پیچھے بھی نور اوپر بھی نور' نیچے بھی نور' شمال' جنوب' مشرق' مغرب نور ہی نور ہے۔ اس نور کے دریا کو عبور کرنا ہے۔ اور تنہا عبور کرنا ہے۔ جہاں نور ہی نور ہے' جہاں کچھ نہیں ہے۔۔۔ ایسا نور ہے کہ فرشتہ جہاں تاب نہیں لا سکتا۔ اس کی تابانیوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی تابش کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایسا نور ہے یہ جہاں محمدؐ عربی کو جانا ہے۔

عزیزان محترم! اب صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ جو اتنے بحر نور سے گزرے اور پلک بھی نہ جھپکائے' بھئی یہاں کسی اسّی برس کے مولوی کو بٹھا دو۔ میری جگہ اور کہو کہ جو وڈیو کیسٹ بن رہی ہے پانچ منٹ اس روشنی کو دیکھ لے۔ تو مولوی اتنا سا نور برداشت نہیں کر سکتا' مولوی صاحب۔۔۔ اتنا سا نور برداشت نہیں کر سکتے۔ پیغمبرؐ بحر نور کو

عبور کر کے گیا' پھر یہ کہنا کہ پیغمبرؐ ہم جیسا۔۔۔؟ بہت توجہ! تو پیغمبرؐ بحر نور سے گیا۔
دنا فتد اللّٰه کی منزل تک لے گیا۔ مجھے پتہ نہیں کہ قاب قوسین وادنیٰ کی منزل کیا ہے۔ علماء آج تک صحیح ترجمہ نہیں کر سکے۔ کسی نے کہا' کمان کا فاصلہ' کسی نے کہا دو کمان کا فاصلہ' ترجمے کرتے رہے' طے نہیں کر سکے' قاب قوسین کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اور پیغمبرؐ سے کہہ رہے تھے ہمیں قرآن کافی ہے۔ صلوات

توجہ ہے نا دوستو! پیغمبرؐ سے کہہ رہے تھے ہمیں قرآن کافی ہے۔ مگر ترجمہ نہیں کر سکا قاب و قوسین کا۔ پیغمبرؐ سے کہہ رہے تھے۔۔۔ پورا قرآن کافی ہے۔ ترجمہ نہیں ہو سکا۔ آلمٰ کا۔ پیغمبرؐ سے کہہ رہے تھے۔ پورا قرآن کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ کھیعص کا۔ پیغمبرؐ سے کہہ رہے تھے پورا قرآن کا ترجمہ۔ نہیں ہو سکا۔ یسٰین کا ترجمہ نہ کر سکے۔ قرآن کے حروف مقطعات کا۔ جب حروفوں کا ترجمہ نہ کر سکے تو قرآن کافی کیسے' تو قاب و قوسین کا ترجمہ نہ کر سکے۔ کہتے ہیں دو کمان یا اس سے کم۔۔۔

دوستو! آپ اچھی طرح ہمہ تن گوش ہیں کہ آج اس فاصلے سے پردہ اٹھے کہ یہ کتنا فاصلہ رہ گیا" عبد اور معبود میں" معراج کی شب کمان اور دو کمان کی بات نہیں ہے۔ میں نے معصومؑ سے پوچھا؟ ہمارے چھٹے امام حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے آیت نہیں پڑھی؟ آیات میں تدبیر کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟ جب آیات خود کہیں' کیا تم نے سورہ و النجم نہیں پڑھی؟ یہاں پیغمبرؐ کو کہا گیا۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ (سورۃ النجم ۱ تا ۴)

اور دَنَا فَتَدَ اللّٰه

کی منزل سے جب یہ آیت آگے بڑھی تو اس کے بعد خود بخود جب پیغمبرؐ بحر نور عبور کر کے اللہ سے بس اتنے فاصلے پر تھے کہ خدا نے براہ راست بغیر جبرئیل کے پیغمبرؐ پر

وحی کی۔

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ ۔ (سورہ النجم ۱۰)

دیکھئے۔۔۔ فاصلہ بتایا ہے۔ اب جب ہمارا حبیبؐ تقرب کی' ان انتہائی منزل میں آیا تو پھر ہم نے وحی کی اپنے عبد پر۔ نہیں! نہیں!! پھر توجہ کر لیں۔ اتنا قریب بلایا اپنے عبد کو کہ پھر اللہ نے وحی کی۔

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی ۝ (سورہ النجم ۱۰)

اللہ نے اتنے قریب بلایا۔ اپنے محبوب کو کہ وحی کی اپنے عبد پر آدمؑ سے لے کر عیسیٰ تک' کسی نبی کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ ہر نبی پر وحی کی اللہ نے درخت کے ذریعے' آگ کے ذریعہ' پہاڑ کے ذریعے' جبرئیلؑ کے ذریعے' فرشتہ کے ذریعے' لیکن بحر نور کے اس پار جہاں محمدؐ عربی ہیں وہاں نہ درخت ہے' وہاں نہ آگ ہے' نہ وہاں پہاڑ ہے' نہ وہاں جبرئیلؑ ہے' یعنی آج جبرئیلؑ بھی درمیان میں نہیں ہیں۔

بس اتنے فاصلے پر ہے کہ معبود براہ راست اپنے حبیب پر وحی نازل کر رہا ہے۔ جہاں خدا اپنے بندے سے براہ راست کلام کرے اس تقرب کو مقام مصطفیٰ کہتے ہیں۔ بات سمجھ میں آئی؟ جہاں خدا بغیر کسی وسیلے کے' بغیر جبرئیلؑ کے' بغیر فرشتے کے' بغیر آگ کے' بغیر پہاڑ کے۔۔۔ اب آپ پوچھیں گے آگ کے ذریعے' تو ہاں بھائی۔۔۔ آگ کے ذریعے وحی ہوئی ہے۔ جب موسیٰؑ گئے تھے آگ لینے۔ آگ لینے جائیں اور پیغمبری مل جائے۔ درخت کے ذریعے بھی یحییٰؑ و زکریاؑ سے گفتگو ہوئی۔ پہاڑ کے ذریعے بھی کلیم اللہؑ سے گفتگو ہوئی۔

یہ میں باتیں کیوں کر رہا ہوں۔۔۔؟ اس لئے کہ بہت بڑے اعتراض کا جواب انشاء

اللہ ہوگا۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا پہاڑ کے ذریعے' موسیٰ سے کلام کیا آگ کے ذریعے' درخت کے ذریعے' درخت سے آواز آئی' مسلمان مان لیں۔ پہاڑ سے آواز آئی' مسلمان مان لیں' خدا آگ سے کلام کر سکتا ہے منظور۔ درخت کے ذریعہ کلام کر سکتا ہے منظور۔۔۔ پہاڑ کے ذریعے کلام کر سکتا ہے منظور۔ اور میں اگر کہہ دوں کہ معراج کی شب علیؑ کے ذریعہ خدا نے کلام کیا تو نا منظور۔۔۔ نا منظور! یہ تو انتہا ہے دوستو۔۔۔ صلوات

ہر بات منظور کرتے ہو۔ کہ نبیؐ سے خدا پہاڑ کے ذریعے بول سکتا ہے۔ آگ کے ذریعہ بول سکتا ہے درخت کے ذریعہ بول سکتا ہے اور فرشتے کے ذریعے بول سکتا ہے' علیؑ کے ذریعے اگر بولے تو صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ توجہ ہے نا؟ میں کہوں معراج میں علیؑ کے لہجہ میں خدا بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بھئی کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا وہ علی کل شیئی قدیر نہیں ہے

آپ لا اله الا الله کو صرف سن کر ایمان لائے ہیں یا سمجھ کر ایمان لائے ہیں۔ بہت توجہ۔۔۔ لا الہ کو جو سمجھ کر "توحید" کا اقرار کریں' وہ جانتے ہیں کہ اس کے لئے ہر ناممکن' ممکن ہے' اگر وہ چاہے تو اس میں فاصلے نہیں ہوتے (جب وہ چاہے) کلام کیا اپنے حبیبؐ سے جو اس کی توحید کا تقاضا تھا' اس لئے کہ وہ منہ نہیں رکھتا نہ کوئی کلمہ اس کی زبان سے خارج ہوتا ہے' نہ کوئی کلمہ' نہ کوئی بات' اس سے خارج ہو سکتی ہے' نہ کوئی بات اس میں داخل ہو سکتی ہے۔ نہ دخول ہے' نہ خروج ہے' نہ حلول ہے۔ کیونکہ اگر یہ سب ہو جائے تو وہ خدا نہ رہے۔ اس لئے اس نے اپنے نبیؐ کو بھی بلایا تھا۔ نبیؐ کی لاج بھی رکھی تھی۔ ایک طرف نبیؐ کی لاج رکھی۔ دوسری طرف اپنی توحید کا مزاج بھی رکھا۔ درمیان میں علیؑ کو رکھا۔ کیا کہنا یا علیؑ تیرا۔ کیا کہنے یا علیؑ تیرے۔۔۔

ادھر حجاب محمدؐ ! ادھر حجاب خدا
انہیں لطیف حجابوں کے درمیان ہے علیؑ

گفتگو واضح ہو رہی ہے نا؟ یہ ہے مزاج توحید' یہ ہے مزاج لا الہ الا اللہ توجہ ہے نا! اب میں سوال عرض کرتا ہوں کہ اگر پیغمبرؐ معراج پر چلے ہی گئے تو کون سی قیامت آگئی؟ اچھا اگر مان لیں سارے مسلمان کہ پیغمبرؐ اسلام معراج پر گئے تھے' بلا مبالغہ جسمانی معراج ہوئی تھی تو حرج کیا ہے؟ کسی کی حکومت پر حرف آرہا ہے۔ کسی کے تخت پر حرف آرہا ہے۔ کسی کی عزت پر حرف آرہا ہے؟ مصیبت کیا ہے آخر؟ رسولؐ تو سب کا ہے وہ' بھئی چلیں علیؑ کی خلافت کا مسئلہ ہو تو مان بھی لیں کہ اس میں مسلمان متفق نہیں ہیں۔ مگر ہم وہ چھیڑ بھی نہیں رہے ہیں۔

چلیں علیؑ کے خلافت کی بات بھی نہیں۔ نبیؐ کی نبوت کی بات ہے۔ ایک ایک جملے پر توجہ آپ کی' بھئی نبوت کی بات ہے۔ ایک ایسے نبیؐ کی بات ہے کہ جس کی جوتیوں کے صدقے میں بڑے' بے عزت' عزت دار بنے پڑے ہیں۔ یہ تو نبی کی بات ہے۔ یہ تو ختم الرسولؐ کی بات ہے۔ یہ تو جان نبوت کی بات ہے' میرا نبیؐ کائنات کی عزت ہے۔ کسی کی کوئی عزت نہیں ہے۔ اگر نبیؐ کی عزت سلامت نہیں۔ جس کی بھی جو عزت ہے وہ صرف محمدؐ عربی کے صدقے میں۔

سوچئے' غور کریں' میں پوچھتا ہوں کہ آخر کون سی وجہ ہے کیا سبب ہے کہ دنیا یہ چاہتی ہے کہ صاحب نبیؐ کی معراج میں کنفیوژن ہو جائے مسلمانوں کو' بھئی کیا کسی کا نقصان ہوتا ہے۔ گئے اگر معراج پر؟ نبیؐ کی جسمانی معراج سے کس کے جسم پر خراش آئی۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ اب میں فیصلہ کیے دیتا ہوں۔ اس کی وجہ بتائے دیتا ہوں' کوئی وجہ نہیں ہے خدا کی قسم اگر پیغمبرؐ اسلام معراج پر جاتے' واپس آجاتے' چپکے سے بیٹھ جاتے' سب کہتے' سرکار آپؐ معراج پر گئے تھے' پرابلم یہ ہو گیا' مسئلہ یہ ہو گیا کہ سرکارؐ معراج پر گئے۔۔۔ انبیاءؑ سے ملے' ایک ایک نظارہ کیا' ہاتھ بلند ہوا' ہاتھ بر آمد ہوا' مصافحہ کیا' علیؑ

کے لہجہ میں خدا نے کلام کیا۔ بات صرف اتنی ہے کہ پیغمبرؐ صادق بھی ہے' امین بھی ہے' کچھ چھپا نہیں سکتا' کچھ چھپا نہیں سکتا' پیغمبرؐ حق ظاہر کرنے آیا ہے' حق چھپانے نہیں آیا۔۔۔

پیغمبرؐ جب واپس معراج سے پلٹے ہیں۔ سب بیٹھے ہوئے تھے' سبحان اللہ! سرکارؐ فلک اول پر گئے۔ سبحان اللہ! فلک دوم پر گئے' سبحان اللہ! فلک سوم و چہارم پر گئے۔ جناب عیسیٰؑ سے ملاقات کی۔

سبحان اللہ! ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو نماز پڑھائی۔ پھر سرکار نے کہا کہ اب جو میں عرش اعظم پر دنا فتدل اللّٰہ کی منزل پر گیا تو پیغمبرؐ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے جنت دیکھی۔ میں نے کوثر دیکھا۔ میں نے تسنیم دیکھی۔ میں نے سلسبیل دیکھی میں نے حوریں دیکھیں' میں نے جبرئیلؑ کو دیکھا' پیغمبرؐ نے اس کے بعد کچھ نہیں کہا۔ بس ایک ہی بات کہی جو میر انیس اعلی اللہ مقامہ' نے اپنے ایک شعر میں کہہ دی کہ آسمان سے جب پیغمبرؐ واپس لوٹے۔ پیغمبرؐ نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ بس۔

علیؑ علیؑ کی صدا تھی جہاں جہاں پہنچا
علیؑ علیؑ نظر آیا' جدھر جدھر دیکھا

توجہ ہے نا۔۔۔ پیغمبرؐ نے آکر کہا میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ علیؑ علیؑ نظر آیا۔ جدھر جدھر دیکھا۔۔۔ مجھے ہر طرف علیؑ نظر آرہا تھا۔ تو جو ابھی تک سبحان کہہ رہے تھے۔ وہ انااللہ پڑھنے لگے۔ بس یہی ہے وجہ۔ اور کوئی وجہ نہیں تھی۔

میرا چیلنج ہے' آئندہ سال کے محرم تک مجھے کوئی اور وجہ بتادو؟ اچھا اچھا علیؑ سے مل کر آئے ہو؟ لہجہ علیؑ کا تھا؟ ہاتھ علیؑ کا تھا؟ انگوٹھی علیؑ کی تھی؟ علیؑ سے گفتگو کی؟ اچھا تو ٹھیک ہے اب روائتیں گڑھ گڑھ کر ساری باتیں کرنے والے اپنے ہی گھر کے تو ہیں۔ ہم معراج ہی کو مشکوک کردیں گے' کہہ دیں گے کہ آپؐ معراج پر نہیں گئے۔ ارے

پیغمبرؐ کو معراج سے روکنے والو۔ ہم تو تمہاری طاقت جب سمجھتے کہ تم یہ ثابت کرتے کہ علیؑ وہاں نہیں تھا۔ صلوات

توبنائے لاالہ کی بنیاد ہے۔ محمد رسولؐ اللہ اور علیؑ ولی اللہ 'تو' توحید نبوّت سے کلام نہیں کر سکتی۔ اگر علیؑ ولی اللہ درمیان میں نہ ہو۔ توامّت سارااسلام کیسے پہنچادے گی۔ ہم تک علیؑ کے بغیر اسلام نام ہے محمد مصطفےٰؐ کے لبوں سے نکلے ہوئے پاکیزہ لفظوں کا۔۔۔ اور پاکیزہ لفظ ہمیشہ پاکیزہ سینوں میں منتقل ہوتے ہیں۔۔۔ ناپاک دلوں میں نہیں۔ پاکیزہ لفظ ہمیشہ دہن پیغمبرؐ سے معصوم علیؑ کے سینے میں منتقل ہوئے۔ وہی پاکیزہ لفظ دہن حسنؑ مجتبیٰ کو ملے۔ وہی پاکیزہ لفظ دہن سے حسینؑ میں منتقل ہوئے۔

شریعت حسینؑ کے سینے میں تھی۔ حکومت شام کے تخت پر تھی۔ معصوم نبی کی معصوم شریعت معصوم سینے میں 'ناپاک رگوں کی ناپاک حکومت شام کے تخت پر تھی۔۔۔ ناپاک نے پاک سے بیعت مانگی تھی۔ ملعون نے معصوم سے بیعت مانگی تھی۔ شجر خبیثہ نے شجرہ طیبہ سے بیعت مانگی تھی۔ بتوں کے پجاری نے بت شکن کے بیٹے سے بیعت مانگی تھی۔ کلیجہ چبانے والے کی اولاد نے محمدؐ کے کلیجہ سے بیعت مانگی۔ امت پر معصوم کا بڑا حق تھا۔ حسینؑ کے نانا نے کائنات کے بدنصیب ترین انسانوں کو تاریخ میں مقام دلایا تھا مگر کم ظرفوں سے کبھی بھی وفا نہیں ہوتی۔ اجڑ گیا کربلا میں چمن آل محمدؐ لٹ گیا کربلا میں بتولؑ کا گھر۔۔۔ پتہ ہے آج پانچ محرم ہے۔

آج کی تاریخ میں عموماً علماء شہزادی زینبؑ کے بچوں کے مصائب پڑھتے ہیں۔ عون و محمدؑ کے مصائب۔ آج عونؑ و محمدؑ پر گریہ ہوگا۔ پتہ ہے ان بچوں پر رونا ضروری کیوں ہے؟ زینبؑ کے ان شہزادوں کو رونا اس لئے ضروری ہے کہ گیارہ محرم کو جب لٹ کر یہ قافلہ کربلا سے چلا ہے۔ تو گنج شہیداں سے گزرتے ہوئے ہر بی بی نے ہر شہید کے لاشے پہ ماتم کیا ہے۔۔۔ اور حمید کہتا ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ گنج شہیداں میں دو بچوں کے

لاشے لاوارث رہ گئے۔ ان پر کوئی رونے والا نہیں تھا۔ حمید کہتا ہے میں نے سید سجادؑ سے پوچھا کہ مولاؑ! کیاان بچوں کی ماں مر گئی۔۔۔؟

سید سجادؑ کہتے ہیں۔۔۔ بھائی! ایسانہ کہو' ان بچوں کی ماں میری پھوپھی زینبؑ ہے مگراس نے عہد کیاہے بچوں کا ماتم نہیں کروں گی۔ روؤں گی تو اپنے حسینؑ کو۔

عزادارو! آج کی رات عونؑ و محمدؑ کا پرسہ دو۔ زینبؑ تو پرسہ نہیں لے گی۔ آواز دو۔ فاطمہؑ زہرا کو لے آؤ بی بی' ہم نواسوں کا ماتم کر رہے ہیں۔ جزاک اللہ۔۔۔ جزاک اللہ۔۔۔

عزادارو! جب عونؑ و محمدؑ کو زینبؑ نے اجازت دے دی تو اس کے بعد خیمے میں بلایا اور پھر آواز دی۔ علی اکبرؑ' ادھر آؤ۔ اکبرؑ آئے۔

زینبؑ کہتی ہیں "بیٹا علی اکبرؑ' آج زندگی میں پالنے کا حق یہ مانگ رہی ہوں کہ زمین پہ بیٹھ جا' مگر منہ سے کچھ نہ کہنا۔۔۔ جو میں کروں کرنے دینا۔ اکبرؑ کہتے ہیں۔۔۔ پھوپھی اماں' آپؑ مالک ہیں جو چاہیں کریں" آواز دی بھیا' عباسؑ بہن کی مدد کرو۔ عباسؑ آئے' کہا عباسؑ؟ جی شہزادی؟ عباسؑ' عونؑ کو گود میں اٹھاؤ' میں محمدؑ کو گود میں اٹھاتی ہوں' سات آٹھ برس کے بچے ہیں۔ محمدؑ کو زینبؑ نے اٹھایا' عونؑ کو عباسؑ نے اٹھا۔ علی اکبرؑ کے گرد چکر کاٹنا شروع کر دیا۔ سات چکر کاٹ کر کہتی ہیں۔

پروردگار! اکبرؑ کا صدقہ! میرے بھیاؑ کا لال سلامت رہے۔ پروردگار لیلیٰؑ کا چاند سلامت رہے۔ میرے بچے' اکبرؑ کی جوانی کا صدقہ بچوں کو اکبرؑ پہ صدقے کیا۔ حسینؑ کے حوالے کیا۔ حسینؑ باہر آئے۔

عونؑ کو حسینؑ نے سوار کیا۔ محمدؑ کو عباسؑ نے سوار کیا۔ دونوں بچے ماموں کو سلام کر کے چلے۔ عونؑ و محمدؑ جعفر طیارؑ کے پوتوں نے حیدر کرارؑ کے نواسوں نے میمنہ کو میسرہ' میسرہ کو میمنہ میں تبدیل کیا۔ فوج یزیدی نے الٹ کر خیمہ ابن سعد کی تنابیں کاٹیں' لڑتے لڑتے دریا پہ پہنچے دریا کی ٹھنڈی ہوا آئی۔ تو دونوں بھائی رونے لگے۔ عونؑ رو کر محمدؑ سے

کہتا ہے' چھوٹے بھائی نے پوچھا۔۔۔ کیوں رو رہے ہو؟ کہا" بھیا۔۔۔ اس وقت سکینہؑ بہت یاد آرہی ہے۔ بھیا کاش! سکینہؑ کی مشک لے آتے"

عزادارو! عونؑ و محمدؑ نے جب دریا پہ قبضہ کیا تو ایک مرتبہ فوج یزید میں ہلچل مچ گئی۔ ارے زینبؑ کے بچوں نے دریا پر قبضہ کر لیا۔ یہ آواز جب زینبؑ کے کانوں تک پہنچی۔۔۔ ساری سیدانیاں زینبؑ کے قریب آئیں۔

شہزادیؑ مبارک ہو مبارک ہو' آپؑ کے بچوں نے دریا پہ قبضہ کر لیا۔ زینبؑ نے جب یہ سنا تو کہا۔

""بیبیو! مجھے مبارک باد نہ دو۔ فضہؑ میرا مصلّے لے کر آ۔"

فضہؑ مصلّے لے کر آئی۔ علیؑ کی بیٹی سجدہ میں گر کر کہتی ہے۔

"پروردگار۔۔۔ کہیں میرے بچوں نے پانی نہ پی لیا ہو۔"

"پروردگار۔۔۔ میں فاطمہؑ سے شرمندہ نہ ہو جاؤں۔"

اے میرے مالک! اگر زینبؑ کے بچوں نے پانی پی لیا تو حسینؑ کے بچے پیاسے رہ جائیں گے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن

چھٹی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا

یقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفیٰ باللّٰہ شھیداً ابینی
و بینکم و من عندہ علم الکتاب. "صلوات"

حضرات گرامی قدر، بزرگان محترم، عزاداران مظلوم کربلاؑ، موالیان حیدر کرارؑ، عزا خانہ ابوطالبؑ میں عشرہ محرم کی ہماری یہ چھٹی تقریر ہے۔ "بنائے لا الہ" ہمارا عنوان گفتگو ہے اور اس عنوان کے تحت جو معروضات ہم گوش گزار سامعین کرنا چاہتے ہیں اس کا ماحصل و مفہوم یہ ہے کہ قرآن معجزۂ رسالت ہے۔ جس کا ایک ایک حرف معجزہ ہے۔ ایک ایک آیت معجزہ ہے۔ یہ خطابت نہیں ہے۔۔۔ دلیل ہے۔ اس لئے کہ میں جیسا کہ عرض کر چکا ہوں تیسری مجلس میں کہ معجزہ اسے کہتے ہیں جو انسانی عقلوں کو عاجز کر دے۔ یعنی جو سمجھ ہی میں نہ آسکے کہ یہ ہے کیا۔۔۔؟ جو انسانی عقل سے ماوراء ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔

آج چودہ صدیاں ہو چکیں ہیں۔ کائنات علم کو یہ تحقیق کرتے ہوئے کہ کسی آیت کا جواب لے آئے۔ ۱۹۷۹ء میں یونیسکو میں امریکہ کے ایک ریسرچ کے ادارے میں ایک ریسرچ کونسل بنی۔ اور اس میں انہوں نے دنیا کے تمام مذاہب سے دو دو کتابیں اکٹھا کیں، جتنے بھی مذہب ہیں دنیا میں، عیسائیت یا بودھسٹ، یہودیت اور اسلام، جتنے بھی مذہب ہیں دنیا میں۔۔۔ سب سے انہوں نے دو دو کتابیں اکٹھا کیں اور طے یہ پایا کہ ریسرچ یہ کی جائے کہ سب سے زیادہ کس مذہب کی کتابوں میں

انسانیت کی فلاح کا پیغام دیا گیا ہے۔

میرا جملہ ذرا غور سے سنیئے گا۔ فخر کرو یہ تاریخ ہے دنیا کی۔ پیرس میں حقیقت موجود ہے کہ دنیا کے ہر مذہب سے انہوں نے دو دو کتابیں لیں اور جب مذہب اسلام کی طرف انہوں نے توجہ کی تو ہزاروں' لاکھوں اسلامی کتابوں میں سے دو کتابوں کا انتخاب کیا۔ ایک کا نام قرآن ہے۔ دوسرے کا نام نہج البلاغہ ہے۔

بہت توجہ! عالم انسانیت کی رہنمائی کے لئے دو کتابوں کا انتخاب کیا۔ سارے عالم اسلام سے' ایک قرآن کا انتخاب کیا' ایک نہج البلاغہ کا جو خطبات امیر المومنینؑ کا مجموعہ ہے جو بحر ذخار ہے علوم کا۔ جو حقائق کا سمندر ہے۔ جس میں معرفت کے موتی ہیں۔ جس میں توحید پر خطبے ہیں جس میں جنگ کے آداب ہیں جس میں خلق کے اصول ہیں۔ جس میں اصول دین ہیں۔ جس میں فروع دین اور آداب زندگی ہیں۔ آداب معاشرت ہیں۔

جس میں معاشیات اور سماجیات ہیں' جس میں انداز جہاں بانی ہیں جس میں طریقہ حکومت ہے جس میں حقوق بشر ہیں' جس میں حقوق الٰہی ہیں جس میں حاکم اور رعایا کے درمیان تعلقات کا تذکرہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حاکم کو کیسا ہونا چاہئے۔ رعایا کو کیسا ہونا چاہئے۔ جس کا ایک ہی جملہ سارے حاکموں کے لئے مشعل راہ ہے کہ میرے مولاؑ مالک اشتر کو لکھتے ہیں کہ اپنے دروازے امیروں پر بند کردو۔ کائنات کے ہر علم کا احاطہ کیا ہے۔ وارث علم رسالت نے اپنے ان خطبوں میں۔۔۔

تو جب ان دونوں کتابوں کا انتخاب ہوا' آپ وجد کریں گے اپنے مذہب کی حقانیت پر کہ اس ریسرچ اسکالرس کی جو ٹیم تھی اور اس کے جو چیئرمین تھے مسٹر جے۔ ڈی۔ جیلے انہوں نے مذاہب کی کتاب کا معہ ریسرچ کمیٹی مطالعہ کیا۔ اور ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد جو نوٹ لکھا وہ نوٹ جب میں آپ کو سناؤں گا تو

آپ کے خیالات جبرئیلؑ کے ساتھ آسمان پر ہوں گے۔ توجہ۔۔۔ بہت توجہ! دونوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک غیر مسلم نے یہ نوٹ دیا ہے کہ۔۔۔

" میں نے قرآن اور نہج البلاغہ' دونوں کا مطالعہ کیا ہے لیکن میں قرآن اور نہج البلاغہ کے انداز بیان میں کوئی فرق محسوس نہیں کر سکا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یا تو قرآن علیؑ نے لکھا ہے یا نہج البلاغہ خود اللہ کی کتاب ہے۔ صلوات

اعلیٰ ترین ریسرچ کونسل کے چیئرمین نے تنگ آکر یہ جملہ لکھا ہے۔۔۔ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ یہ قرآن علیؑ نے لکھا ہے کہ' نہج البلاغہ خدا کی کتاب ہے؟

تو میں کیا کہہ رہا ہوں پانچ دنوں سے بھائی کہ جہاں عقل انسانی عاجز آجائے اسی کو تو معجزہ کہتے ہیں۔ تو عزیزان محترم! جس کی کتاب معجزہ ہو۔ یعنی محمدؐ کی کتاب " قرآن" معجزہ۔

علیؑ کی "نہج البلاغہ" معجزہ! تو جن کی کتابیں معجزہ ہوں ان کے صاحب اعجاز ہونے میں کون شک کرے گا۔ چودہ سو برس میں آج تک سینکڑوں تفسیریں قرآن کی لکھی گئیں۔ سینکڑوں ترجمے قرآن کے کئے گئے۔ ہر مفسر نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترجمہ کیا۔ تفسیر کی' تحقیق کی' ریسرچ کی' معنی و مفاہیم پیدا کئے' آیتوں کو سمجھنے کی کوشش کی' لیکن ابھی تک قرآن کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور چودہ سو برس ہوگئے۔ ہر دور میں' ہر زبان میں' ہر زمانے میں' ہر دین پر چلنے والوں نے علیؑ کو سمجھنے کی کوشش کی۔

کسی نے کہا علیؑ ناخدا ہے۔
کسی نے کہا کہ علیؑ مشکل کشا ہے۔
کسی نے کہا علیؑ سر تاج هل اتی ہے۔

کسی نے کہا علیؑ صاحب قل کفی ہے۔
کسی نے کہا علیؑ نقطہ بائے بسم اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ ام المتقین ہے۔
کسی نے کہا علیؑ قائد غرا لمجلین ہے۔
کسی نے کہا علیؑ یعسوب الدین ہے۔
کسی نے کہا علیؑ عین اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ وجہ اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ لسان اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ ید اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ جنب اللہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ کل شئی احصیناہ فی امام مبین کا آئینہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ یوم ندعوا کل اناس باما مھم کی تصویر ہے۔
کسی نے کہا کہ علیؑ وما تشاؤون الا ان تشاء اللّٰہ کا چہرہ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ یوم ندعوا کل اناس باما مھم کی تصویر ہے۔
کسی نے کہا کہ انا مدینۃ العلم پیغمبرؐ نے کہا کہ علیؑ منی و انامنہ پیغمبرؐ۔
کسی نے کہا کہ یا علیؑ انت بمنزلۃ الھرونؑ من موسیٰؑ۔
کسی نے کہا علیؑ سرمایہ کائنات ہے۔
کسی نے کہا کہ علیؑ استاد جبرئیلؑ ہے۔
کسی نے کہا علیؑ ساقی کوثر ہے۔
کسی نے کہا علیؑ بت شکن ہے۔
کسی نے کہا علیؑ کل ایمان ہے۔

سلمان نے کہا علیؑ میرا مولا ہے۔ قنبر نے کہا علیؑ میرا آقا ہے۔ نصیری نے کہا علیؑ ہمارا خدا ہے۔

مسلمانوں کے امام شافعی نے اپنی زندگی کے آخری دن آخری شعر کہا۔ اور یہ شعر کہہ کر مر گیا کہ

مَاتَ الشَّافِعِي اَوْ لَيْسَ، يَدْرِىْ اَمْ رَبُّ عَلِيٍّ اَمْ رَبُّهُ اللهُ۔

شافعی مرتے مرگیا مگر نہیں پہچان سکا کہ علیؑ خدا ہے' یا خدا علیؑ ہے۔۔۔ صلوات

ہر دور میں' ہر زمانے میں علیؑ پر غور کیا جاتا رہا' مگر آج تک تو علیؑ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ میرا آقا علیؑ' بھی اتنا بے نیاز ہے کہ نہ سمجھ میں آنا چاہے تو دنیا کے اماموں کی سمجھ میں نہیں آتا اور سمجھ میں آئے تو قنبر جیسے غلاموں کی سمجھ میں آجاتا ہے۔ علیؑ ہمارا قابل فخر سرمایہ ہے۔ ہمیں علیؑ کو کہیں پیش کرتے ہوئے شرمندگی نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ جب علیؑ ہمیں مل گیا تو ہمارا سر علیؑ کے سامنے جھک گیا اور ساری دنیا کے سامنے اٹھ گیا۔ اس لئے کہ یہ سنت رسولؐ ہے۔ عزیزان محترم! ہم اپنے مولاؑ کا قصیدہ پڑھ رہے ہیں کسی کی تردید نہیں کر رہے ہیں۔ کسی کی تنقیص نہیں کر رہے ہیں۔ کسی کی توہین نہیں کر رہے ہیں۔ ہم اپنے مولاؑ کا قصیدہ پڑھ رہے ہیں۔۔۔ پیغمبرؐ بھی نبیؐ تو اس وقت بھی تھے۔ جب آدمؑ آب و گل کے مرحلے میں تھے مگر اعلان رسالت اس وقت تک نہیں کیا جب تک علیؑ چلنے' پھرنے' بولنے کے قابل نہیں ہو گیا۔

لوگ حکمت رسالت کو سمجھتے نہیں۔ لوگوں کو معرفت پیغمبرؐ نہیں ہے۔ لوگوں کو تدبر رسالتؐ نہیں ہے۔ لوگ پہچانتے نہیں کہ آفتاب ہدایت کی حکمتیں کیا

ہیں۔۔۔ ؟ لوگ جانتے ہیں کہ بصیرت و بیر و نکتہ پرور کیا ہے۔ لوگوں کو پتہ نہیں کہ جان کائنات جو وجہ تخلیق دو جہاں ہے اس کے فہم و فکر و عقل و فراست و شعور کی بلندیاں کیا ہیں۔

فرش والے تری رفعت کا علو کیا جانیں
خسرو عرش پہ اڑتا ہے پھر یرا تیرا

میرے مولاؑ میرے رسولؐ تیری بڑی عظمت ہے۔ تیری حکمتوں کو کون جانے ؟ تیری فکر کون سمجھے ؟ لوگ کہتے ہیں تو' چالیس برس کے بعد نبی بنا۔ لوگ تدبر نہیں کرتے کہ نبیؐ بنا نہیں کرتا' نبیؐ پیدا ہوتا ہے۔

میں نے ایک مولانا سے پوچھا یہیں کراچی کے ایک دوست تھے میرے مولانا۔ میں نے کہا مولانا یہ قادیانی کافر ہیں ؟ کہنے لگے 'سو فیصد' میں نے کہا مولانا آپ مسلمان ہیں ؟ جی سو فیصد' مولانا سو فیصد سے تو کم بات ہی نہیں کرتے نا' دوستی کریں گے نا تو سو فیصد' دشمنی کریں گے سو فیصد' مومنیت کریں گے سو فیصد' منافقت کریں گے سو فیصد' میں نے کہا مولانا۔۔۔ یہ جو قادیانی ہیں یہ کافر ہیں' انہوں نے کہا سو فیصد' ہم بھی یہی مانتے ہیں۔ ہمارا بھی یہی ایمان ہے جو قیادیانیوں کو مسلمان مانے' وہ کافر ہے۔ یہ ہمارا یعنی شیعیان حیدر کرار کا ایمان ہے۔ کسی غلط فہمی میں نہ رہیئے اس لئے واضح کر رہا ہوں کہ ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے ہم نے کہا۔ مولانا آپ مسلمان ہیں ؟ کہنے لگے سو فیصد۔۔ میں نے کہا مولانا آپ کا کلمہ کیا ہے ؟ کہنے لگے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں نے کہا۔ الحمد للہ

میں نے کہا۔ مولانا یہ قادنیوں کا کلمہ کیا ہے۔

کہنے لگے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

انشاء اللہ یاد رکھو گے میرے اس (TOPIC) کو۔ جو ۱۴۰۶ ہجری کی ۶ محرم کو دے رہا ہوں۔ مولا آپ کو سلامت رکھے اس جملہ پر توجہ۔۔۔ تو میں نے کہا آپ کا؟ کہنے لگے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

میں نے کہا مولانا۔ ایک ہی کلمہ آپ کو مسلمان بناتا ہے۔ وہی کلمہ قادیانیوں کو کافر بناتا ہے۔ یا تو ان کا کلمہ اور ہوتا' یا آپ کا اور ہوتا۔ تو میں نے کہا مولانا چودہ سو برس کے بعد آپ نے یہ تسلیم کر لیا ناکہ فقہ جعفریہ کی عظمت کیا ہے؟ کہ لا الہ الا اللّٰہ کہنے والے محمد رسول اللّٰہ کہنے والے سب کے سب ضروری نہیں کہ مسلمان بھی ہوں۔ کافر بھی ہو سکتے ہیں۔ کہنے لگے ہاں' ہاں آپنے سچ کہا تھا۔

کہنے سے ہی ہر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بھئی قادیانی بھی تو یہی کہتے ہیں اور کافر بھی تو ہو سکتے ہیں۔ تو شیعیان حیدر کرار پہلے سجدے کیجئے اپنے علیؑ کو۔۔۔ یاد رکھیئے ہماری حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی کہ ان کا کلمہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے۔ مگر وہ پھر بھی قانونی اور آئینی طور پر کافر قرار دے دیئے گئے۔ کوئی غم نہ کریں شیعیان حیدر کرار۔۔۔ کوئی حکومت آئے' کوئی سلطنت آئے' کوئی سربراہ آئے' کوئی پارلیمنٹ آئے' شیعہ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ مستقبل میں لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے والوں کو تو کافر قرار دیا جا سکتا ہے لیکن کوئی بھی دنیا کی طاقت علی ولی اللّٰہ کہنے والوں کو کافر قرار نہیں دے سکتی۔ صلوات

برس کے بعد سے یہ کہا شیعوں نے کیا کے شیعہ کا مذ
ہیں ۔

دنیا کی کوئی طاقت' دنیا کے کسی قانون کے تحت علی ولی اللہ کہنے والوں کو کافر قرار نہیں دے سکتی۔ اس لئے کہ جب ہم کہتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تو اس کی توحید کا اقرار' جب ہم کہتے ہیں کہ۔۔۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو محمد عربی کی رسالت کا اقرار' اس کے فوراً بعد کہتے ہیں کہ

عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ

یہ اس بات کا اعلان ہے کہ نبوت ختم ہو گئی ہے۔ ولایت جاری ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ صلوات۔

تو عزیزان محترم۔ ہمیں علیؑ کو مان کر کہیں شرمندگی نہیں ہوئی کسی ایسے کو امام بنانا چاہئے نا جسے ہر جگہ فخر کے ساتھ پیش کر سکے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورۃ الاسرا ۷۱)

قرآن کہہ رہا ہے کہ قیامت کے دن ہم تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ بھئی جس کا جو امام یہاں ہو گا نا۔۔۔ جس کا جو امام یہاں ہو گا وہی امام وہاں ہو گا۔ یہاں تو امام بدلنے کی مہلت ہے' یہ دنیا جو ہے نا بھائی یہ ہے دار العمل' وہ دنیا جو ہے وہ دار الجزا' وہاں عمل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جو کچھ آپ نے اس دنیا میں کیا ہے اس کی جزا ملے گی۔ وہاں پر' اچھا کیا ہے تو جزا ملے گی۔ برا کیا ہے تو سزا ضرور ملے گی۔ جزا کا نام ہے "جنت" سزا کا نام ہے "جہنم" تو

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورۃ الاسرا ۷۱)

قیامت کے دن تمام لوگ آئیں گے اپنے امام کے ساتھ وہ ہے دارالجزا۔۔۔ یہ ہے دارالعمل یہاں جس کا جو امام ہوگا وہاں اس کا وہی امام ہوگا۔ یہاں تو رحمت ہے میرے اس مالک کی یہاں تو بھائی زندگی کے آخری دن بھی امام بدلنے کی اجازت ہے' بھائی۔۔۔ زندگی کے آخری دن بھی اگر امامؑ بدل لو تو حر علیہ السلام بن جاؤ۔۔۔ دیکھا آپ نے۔۔۔ امامؑ بدلا نا؟ حرؑ تو نہیں بدلا۔ حرؑ تو وہی رہا۔ حرؑ نے امامؑ بدلا۔ امامؑ بدلتے ہی اس کی قسمت بدلی۔ کمال ہو گیا یارو۔

یارو! جناں میں حرؑ گیا زہراؑ کے لال سے پہلے' ہے نا توجہ؟ زندگی کے آخری دن بدلا نا۔۔۔ میں نے کل آپ کی خدمت میں کیا عرض کیا تھا؟ بھئی یہی تو عرض کیا تھا کہ جس امام کے ساتھ رہو گے نا۔۔۔ اسی کے ساتھ پہنچو گے۔ جتنی دیر میں مدینہ سے خیبر میں علیؑ پہنچے ہے نا' اتنی ہی دیر میں قنبر بھی پہنچا ہے۔ چونکہ علیؑ کے قدموں سے لپٹ گیا تھا۔

ایک مرتبہ قنبر بن کر علیؑ کے قدموں سے لپٹ کر تو دیکھو! تو جو بات میں کہنا چاہ رہا ہوں اس ایک جملہ کے لئے یہ ساری تقریر ہو گئی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ج (سورۃ الاسرا ۷۱)

قیامت کے دن' ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو وہاں امام بدلنے کی مہلت نہیں ملے گی' اور قیامت کے جو منظر لکھے ہیں مسلمانوں نے اپنی کتابوں میں کہ قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا۔ قیامت کا دن' قیامت کا دن ہوگا' سورج سوا نیزے پر ہوگا' سر ابل رہے ہوں گے' نفسا نفسی ہوگی' لوگ پکار رہے ہوں گے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی بخشش کی فکر ہوگی۔

قیامت کا دن ہوگا۔ تو اب بڑی توجہ عزیزان محترم! خدا یہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں

کو قیامت کے دن ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی بخشش کی فکر ہوگی۔ تو اے دنیا والو! اس دنیا میں جسے چاہو امام بناؤ' مجھے کوئی اعتراض نہیں' مگر کسی ایسے کو اپنا امام بنانا جسے قیامت کے دن اپنی بخشش کی فکر نہ ہو تمہیں بخشوادے۔ صلوات

اور جسے اپنی بخشش کی فکر نہ ہوگی بلکہ تمہیں بخشوادے گا وہ' وہ ہوگا جس کے لئے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا ایمان افروز جملہ کہا ہے کہ علی حبہ الجنہ امام شافعی نے کیا خوبصورت جملہ کہا ہے معرفت والے لوگ بھی گزرے ہیں بھائی ہم یہ نہیں دیکھتے کہ کون کہہ رہا ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہمیں شخصیتوں سے نہیں کرداروں سے نفرت ہے اور شخصیتوں کے پجاری نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام یہ درس بھی نہیں دیتا کہ اسلام کردار سکھاتا ہے۔ تو امام شافعی نے کہا ہم سلام کرتے ہیں امام شافعی کو انہوں نے ہمارے مولاؑ کے لئے ایک تاریخی جملہ کہا کہ

عَلِیٌّ حُبُّهُ الْجُنَّه　　　قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّه
وَصِیُّ مُصْطَفٰی حَقًّا　　　اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّه

توجہ ہے نا؟ علیؑ کی محبت گناہوں کی سپر ہے' میں نہیں کہتا امام شافعی کہہ رہے ہیں کہ علیؑ کی محبت گناہوں کی سپر ہے۔

قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّة۔

علیؑ جنت و جہنم کا بانٹنے والا ہے تو جو جنت و جہنم کا بانٹنے والا ہو اسے اپنی بخشش کی فکر نہیں ہوا کرتی۔

وَصِیُّ مُصْطَفٰی حَقًّا

بھی کیا ترجمہ کروں ؟ جس کتاب میں چاہو اٹھا کر دیکھ لو' امام شافعی کا یہ جملہ موجود ہے۔

خدا کی قسم !کہ مصطفیٰ کا وصی علیؑ ہے۔

حقا عربی میں قسم کھانے کو کہتے ہاں۔ حقا که بنائے لا اله است حسینؑ قسم ہے خدا کی بنیاد لاالہ حسینؑ ہیں تو وصی مصطفےٰ حقا' قسم خدا کی مصطفےٰ کا وصی تو علیؑ ہی ہے تو پھر وصیؑ کی تعریف بتایئے۔۔۔ وصیؑ تخت پر بیٹھنے والے کو نہیں کہتے۔ امام الانس والجنۃ تو عزیزان محترم وصی مصطفےٰ وہ ہو گا جو انسانوں کا بھی امام ہو گا جنوں کا بھی امام ہو گا۔ وصی مصطفیٰ وہ ہو گا کہ انسان بھی جس کی بیعت کریں جن بھی جس کی بیعت کریں۔ صلوات

تو وصی مصطفیٰ علیؑ ہے کیوں ؟ اس لئے کہ قرآن نے یہ کہا کہ اللہ کافی ہے۔ رسالت کی گواہی کے لئے اور ایک وہ کافی ہے جسے ہم نے کل کتاب کا علم عطا کیا۔ وصی مصطفےٰ وہ ہو گا جو عالم کل کتاب ہو یعنی جس سے جب بھی جہاں بھی جو بھی کوئی بھی مسئلہ پوچھے تو وہ فوراً اسے بتادے۔ اس لئے کہ نہ بتا سکا تو اس کی توہین نہیں ہے۔اس کی توہین ہے جس کا وصی ہے اس لئے علیؑ نے ہر ایک کے مسئلے کا جواب دیا کہ کل کوئی بھی پروپیگنڈہ نہ کرے کہ علیؑ ہمارے سوال کا جواب نہ دے سکا۔

مصطفےٰ وصیؑ وہ ہو گا جو وارث علم کتاب ہو گا۔

مصطفےٰ کا وصی وہ ہو گا جو لوح محفوظ کا مطالعہ ماں کی گود میں لیٹ کر کرتا ہو۔

وصی مصطفےٰ وہ ہو گا کہ جب ساری دنیا یزید کی بیعت کرلے۔

جو مصطفےٰ کا وصیؑ ہو وہ انکار کرے۔

اس لئے کہ قرآن رسولؐ امت کے حوالے کر کے نہیں گئے۔۔۔ بلکہ رسولؐ قرآن کو حوالے کر کے گئے تھے اہل بیتؑ کے' تو امت کی ذمہ داری نہیں تھی کہ

نانا۔۔۔ میں یہ خون لے کر کہاں جاؤں؟

حسینؑ نے جب اتنا جملہ کہا تو حسینؑ کی پشت سے کسی بی بی کے رونے کی آواز آئی۔

"حسینؑ گھبراتا کیوں ہے۔۔۔ تیری ماں فاطمہؑ آگئی"

"لا بیٹا۔۔۔ میرے اصغرؑ کا خون ماں کے چہرے پر مل دے۔ میں میدان حشر میں یہ خون لے کر فریاد کروں گی کہ معبود میرے اصغرؑ نے کیا بگاڑا تھا۔

ماتم حسینؑ۔۔۔۔۔۔۔۔ماتم حسینؑ

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن

ساتویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَیُّھَا النَّاسُ قُوۡلُوۡا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفۡلِحُوۡا

حضرات گرامی قدر' بزرگان محترم' عزاداران مظلوم کربلا

اس عشرہ محرم کی ساتویں تقریر "بنائے لا الہ" کے عنوان پر آپ کے بہترین ذوق ایمانی کی نذر ہے۔۔۔ اس عنوان کے تحت گذشتہ تقاریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام اور اسلام کے تمام ہادیان برحق اشھد ان لا الہ کا پیغام لے کر آئے۔ تمام انبیاء کا مقصد بعثت لا الہ الا اللّٰہ' کا پہنچانا' تمام ہادیوں کا مقصد بعثت' تمام رہبران معصومینؑ کی زمین پر تشریف آوری کا مقصد اللہ کی توحید' اس کی وحدانیت' اس کی احدیت اور اس کی صمدیت کو پہونچانا ہے۔ عزیزان محترم! ایک ہی جملے میں' میں مضمون کو آگے بڑھا رہا ہوں کہ نبی کا کام لا الہ الا اللّٰہ کو لانا ہوتا ہے اور امام کا کام لا الہ الا اللّٰہ کو بچانا ہوتا ہے۔ صلوات

نبی توحید کا پیغام لے کر آتا ہے۔ توحید کا پیغام بچانا نبی کی ذمہ داری نہیں' نبی کا کام ہے توحید کا پیغام لانا' امام کا کام ہے۔۔۔ توحید کو بچانا۔ اسی لئے تو' توحید لانے کا کام ختم ہو گیا۔ حضور خاتم النبیینؐ ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ سب مسلمانوں کا یقین کامل ہے۔ اس لئے کہ توحید زمین پر آچکی۔ توحید کا پیغام آچکا۔ لیکن ظاہر ہے کہ زمین پر بسنے والے چار ارب انسان سب کے سب تو' توحید کے متوالے نہیں ہیں' سب کے سب تو' توحید کے ماننے والے نہیں ہیں۔۔۔ تو' توحید کا پیغام ایک لاکھ چوبیس ہزار لاتے رہے' پہنچاتے رہے' سب سے آخر میں ہمارے حضورؐ تشریف

لائے۔ آپؑ نے توحید کا پیغام پہنچایا اور اب قیامت تک توحید کے پیغام کو بچانے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس لئے کہ باب نبوت بند ہو گیا۔ اب قیامت تک لا الہ الا اللہ کو بچانے کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے باب امامتؑ کھلا ہوا ہے۔ صلوات۔

عزیزان محترم!

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔

مختلف طریقوں سے، مختلف انداز سے، سینکڑوں مقامات پر اشهد ان لا الہ الا اللہ قرآن مجید میں آیا۔ اس کی توحید کے لئے انبیاء نے صعوبتیں برداشت کیں۔ مصائب برداشت کئے، مصیبتیں اٹھائی، توحید کے پرچم کو بلند رکھا، اب میں اس توحید کے لئے ایک آیت عرض کرنا چاہتا ہوں جو میں صبح کی مجلس میں پڑھا رہا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ تشریح کا وقت نہیں تھا تو قرآن مجید میں اللہ نے وعدہ کیا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (سورہ البقرۃ ع۱۵۲)

تم میرا تذکرہ کرو میں تمہارا تذکرہ کروں گا۔ تم میرا شکر کرو، میں تمہارا شکر کروں گا۔ تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اے میرے بندے، تو میرا ذاکر بن جا، میں تیرا ذاکر بن جاؤں گا، تو میرا ذکر باقی رکھ، میں تیرا ذکر باقی رکھوں گا۔۔۔ تو جو ذکر کرے اسے "ذاکر" کہتے ہیں۔ یہ مقام فکر ہے کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ اے میرے بندے۔ تو میرا ذکر باقی رکھ۔ میں تیرا ذکر باقی رکھوں گا۔ تو، میرا تذکرہ کر میں تیرا تذکرہ کروں گا۔

تو میرا ذاکر بن جا میں تیرا ذاکر بن جاؤں گا۔۔۔ اور میرے بندے، یہ میں جو تجھے حکم دے رہا ہوں کہ تو میرا ذکر کر، تو اس لئے نہیں کہ تیرے ذکر کرنے سے

میری توحید میں کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ یا تیرے ذکر نہ کرنے سے (معاذ اللہ) میری وحدانیت میں کوئی کمی ہو جائے گی۔ تیرے ذکر کرنے سے کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔۔۔ تیرے ذکر نہ کرنے سے کوئی کمی بھی نہیں ہوتی۔

میں علی کل شیئی قدیر ہوں۔۔۔ میں ہمیشہ سے وحدہ لا شریک ہوں۔ ہمیشہ رہوں گا' کوئی مانے' تب بھی ہوں۔۔۔ کوئی نہ مانے تب بھی ہوں۔ کوئی فرق نہیں ہے لیکن بندے اگر تو' میرا ذکر کرے گا تو تیرا ہی فائدہ ہے کہ تو میرا ذکر کرے گا۔ تو میں تیرا ذکر کروں گا۔۔۔ لیکن فرق یہ رہے گا کہ تو' توحید کا ذکر کرے گا۔ اپنی لامحدود قوتوں کے ساتھ میں جواب میں تیرا ذکر کروں گا۔ اپنی لا محدود قوتوں کے ساتھ ! صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم!

تو میرا ذکر کرے گا زمین پر' اور میں صرف زمین پر نہیں ہوں جو زمین پر تیرا ذکر کروں گا میں ساری کائنات کے ذرے ذرے مں تیرا تذکرہ کروں گا۔۔۔ عزیزان محترم مجھے اس بات سے بحث نہیں ہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ذکر توحید سب سے بڑی شہادت ہے۔ لا الہ الا اللّٰہ کا اقرار' مجھے اس سے بحث نہیں ہے کہ کوئی علیؑ کو خلیفہ۔۔۔ مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو معصوم۔۔۔ مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو رہبر۔۔۔ مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو حاجت روا۔۔۔ مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو شاہ انما۔۔۔ مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو سراج هل اتی۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو شاہ قل کفی۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو نقطہ بائے بسم اللہ۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی کل شیئی احصیناہ فی امام مبین کا سرنامہ۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو شریك درود و سلام۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو خطیب منبر سلونی۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو ناصر رسولؐ۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو شاهد رسالت۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو مولود حرم۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو بت شکن۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو عین اللّٰه۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو ید اللّٰه۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو لسان اللّٰه۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو امیر المومنین۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو امام المتقین۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو قاتل المشرکین۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو قائد غرالمحجلین۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو یعسوب الدین۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو مالك جنت۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو ساقی کوثر۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو شافع محشر۔۔۔مانے یانہ مانے۔

کوئی علیؑ کو استاد جبرئیلؑ۔۔۔مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو مصطفیؐ کا بھائی۔۔۔مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو کائنات کا مولاؑ۔۔۔مانے یا نہ مانے۔

کوئی علیؑ کو خطیب منبر سلونی۔۔۔مانے یا نہ مانے۔

لیکن اتنا تو ساری کائنات تسلیم کرے گی کہ خانہ کعبہ سے لے کر دعوت ذوالعشیرہ تک' دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر ہجرت کے بستر تک' ہجرت کے بستر سے لے کر مسجد کوفہ کے آخری سجدہ تک علیؑ کی زندگی کی ایک ایک ساعت توحید کے ذکر کے پرچم بلند کرنے میں صرف ہوگیا۔

تو جب یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ علیؑ نے پوری زندگی توحید کے پرچم کو بلند رکھا تو اب علیؑ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ علیؑ' اللہ کے ذکر کو بھی باقی رکھے۔ علیؑ کی ذمہ داری تھی کہ زندگی کے ہر لمحہ میں ۶۴ برس کی اپنی حیات میں اللہ کے ذکر کو باقی رکھے۔ اب قرآن کی آیت کی روح سے اس صادق الوعد خدا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ علیؑ کے تذکرے کو باقی رکھے۔ اور وہ علیؑ کے تذکرے کو اپنے وعدے کے مطابق باقی رکھے ہوئے ہے۔ اس لئے کہ ستر ہزار منبروں سے ستر برس تک علیؑ کا نام مٹایا جاتا رہا۔ علیؑ کو گالیاں دی جاتی رہیں۔ علیؑ کی کردار کشی ہوتی رہی۔ حکومتیں ختم ہوتی رہیں' اسٹیٹس (STATES) ختم ہوگئیں۔

علیؑ کا نام مٹانے کے لئے بیت المال خرچ ہوگئے۔ مگر تاریخ کی اندھی اور کور آنکھوں نے دیکھا کہ بنی امیہ کے پائے الٹ گئے۔ ان کے تخت مٹ گئے۔ ان کے دربار تاراج ہوگئے۔ ان کے خزانے ختم ہوگئے۔ ان کے منبر ٹوٹ گئے ان کے بادشاہ اپنی اپنی قبروں کے جہنم میں پہنچ گئے۔ تاریخ کا قلم ٹوٹ گیا۔ مورخ مر گیا۔ حدیثیں گڑھنے والے مٹ گئے' مگر میرا علیؑ کل بھی تھا۔۔۔اور آج بھی علیؑ ہے۔۔۔ صلوات

مگر میرا علیؑ کل بھی تھا' آج بھی علیؑ ہے۔ قیامت تک علیؑ رہے گا۔ اس لئے کہ علیؑ کسی جمہوریت کی پیداوار نہیں ہے۔ علیؑ کسی الیکشن کا نتیجہ نہیں ہے۔ علیؑ کسی ہنگامے میں علیؑ نہیں بنا۔ علیؑ نے ایمرجنسی میں اپنی عظمت میں اضافہ نہیں کیا۔ علیؑ نے موقع سے فائدے نہیں اٹھائے۔ علیؑ نے اپنے قد کو بڑھانے کے لئے پیغمبرؐ کا جنازہ نہیں چھوڑا۔ یہ علیؑ ہے جو زندگی کے ہر لمحے میں علیؑ ہے۔

علیؑ کی زندگی کا مقصد اس کی توحید کے پرچم کو بلند کرنا ہے۔ تو میرا ذکر کر' میں تیرا ذکر کروں گا۔۔۔ تو مجھے باقی رکھ۔ میں تجھے باقی رکھوں گا۔ علیؑ تیرا کام یہ ہے کہ تو' زندگی کے ایک ایک لمحے میں میری توحید کے پرچم کو بلند کر' یہ تیرے رب کا وعدہ ہے کہ اگر تیرے در سے بچ بچ کر چلنے والے سر تیرے زچہ خانہ پر نہ جھکادوں تو خدا نہ کہنا۔ اگر تیرے زچہ خانہ پر نہ جھکادوں تو مجھے وحدہ لا شریک نہ کہنا۔ تو نے اگر میری توحید کا پرچم بلند کیا ہے۔ آپ نے دیکھا پرچم توحید بلند کرنے کا نام؟

آپ نے دیکھا' تحفظ توحید اور کلمہ طیبہ کے تحفظ کی جزا۔۔۔ کیا انعام عطا کیا۔۔؟ علیؑ قیامت تک تیرے زچہ خانے کو سجدے ہوتے رہیں گے۔ ہر نماز ہوگی کعبہ کی طرف ہر سجدہ ہوگا کعبہ کی طرف ہر طواف ہوگا کعبہ کی طرف ہر ایک کو عزت ملے گی۔ کعبہ کی وجہ سے' کعبہ کو عزت ملے گی کعبہ کو وقار ملے گا تیری وجہ ہے۔

ہر ایک کو عزت ملے گی کعبہ کی وجہ سے۔۔۔ آپ نے دیکھا حجاج کرام کعبہ کی دیواروں سے واپس آرہے ہیں۔ ایک حاجی آتا ہے' ایک ہزار استقبال کرنے والے آتے ہیں۔ ہار پھول لے کر آتے ہیں۔۔۔ اور یہ حاجی اپنے ساتھ کچھ لے کر نہیں آتا۔ جو کچھ بھی نہیں لاتا۔ وہ آب زمزم ضرور لاتا ہے' بہت توجہ! جو کچھ بھی نہیں لاتا وہ واقعہ حج کرنے جاتا ہے۔ وہ ساتھ میں ایک بوتل ضرور لاتا ہے کم از کم۔

میں لاہور جارہا تھا۔۔۔ مجھے مل گئے ایک حاجی صاحب! جو میری فلائٹ میں

میرے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ خوشبو بہت آرہی تھی۔۔۔ حج کر کے آئے تھے نا۔۔۔
میں نے کہا" حاجی صاحب کہاں سے تشریف لارہے ہیں" کہا: "کعبہ سے"
میں نے کہا" ارے' حاجی ہیں تو کعبہ سے ہی آئے ہوں گے میں نے کہا' کہاں کہاں گئے؟ کیا کیا دیکھا؟ کیسے کیا ہوا؟

کہنے لگے۔ واہ صاحب! کیا پر نور جگہ ہے' کعبہ پر نور۔۔۔ گلیاں پر نور' صفا پر نور' مروہ پر نور' سعی یہ وہ ارکان حج تمام چیزوں کی تعریفیں کیں" میں نے کہا" بھئی حاجی صاحب! حجر اسود کو چوما؟ کہنے لگے بھئی اللہ کی پناہ کون چوم سکتا ہے حجر اسود کو' اتنا جم غفیر ہوتا ہے۔ ایسا عالم ہوتا ہے ایسے میں کون چوم سکتا ہے۔ حجر اسود کو بھائی۔ وہاں تک تو پہونچنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ وہاں تک۔۔۔؟

میں نے کہا" حاجی صاحب! پھر کیا کیا آپ نے"
کہا: "اللہ نے اس کے لئے انتظام کیا ہے"
میں نے کہا کیا انتظام کیا ہے؟
کہا اگر کوئی حجر اسود تک نہ پہنچ سکے۔۔۔ حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکے تو حکم شریعت یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی حجر اسود کی طرف کر کے اس ہتھیلی کا بوسہ لے لے۔ بہت بہت توجہ
میں نے کہا" حاجی صاحب! یہ مسئلہ شرعی ہے"
کہا۔۔۔ ہاں' ہاں !! اگر اصل تک نہ پہنچ سکو۔۔۔ اگر اصل تک پہونچنا نہ ہو تو اشارہ کر کے"
میں نے کہا" حاجی صاحب! کیا آپ کی ہتھیلی میں حجر اسود آجاتا ہے؟ آپ کی ہتھیلی ہے یا کیمرہ؟ حجر اسود آجاتا ہے یا اس کا تقدس آجاتا ہے؟
کہا: "نہیں اللہ عمل کو بعد میں دیکھتا ہے اللہ پہلے نیتوں کو دیکھتا ہے۔ ہماری نیت

یہ ہے کہ ہم دور سے ہی ہتھیلی کرتے ہیں تو ہمارا ہاتھ حجرِ اسود تک پہنچ جاتا ہے۔"

تو میں نے کہا "حاجی صاحب! میں بھی تو چودہؔ برس سے یہی کہتا ہوں کہ اگر کربلا نہیں جاسکتا۔۔۔ تو دور سے انگلی کا اشارہ کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہ۔

اور سلام وہاں پہنچتا ہے۔۔۔ صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم!

تمام حجاج کرام آتے ہیں کعبہ سے اور با عزت ہو کر آتے ہیں زندگی کی معراج ہے کعبہ تک پہونچنا۔ بھئی توجہ فرمالیں۔۔۔ میرے اس جملہ پر' مسلمان کی زندگی کی' متقی کی زندگی کی معراج' مولوی کی زندگی کی معراج' عالم کی زندگی کی معراج' مجتہد کی زندگی کی معراج' دنیا کے اماموں کی زندگی کی معراج' تابعی کی زندگی کی معراج' تبع تابعی کی معراج' صحابی کی زندگی کی معراج' یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ تک پہنچے۔۔۔ کیونکہ جو ساری کائنات کی معراج کی انتہا ہے کعبہ وہ علیؑ کی زندگی کی ابتداء ہے کعبہ۔۔۔

توجہ ہے نا حضور! جو ساری کائنات کے مسلمانوں کی انتہا ہے نا عزت کی وہ علیؑ کی ابتداء ہے اتنا فرق ہے دنیا میں اور علیؑ میں جتنا ابتدا اور انتہا میں ہے۔ علیؑ تو' میری توحید کا پرچم بلند رکھ۔ توجہ فرمالیں عزیزان محترم۔

ایک انسان کی زندگی کی معراج ہے کہ وہ کعبہ تک پہنچ جائے۔ یہ علیؑ کی ابتداء ہے جو کعبہ سے ہوتی ہے۔ علیؑ تیرا کام یہ ہے۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ۔ (سورہ البقرۃ ۱۵۲)

تو میرا ذکر باقی رکھ میں تیرا ذکر باقی رکھوں گا۔

ساری دنیا سجدے کرے گی۔ تیرے زچہ خانہ کی ساری دنیا کو بلاؤں گا۔۔۔ سمیٹ کر کعبہ کی طرف۔۔۔ کسی کی عبادت قبول نہیں کروں گا۔ جب تک کعبہ کا رخ

نہ ہو۔ ہر سال قافلے جاتے ہیں۔ علیؑ کی جائے ولادت کو طواف کرنے، مجھے نہیں پتہ حج کسے کہتے ہیں۔ اس لئے کہ میں ابھی حاجی نہیں ہوں۔ ابھی تک نہیں ہوں۔ چونکہ ابھی مجھ پر واجب نہیں ہوا اس میں تو استطاعت والی بات ہے۔ جب استطاعت ہو گی چلے جائیں گے۔ ابھی تو ہم بہت مقروض ہیں۔۔۔ صلوات

اور اللہ جانے، آپ حج کریں تو میں آپ کو شرعی مسئلہ بتاؤں؟ دیکھئے جو مقروض ہے وہ حج نہیں کر سکتا۔ بھئی مقروض حج کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا نا۔۔۔ مریض حج کر سکتا ہے۔۔۔ مقروض نہیں کر سکتا۔ جس پر بھی قرضہ ہو، وہ "حج" نہیں کر سکتا۔ جس قسم کا بھی قرضہ ہو۔ قرآن کی ایک آیت ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

خدا آپ کے ذوق سماعت کو بلند رکھے " قل" اے حبیبؐ میرے آپؐ کہہ دیجئے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

حبیبؐ کہئے کہ میری رسالت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کوئی بھی صورت میں تم میری نبوّت کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ الا المودة. قیمت بس یہی ہے کہ میرے اہلبیتؑ سے مودّت کرو۔ میرے اہلبیتؑ سے مودّت۔ اللہ کا حکم ہے رسولؐ کو، کہ کہو کہ نبوّت کی قیمت ادا کریں۔ تو قرآن کی آیت ہے نا۔۔۔ اسی لئے اہل بیتؑ کی محبت امّت پر فرض بھی ہے۔ اور قرض بھی ہے۔ مقروض ذہن میں رہے، جملہ کہنے جا رہا ہوں۔ آل محمدؐ کی محبت، امّت پر فرض اس لئے ہے کہ قرآن حکیم کا حکم ہے قرض اس لئے ہے کہ کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے اجر رسالت ادا کر دیا۔ اس لئے کہ

رسالت کی کوئی حد ہو۔ بہت توجہ! جب رسالت لا محدود ہے تو پھر مودّت۔ صلوات

یا رسول اللہ! مولاً کتنی "مودّت" کریں؟ مولاً' آپؐ کے اہل بیتؑ سے کتنی مودّت کریں؟ کہا اس میں بھی میری رحمت ہے کہ بتا رہا نہیں ہوں۔ اگر اہل بیتؑ کی مودّت کی حد مقرر کر دیتا اور تم لوگ اس حد تک نہ پہنچے تو گناہ گار کہلاتے۔ اس حد سے بڑھ جاتے تو غالی کہلاتے۔

اس لئے کہ میں نے اپنے اہلبیتؑ کی محبت امت کے ظرف پر چھوڑ دیا ہے۔ جس کا جتنا ظرف ہے اتنی محبت کرے! توجہ ہے نا؟ دیکھئے! اجر رسالت۔۔۔ رسالت کی؟ خاتم النبینؐ۔۔۔ خاتم النبینؐ کی۔ خاتم النبینؐ کون؟ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا نبی۔ سب نبیوں کا پیغام کیا؟ توحید؟ یعنی پورے سلسلہ نبوت الہیہ کا ماحصل ہے۔ خاتم النبینؐ کی نبوت اور سارے نبیوں کی نبوت کا خلاصہ ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ساری تبلیغ یہی لا الہ الا اللہ ہے نا۔ تو پوری تبلیغ لا الہ الا اللہ کی قیمت ہے۔ یعنی اجر رسالت لا الہ الا اللہ کا اجر' اجر رسالت' اہلبیتؑ کی محبت' پیغمبرؐ نے کہا۔۔۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

میں اپنی نبوت کی کوئی اجرت تم سے نہیں چاہتا۔ سوائے اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ اور کوئی صورت نہیں' میری نبوت کی اجرت کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اس لئے کہ رسالت کی کوئی حد نہیں ہے۔ رسالت لا محدود ہے۔ تو اس کی قیمت بھی لا محدود ہے۔ حکم قرآن ہے اس لئے امت پر آل محمدؐ کی مودّت قرض ہے۔

کوئی اس کو ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے فرض بھی ہوئی۔ لوگ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مودّت کر رہے ہیں نا۔۔۔ حق تو ابھی ادا نہیں کیا نا۔ کسی نے بھی ہیں! حق تو

کسی نے ادا نہیں کیا نا؟ حق نہیں ادا کیا تو پوری امت نو۹۰ے کروڑ کلمہ پڑھنے والے آل محمدؐ کے مقروض ہیں اس لئے کہ آل محمدؐ کی محبت اجر رسالت ہے۔ تو جب ساری امت آل محمدؐ کی مقروض ہے۔ ہمارے عالم نے جو بہت جیّد عالم ہیں۔ مولانا اختر امروہوی' انہوں نے اس مسئلے کو حل کیا ہے۔ اور انہوں نے اپنے چار مصرعے میں قیامت کی بات کہی۔ چونکہ ساری امت مقروض ہے اس لئے آپ نے مشورہ دیا کہ اے امت والو!

دل کی دنیا میں بھی اک کعبہ بنانا چاہئے
جشن مولود حرم اس میں منانا چاہئے
پہلے کرلو حاجیو ! اجر رسالت تو ادا
سنتے ہیں مقروض کو حج پر نہ جانا چاہئے

علیؑ ہم تیرا تذکرہ باقی رکھیں گے' ہم تیرے گھر کی طرف سب کو بلائیں گے۔ تیرے در پر کوئی آئے نہ آئے' تیرے گھر پر سب آئیں گے۔ سجدے کریں گے۔ طواف کریں گے۔ سعی کریں گے۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں گے' احرام باندھیں گے۔ اللھم لبیک کی آواز بلند کریں گے اور جب طواف کریں گے۔ چکر کاٹیں گے۔ تو علیؑ کا دیوانہ استاد قمر جلالوی تصویر کھینچے گا' کہ مسلمانوں! یہ طواف ہے کیا؟ یہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا ہے کیا؟ قمر جلالوی نے کہا:

مسلمانوں پہ حج فرض عیاں ہے
طواف کعبہ اک راز نہاں ہے
حرم کے گرد پھر کے ڈھونڈتے ہیں
بتوں کو توڑنے والا کہاں ہے ؟

فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ (سورۃ البقرۃ ۱۵۲)

میں تیرا ذکر باقی رکھوں گا' تو میرا تذکرہ باقی رکھ۔۔۔ میں تیرا تذکرہ باقی رکھوں

گا۔ اور علیؑ کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا ذکر باقی رہ جائے۔ میں ابھی مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں۔ مصائب سے پہلے ایک جملہ کہوں گا۔۔۔ کہ شام کے تخت سے یہ نعرہ اٹھا کہ کوئی نبی نہیں آیا۔ کوئی وحی نہیں آئی۔ کوئی قرآن نہیں آیا۔ کوئی رسولؐ نہیں آیا۔

ذکر مٹ رہا تھا۔ ذکر مٹ رہا تھا نا توحید کا؟ ذکر مٹ رہا تھا رسالت کا۔ اگر حسینؑ سامنے نہ آتے۔ ذکر توحید بھی مٹ رہا تھا۔ ذکر قرآن بھی مٹ رہا تھا۔ ذکر وحی بھی مٹ رہا تھا۔ ذکر رسالت بھی مٹ رہا تھا۔ حسینؑ سامنے آگئے۔ یزید کیا چاہتا تھا؟ یزید یہ چاہتا تھا کہ **لا الہ الا اللّٰہ** مٹ جائے۔ یزید چاہتا تھا کہ قرآن کی تلاوت بند ہو جائے۔ یزید چاہتا تھا کہ محمد رسول اللہؐ کے نعروں کی گونج شام کے محلوں میں دفن ہو جائے۔ حسینؑ چاہتے تھے کہ **لا الہ لا اللّٰہ** باقی رکھے "تلاوت قرآن" باقی رکھے۔

اے کربلا کی جنگ کو دو شہزادوں کی جنگ بتانے کی ناکام کوشش کرنے والے۔ یزید نو آموز مؤرخو۔ کربلا دو شہزادوں کی جنگ نہیں تھی۔ یہ دو نظریات کی جنگ تھی۔

ایک نظریہ چاہتا تھا کہ لا الہ مٹ جائے۔
ایک نظریہ چاہتا تھا کہ لا الہ باقی رہے۔
ایک نظریہ چاہتا تھا کہ قرآن مٹ جائے۔
ایک نظریہ چاہتا تھا کہ قرآن باقی رہے۔
ایک نظریہ چاہتا تھا کہ محمد رسولؐ اللہ مٹ جائے۔
ایک نظریہ یہ چاہتا تھا کہ محمد رسولؐ اللہ باقی رہے۔

۱۴۰۷ ہجری کے محرم میں عزا خانہ ابو طالبؑ سے عرفان حیدر عابدی نوے کروڑ مسلمانوں سے اور ان کے علماء سے بصد ادب پوچھتا ہے کہ یہ مت ثابت کرو کہ کون

مرا؟ اور کس نے مارا؟ کون شہید ہوا؟ اور کس نے شہید کیا؟ کون لٹا؟ اور کس نے لوٹا ؟ کس نے تلوار چلائی؟ اور کس نے تلوار کھائی؟ کس کا خنجر تھا؟ اور کس کا گلا تھا؟ کون تباہ ہوا؟ کس کے خیمے جلے؟ اور کس نے جلائے؟ اس فلسفہ کا فیصلہ نہ کرنا۔۔۔ اپنی اپنی مسجدوں میں جاکر دیکھ لو۔ اگر مسجدوں میں اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کی آوازیں گونج رہی ہیں اگر مسجدوں میں قرآن کی تلاوت ہورہی ہے اگر مسجدوں میں اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کے نعرے گونج رہے ہیں' تو تسلیم کرو کہ ابو سفیان کا بیٹا ہارا۔۔۔ ابو طالبؑ کا بیٹا جیتا۔

عزیزان محترم! نظریات جیتا کرتے ہیں۔ اور نظریات ہی کو شکست ہوا کرتی ہے۔ تاریخ کے فیصلے شخصیتوں پر نہیں ہوتے۔۔۔ نظریات پر ہوا کرتے ہیں۔ یزید نے چاہا کہ نام الٰہی مٹ جائے۔ حسینؑ نے چاہا کہ یہ باقی رہے۔ کس کا چاہنا چلا' اگر حسینؑ کا چاہنا چلا۔ تو اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کہنے والو! اگر سارے سال نہ سہی تو کم از کم محرم کے دس دنوں کربلا کی طرف رخ کر کے سلام کرلیا کرو۔۔۔ اے اپنے خون سے لا الہ کی بنیادوں کو سینچ کر نسلوں تک پہنچانے والے حسینؑ آپ کو مسلمانوں کا سلام۔

نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔یاد رکھو۔۔۔ کہ ہمارے یہاں محبت کا کوئی اور بندھن نہیں ہے سوائے حسینؑ کے۔۔۔ ہم جس سے بھی محبت کرتے ہیں حسینؑ کے حوالے سے اور جس سے نفرت کرتے ہیں حسینؑ کے حوالے سے۔ اس لئے کہ ہمارا چودہ سو برس سے ایمان یہی ہے کہ جو حسینؑ کا حامی ہے وہ حُر علیہ السلام ہے۔ جو حسینؑ کا مخالف ہے وہ کم سے کم یزید ہے۔ خواہ کوئی بھی ہو۔

مصوّر پاکستان علامہ اقبال نے کہا ہے

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات مانوشت

وہ حسینؑ کہ لا الہ الا اللہ ریگ زار کربلا پر اپنے خون سے لکھا۔ ہم اس وقت اسی حسینؑ کی یادگار منانے بیٹھے ہیں۔۔۔ جس نے ہماری نجات کا سامان کر دیا۔۔۔ ہم آدھی رات کو کس کے لئے سڑکوں پر بیٹھے ہیں۔ اسی لئے نا کہ جہاں اس حسینؑ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں حسینؑ کی دکھیاری ماں ضرور آتی ہیں۔ جزاک اللہ۔

رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ ایک ایک عزاخانے میں آکر کہتی ہے۔۔۔ کہاں ہیں میرے بچے کا ماتم کرنے والے؟ کہاں ہیں میرے اکبرؑ کی جوانی کا ماتم کرنے والے؟ کہاں ہیں میرے عباسؑ علمدار کا ماتم کرنے والے؟ کہاں ہیں میری زینبؑ کی بے ردائی کا ماتم کرنے والے؟

عزادارو! رسولؐ کی بیٹی کو پرسہ دو۔ آج کی رات قاسمؑ نوشاہ کی رات ہے۔ پتہ ہے آج کی رات سے آل محمدؐ پر پانی بند ہو گیا۔۔۔ عزادارو! اسی لئے حسینؑ نے کہا تھا۔ کربلا کے میدان میں کہ "اے میرے شیعو۔ جب کبھی ٹھنڈا پانی پینا' تو میری اور میرے اصغرؑ کی پیاس کو یاد کر لینا' امامؑ تیری عظمت کو سلام' تیری بصیرت کو سلام' اے میرے شیعو' جب بھی ٹھنڈا پانی پینا تو میرے علی اصغرؑ کو یاد کر لینا۔ میرے بچوں کو یاد کر لینا۔ میری پیاس کو یاد کر لینا۔ عزادارانِ امامؑ! امّ فرویؑ کی خدمت میں قاسمؑ ہیں۔

"اماں جان!" ہاں بیٹا۔۔۔

"اماں مجھے چچا جان رن میں جانے کی اجازت نہیں دیتے۔"

کہا: کیوں بیٹا؟

کہا: "چچا کہتے ہیں کہ قاسمؑ تو میرے بھائی کی نشانی ہے۔ تو میرا نازوں سے پلا ہوا ہے میں تجھے کیسے اجازت دے دوں۔"

ہماری مائیں قربان کربلا کی ماؤں پر۔

کہا بیٹا ذرا میرے قریب آؤ۔

قاسم قریب آیا کہا۔۔۔ بیٹا ذرا اپنی آستین تو الٹ۔

قاسم نے آستین الٹی۔ کہا "بیٹا۔۔۔ بازو سے تعویز کھول"؟

بازو سے تعویز کھولا کہا۔ "بیٹا پڑھ کر تو سنا۔ قاسمؑ نے پڑھا۔ کہا "اماں یہ تو بابا حسنؑ کا خط ہے۔ حسینؑ کے نام کہ بھیا: حسینؑ! ہماری بڑی خواہش تھی کہ ہم کربلا میں تمہارے ساتھ ہوتے۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔

لیکن بھیا۔۔۔ جس دن کربلا کے میدان میں شہادتیں ہونے لگیں میری طرف سے قاسمؑ کو قربان کر دینا۔

ارے "ماں نے اتنا خط سنا کہ : قاسمؑ آ میرے پاس' فروہؑ نے سر پر چادر ڈالی' قاسمؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا' حسینؑ کے خیمے میں آئیں۔ بڑی بھاوج کو آتا دیکھ کر حسینؑ کھڑے ہوگئے۔ یہ ہاشمی خاندان کا ادب ہے۔ اٹھ گئے۔ تعظیم کے لئے۔

"بھابھیؑ آپ! ہاں بھیاؑ! یہ تمہارے بھائی کی' ایک امانت ہے' پہنچانے آئی ہوں"

حسینؑ نے بھائی کے خط کو دیکھا۔ ارے خط بھائی کا وہ ملے بھی غربت کے عالم میں۔ حسینؑ نے آنکھوں سے لگایا منہ سے بوسہ دیا۔ سینے سے لگایا خط کا مضمون حسینؑ نے پڑھا۔ خط کو جیب میں رکھا۔۔۔ قاسمؑ کو کلیجے سے لگایا۔ "جاؤ بیٹے" خدا حافظ۔ قاسمؑ تیار ہوگئے۔ اکبرؑ سے گلے ملے۔ عباسؑ نے بازو پکڑے' گھوڑے پر سوار کیا۔ حسنؑ کا لال میدان میں گیا۔۔۔ میمنہ کو میسرہ پر اور میسرہ کو قلب لشکر پر الٹ دیا۔ جب قاسمؑ اور آگے بڑھا تو قیامت آگئی۔ تیس ہزار فوجوں نے تیرہ برس کے قاسمؑ پر تیر برسائے۔ برچھیاں برسائیں۔ پتھر برسائے۔ ام فروہؑ کا لال گھوڑے سے زخمی ہو کر زمین پر آرہا۔

عزادارو! بس مجھے ایک جملہ کہنا ہے۔

عزادارو! قاسمؑ کربلا کا وہ واحد شہید ہے جس کا لاشہ زندگی میں پامال ہوا۔ سارے

شہیدوں کے لاشے مرنے کے بعد پامال ہوئے۔ قاسمؑ میں ابھی جان باقی تھی کہ قاسمؑ کے پھول سے بدن پر تیرہ سو گھوڑے گزر گئے۔

عزادارو! مجھے نہیں پتہ علماء نے بیان کیا کہ تیرہ سو گھوڑے ایک وقت میں قاسمؑ کے جسم سے گذر گئے' قاسمؑ نے گرتے ہوئے آواز دی۔ چچا جان ادرکنی! ہماری مدد کو آیئے۔

حسینؑ دوڑے' میدان جنگ میں غور سے دیکھا۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آواز دیتے جاتے ہیں۔ بیٹا قاسمؑ' بیٹا قاسمؑ' میرے لال قاسمؑ۔ بھائی کی نشانی قاسمؑ۔

عزادارو! جب قاسمؑ کی آواز نہ آئی حسینؑ نے ایک بلندی پر کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ قاسم کا لاشہ نظر نہیں آیا۔ سن لیا جملہ! عزادارو۔ پوچھو نہ مجھ سے کہ کیوں نظر نہ آیا۔ ارے لاشہ ہوتا تب تو نظر آتا۔ ارے لاش کے ٹکڑے زمین پر بکھر چکے تھے۔ جزاک اللہ' حسینؑ نے لاشے کی موجودگی نہ پا کر تین آوازیں دیں۔ حسینؑ نے پہلی مرتبہ کہا۔ بیٹا قاسمؑ کہاں ہو! آواز دو۔ کوئی جب نہیں آیا۔ حسینؑ نے دوسری آواز دی بیٹا۔۔ غریب چچا بلا رہا ہے آواز دو۔ لاشے سے کوئی آواز نہیں آئی۔

تیسری مرتبہ راوی کہتا ہے کہ حسینؑ نے کہا بیٹا قاسمؑ تجھے امام وقت بلا رہا ہے۔۔۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام نے تیسری آواز دی قاسم کی لاش کے ٹکڑے کربلا میں اُڑنے لگے۔ آواز آئی۔

السلام علیك یا ابا عبداللّٰه... السلام علیك یا بن رسول اللّٰه

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن

آٹھویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَیُّھَا النَّاسُ قُوۡلُوۡا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفۡلِحُوۡا

حضرات گرامی قدر' بزرگان محترم' عزاداران سید الشہداء' عزا خانہ ابو طالبؑ میں عشرہ محرم کی آج آٹھویں مجلس آپ حضرات کے ذوق ایمانی کی نذر ہے۔

بنائے لا الہ ہمارا عنوان گفتگو ہے۔ جو' اب تکمیل کی منزل میں انشاءاللہ داخل ہو رہا ہے۔ اب تک جو افکار ہم نے پیش کئے ان کا ماحصل و مدعا یہ ہے کہ کائنات اسلام میں افضل ترین کلمہ لا الہ الا اللّٰہ ہے۔ ساری کائنات سر بسجود ہے اس وحدہ لاشریک کے سامنے' کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی معبودیت اور اس کی تخلیقیت کا مظہر ہے۔ وہ ایسا بلند خدا ہے کہ نصیریوں کا خدا اسے سجدہ کرتا ہے۔ صلوات

یہ جملہ میں نے داد لینے کے لئے نہیں کہا۔ بلکہ ایک بہت بڑے سوال کا جواب دیا ہے جو گذشتہ سے پیوستہ مجلس میں' کسی بہت بڑی محترم شخصیت نے جو فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا تھا اور وہ یقیناً یہاں ہوں گے۔ اور یہ ان کے پورے دو صفحات کے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ اتنا بڑا خدا ہے' اتنا عظیم خدا ہے کہ نصیروں کا خدا بھی اس کے آگے سر جھکاتا ہے۔

اب اندازہ کیجئے عزیزان محترم! کہ وہ وحدہ لاشریک خدا۔ وہ خدا کہ جس کی شہادت زمین نے دی۔ جس کی شہادت آسمان نے دی۔ جس کی شہادت کائنات کے ذرے ذرے نے دی۔ جس کی توحید کا پرچار ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے کیا۔ سینکڑوں لاکھوں ولیوں نے کیا۔ ہزاروں صحابہ نے کیا۔ اور سینکڑوں ہزاروں خاصان

خدا نے کیا۔ کوئی لحہ تاریخ آدمیت کا ایسا نہیں گذرا کہ اس کی توحید کا پرچار نہ کیا گیا ہو۔

تو عزیزان محترم! پھر ایک بڑی عجیب سی نئی سی بات پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر آدمؑ سے لا الہ الا اللہ ہے اور خاتمؐ سے محمد رسول اللہ شروع ہوا تو پھر محمد رسول اللہؐ سب کا نبیؐ کیسے ؟ اگر آدمؑ سے لا الہ ہے اور محمد رسول اللہؐ شروع ہوا۔ اگر آج سے چودہ سو برس پہلے کائنات کی تخلیق کو تو موجودہ شمسی اعتبار سے چھبیس ہزار سات سو دو سال ہو چکے ہیں۔ کلمہ پڑھا جارہا ہے رسول اللہؐ کا چودہ سو برس سے کائنات کو خلق ہوئے۔ یعنی جناب آدمؑ کی پیدائش سے لے کر آج تک چھبیس ہزار سات سو دو سال ہو چکے ہیں۔

کلمہ پڑھا جائے رسولؐ اللہ کا چودہ سو برس سے اور گواہی دینا ہے رسولؐ اللہ کو آدمؑ کی۔ شہادت دینی ہے رسولؐ اللہ کو نوحؑ کی۔ گواہی دینا ہے ابراہیمؑ کی۔ گواہی دینا ہے اسماعیلؑ کی۔ سارے انبیاءؑ کی۔ پڑھ چکا ہوں نا چھٹی ساتویں مجلس میں کہ۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (سورہ النساء ۴۱)

ہم تمام امتوں پر ان کے نبی کو گواہ بلائیں گے اور میرے حبیبؐ آپ کو ان تمام نبیوں پر گواہ بلائیں گے۔ تو پھر اگر یہ نبیؐ پیدا ہوا۔۔۔ سب سے آخر میں کلمہ اس کا پڑھا گیا۔۔۔ ہزاروں برس کے بعد' اور آج سے چودہ سو سال پہلے تو پھر سوچنا پڑے گا کہ یہ آدمؑ کی گواہی کیسے دے گا؟ یہ نوحؑ کی گواہی کیسے دے گا؟ تو عزیزان محترم! تسلیم کرنا پڑے گا کہ یقیناً اگر ہمارے اس نبیؐ کو ہر نبی کی گواہی دینے کا حق دیا گیا ہے۔ تو پھر ہر نبیؑ پر واجب ہے کہ اس نے ان کا کلمہ پڑھا ہو۔ صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم!

اور اس کے لئے ہم حدیث کا سہارا نہیں لیں گے۔ بلکہ اس۔ ثبوت کے لئے

قرآن کا سہارا لیں گے۔ آیت پیش کریں گے۔۔۔ کہ جس نے توحید کا پرچار کیا۔ اگر وہ سارے نبیوں پر گواہ ہے۔ اور اس کا کلمہ پڑھا گیا۔ چودہ سو برس پہلے۔ اور اس سے پہلے اگر آدمؑ نے ان کا کلمہ نہیں پڑھا تو یہ آدمؑ کی گواہی کیوں دیں گے۔۔۔؟ کیا کہیں گے قیامت میں رسول اللہؐ پروردگار! آدمؑ نے میرا کلمہ نہیں پڑھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ برحق نبیؑ ہے۔ مگر میرا کلمہ نہیں پڑھا برحق ہے۔ توجہ ہے نا آپ کی؟ اب ہم یوں استفادہ کریں گے آیات قرآنی سے کہ' جہاں یہ ثبوت میسر آئے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورہ آل عمران: ۸۲-۸۱)

یاد کرو میرے حبیبؐ کہ جب ہم نے سارے انبیاء سے میثاق لیا تھا۔ عالم ارواح میں' ہم نے ایک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں سے یہ عہد لیا تھا کہ

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

ہم تمہیں کتاب و حکمت اس بات پر عطا کرتے ہیں کہ جب آنے والا ایک مصدق نبی آئے گا تو اس کی تصدیق بھی کرو گے۔۔۔ اس پر ایمان بھی لاؤ گے۔۔۔ اس کی نصرت بھی کرو گے۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

ہم نے ان نبیوں سے کہا کہ تم اقرار کرتے ہو۔۔۔ سارے نبیوں نے کہا۔۔۔
قالو اقرر نا۔ ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں' جب سارے نبیوں نے اقرار کر لیا۔ آپؐ کی
نبوت کا کلمہ پڑھ لیا آپؐ کی نبوت کا۔۔۔ تو ہم نے کہا بس خبردار۔ فاشهدو گواہ ہو جاؤ
و انا معکم من الشهدین
اور ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ' و گواہی دینے والوں میں شامل ہیں اور یاد رکھو۔
اے گروہ انبیاء

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ه

اگر تم نبیوں میں سے کسی نے بھی اس وعدے کی خلاف ورزی کی' کسی نے ہمارے نبی کی نبوت کا انکار کیا' کسی نے بھی میثاق کو توڑا تو تمہاری نبوتیں تو ایک طرف۔۔۔ تم سب کے سب فاسق ہو جاؤ گے۔ صلوات

توجہ ہے نا عزیزان محترم!

مقام نبوتؐ دیکھیں! میرا نبیؐ وہ کہ انبیاءؑ ماسبق' اگر اس پر ایمان نہ لائیں۔ انبیاءؑ انبیاءؑ معصوم' صاحبان شریعت' وارثان کتاب' اگر اس نبیؐ پر ایمان نہ لائیں تو فاسق ہو جائیں اور صرف ایمان ہی نہیں لانا۔ ولتنصرنه. تمہیں حبیبؐ کی نصرت بھی کرنا ہے۔ اگر تم نے ہماری نبیؐ کی نصرت نہ کی تو فاسق ہو جاؤ گے۔

یاد رکھو! ایمان بھی لانا' ہمارے نبی کی نصرت بھی کرنا' مدد کرنا' اسے میدان میں اکیلا چھوڑ کر چلے نہ جانا۔۔۔ مدد بھی کرنا' نصرت بھی کرنا۔۔۔ اے نبیو! اگر تم نے اس کی نصرت نہ کی۔ اگر تم نے اسے میدان میں اکیلا چھوڑ دیا۔ تو انبیاءؑ تم فاسق ہو جاؤ گے۔ بس یہیں سے قانون قدرت بنا کہ میرا نبیؐ وہ ہے کہ جس کو میدان میں اکیلا چھوڑ کر اگر کوئی نبیؑ بھی چلا جائے تو وہ فاسق ہو جائے امتی کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ اب میں سوال یہ کرتا ہوں کہ جب تمام انبیاء نے عہد کیا۔۔۔ قرآن میں آیت ہے اللہ نے میثاق لیا۔ کس کا لیا؟ نبوت کا اقرار لیا نا؟ تو اب نبوت کے اقرار کا نام ہی تو رسول اللہؐ ہے مطلب یہ ہوا کہ آدمؑ کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نوحؑ کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ... ابراہیمؑ کا کلمہ بھی یہی، عجیب و غریب بات ہے۔ دوستو توجہ! حالانکہ ہر نبی کے دور میں اس کا اپنا کلمہ چلا ہے۔ امّت کے لئے نبی کا کلمہ۔۔۔ نبیوں کے لئے خاتم النبیین کا کلمہ، یہ ہے عظمت۔

امّت کا کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اٰدَمُ صَفْوَةُ اللّٰهِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ نُوْحٌ نَبِيُّ اللّٰهِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ اِبْرٰهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ ۔

توجہ ہے نا۔۔۔ یہ کس کا کلمہ ہے امّت کا۔۔۔ یہ امّت کا کلمہ لا الہ الا اللہ، ابراہیمؑ خلیل اللہ، لا الہ الا اللہ موسیٰؑ کلیم اللہ۔ لا الہ الا اللہ عیسیٰؑ روح اللہ۔۔۔ یہ کلمہ ہے امّت کا نبی کے لئے۔۔۔ لیکن نبی کا کلمہ خاتم النبینؐ کے لئے یہ نبی، نبی نہیں رہ سکتے۔ اگر خاتم النبینؐ کا کلمہ نہ پڑھیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جہاں سے توحید ہے۔ اللہ اکبر جہاں سے، توحید ہے وہیں سے نبوت ہے۔ مکہ اور مدینہ کی نبوّتوں کو۔ مکہّ اور مدینہ کی بعثت اور ہجرت کو نبوّت سمجھنے والو۔

نبوّت مکّی نہیں ہے۔ نبوّت مدنی نہیں ہے۔ نبوّت عالمینی ہے۔ جہاں تک اس کی رب العالمینیت ہے وہیں تک اس کی رحمت اللعالمینیت ہے۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ اچھا اب بڑے سلوک سے عزیزان محترم! لا الہ الا اللہ جہاں سے

محمد رسول اللہؐ وہاں سے ہے' یعنی سب سے پہلے اقرار تو انبیاءؑ نے کیا توحید کا نا' تو انبیاءؑ سے خدا نے اپنی توحید کا اقرار اس وقت تک قبول نہیں کیا' جب تک اپنے نبیؐ کی نبوت کا اقرار نہ لے لیا۔ صلوات۔

اب میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ ہر نبیؑ نے اقرار کیا۔ ایمان لائیں گے۔ تصدیق کریں گے' نصرت کریں گے' پروٹیکٹلی ہیلپ (PROTECTLY HELP) کریں گے۔ کس کی؟ خاتم النبیینؐ کی اور اگر نہ کیا تو نبوتیں گئیں۔ اگر نبوتیں چلی جائیں تو اسلام میں رکھا کیا ہے بھئی؟ اقرار کرنا پڑے گا میرے نبی کی عظمت کا کہ جس کے سر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوتوں کا تاج محل قائم ہے۔

دوستو! آج کی ساری تقریر اسی پس منظر میں ہو گی' اور مجھے صرف ایک آخری جملہ آخر میں کہنا ہے۔ اب میں آپ کی توجہ صرف اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میثاق قرآن میں موجود ہے دیکھ لیں۔۔۔ جنہیں دیکھنا ہے۔ سارے انبیاءؑ نے میرے نبیؐ کی مدد اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن میں موجود ہے۔ وعدہ کیا کہ ایمان بھی لائیں گے' نصرت بھی کریں گے۔

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔ قاریان قرآن سے۔

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔ حافظان قرآن سے۔

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں ان سے۔۔۔ جنہیں قرآن کافی ہے۔

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں ان سے۔۔۔ جو قرآن کو ماخذ اسلام سمجھتے ہیں۔

جو یہ سمجھتے ہیں کہ سب کچھ قرآن میں ہی ہے۔ قرآن کے علاوہ کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قرآن میں یہ آیت ہے یا نہیں؟ کہیں گے کہ یہ آیت ہے انبیاءؑ نے وعدہ کیا تھا یا نہیں؟ سب کہیں گے وعدہ کیا

تھا۔ کس کا وعدہ کیا تھا؟ خاتم النبینؐ کی نصرت کا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہاں کی؟ مسلمانوں کو آج نبوّتیں بچانا ہیں۔ میں قرآن پڑھ رہا ہوں "نبوّتوں کا تحفظ" کریں ورنہ پھر وہ مانیں جو میں کہوں گا۔

اب میں پوچھ رہا ہوں ملّت مسلمہ سے بڑے ادب کے ساتھ کہ سارے انبیاءؑ نے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کے نبیوںؑ نے خاتم النبینؐ کی نصرت اور مدد کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ کہاں مدد کی؟ آدمؑ آئے تھے، شعبؑ ابو طالبؑ میں، نوحؑ آئے تھے ہجرت کے بستر پر، ابراہیمؑ آئے تھے جنگ بدر میں لڑنے کے لئے، جناب سلیمانؑ نے احد فتح کیا تھا، یوشع بن نونؑ آئے تھے۔ خیبر کا در اکھاڑنے کے لئے کون آیا تھا۔ صلوات۔

بھئی دیکھئے نا۔۔۔ رسول اللہ جب تک عرش پر تھے۔۔۔ جب تک تو رسول اللہ پر کوئی مصیبت نہیں آئی اور نہ کسی کی مدد کی ضرورت تھی۔۔۔ وہاں نہ رسول اللہ کے پاس کافر تھے، نہ مشرک تھے، نہ جنگ تھی، نہ ہجرت تھی، نہ بائیکاٹ تھا، نہ اعلان تھا، نہ تبلیغ تھی، کچھ بھی تو نہیں تھا وہاں پر مدد کی ضرورت تو آپؐ کو اس وقت ہے جب سے آپؐ اعلان رسالت کر رہے ہیں۔

اب اعلان رسالت جو رسولؐ نے کیا ہے، تو کون سا نبیؑ آیا تھا؟ میدان میں! میرے پورے مجمع کی توجہ۔۔۔ اعلان رسالت جب پیغمبرؐ نے کیا ہجرت جب پیغمبرؐ نے کی، جنگ بدر کا آغاز جب ہوا، خیبر کے در کا معرکہ جب پڑا، کل کفر جب مقابلہ پر آیا، قرآن کی تلاوت کا مرحلہ جب آیا۔۔۔ تزکیہ نفس کا مرحلہ جب آیا۔ قانون شریعت کا مرحلہ جب آیا۔ جب پیغمبرؐ پر پتھراؤ ہو رہا تھا۔۔۔ جب پیغمبرؐ کا بائیکاٹ ہو رہا تھا۔ اس وقت آدمؑ آئے۔ شیثؑ آئے، یحییٰؑ آئے، زکریاؑ آئے اور ابراہیمؑ آئے اسماعیلؑ آئے، عیسیٰؑ آئے، موسیٰؑ آئے، کوئی آیا؟ کوئی نہیں آیا۔ جب نہیں آیا تو نصرت نہیں کی اور جب نصرت نہیں کی تو وعدہ خلافی کی۔۔۔ وعدہ خلافی کی تو، تو کوئی بھی نہیں آیا۔ کوئی

نبیؑ نہیں آیا نا؟ اور قرآن یہ کہتا ہے کہ

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(آل عمران ۸۲)

یاد رکھو! جس نے بھی میرے حبیبؐ کی نصرت نہ کی تم میں سے۔ تو نبوتیں تو ایک طرف۔ فاسق ہو جاؤ گے۔ اللہ اکبر۔ کسی نے بھی مدد نہیں کی اور سب کے سب علیہ السلام۔ بہت توجہ کسی نے مدد نہیں کی اور سب کے سب علیہ السلام۔ ایک ایک نبیؑ پر ہمارا ایمان۔۔۔ مدد کسی نے بھی نہیں کی۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ رسولؐ کی مدد نہ کی تو نبوتیں گئیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہر نبیؑ پر ہمارا ایمان۔۔۔ مسلمانوں کا ایمان ہر نبیؑ پر' ہر نبی علیہ السلام پر' ہر نبیؑ معصوم' ہر نبیؑ واجب الاحترام' ہر ایک کی عزت' ہر ایک پر ہمارا ایمان' مدد کسی نے بھی نہیں کی۔ سب علیہ السلام' قرآن کہتا ہے کہ فاسق ہو جاؤ گے۔۔۔ مدد کسی نے نہیں کی۔

اے جان رسل' اے ختم الرسل' اے مولائے کل' اے وجہ تخلیق انسانی' اے کلمہ طیبہ کی زینت' اے ہدایت انسانیہ کے مرکز' اے دبیر نکتہ پرور' اے رحمۃ اللعالمین' اے آدمؑ سے لے کر عیسیٰ تک کے نبیوں کی نبوتوں کی حفاظت کرنے والے رسولؐ' اے طٰہٰ' اے یٰسین' اے مزمل' اے مدثر' اے بشیر' اے نذیر' اے سراج منیر' اے میرے مولا' اے علیؑ کے مولا' اے فاطمہؑ کے مولا' اے بارہ امام کے مولا' اے انبیاءؑ ماسبق کے مولا' صدقے تیری رحمت کے کہ تیرے لبوں کی ایک جنبش نے سوا لاکھ انبیاء کو فاسق ہونے سے بچالیا۔ اس وقت تک آیت کی تشریح مشکل ہو جاتی۔ آیت کے معنی نظر نہ آتے۔ اگر پیغمبرؐ آیت کو نہ بچاتے۔۔۔ آیت کو بچا کر سابقہ نبوّتوں کو نہ بچاتے' یہ کہہ کر؟ کیا پیغمبرؐ نے کہا کہ۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّنْظِرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَ اِلٰی نُوْحٍ فِیْ تَقْوَائِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ خُلْعَتِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی وَ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِلٰی یُوْسُفَ فِیْ جَمَالِہٖ، وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُھْدِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی وَجْہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم؟ اے میرے مولا تیرا احسان ہے کہ تو نے اپنے لبوں کو جنبش دے کر سوا لاکھ نبوّتوں کو بچا لیا' قرآن کی آیت کو بھی' ورنہ آیت کی تفسیر نہ ہوتی۔ یہ میرے رسولؐ نے کہا کہ اگر آدمؑ کا علم۔۔۔ موسٰیؑ کی ہیبت۔۔۔ ابراہیمؑ کی خلعت۔۔۔ یوسفؑ کا جمال۔۔۔ عیسٰیؑ کا زہد۔۔۔ داوٗدؑ کا لحن۔۔۔ سلیمانؑ کی سلطنت۔ جو ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے صفات دیکھنا چاہے۔ وہ تنہا علیؑ کے چہرے پر نظر کر لے۔

عزیزان محترم! اب مسئلہ سمجھ میں آیا۔۔۔؟ انبیاء نے وعدہ کیا تھا نصرت پیغمبرؐ کا خاتم النّبیینؐ نے علیؑ کو تمام انبیاء کی نبوّتوں کا مظہر قرار دے کر تمام انبیاء کی صفات کا نمائندہ قرار دے کر یہ ثابت کر دیا۔ کہ آدمؑ سے لے کر عیسٰیؑ تک کی "نبوّتوں" کا نمائندہ ہے علیؑ عزیزو! یہ جو آج سوال کرتے ہیں کہ جب سب چلے جاتے تھے۔۔۔ جب سب میدان چھوڑ کر چلے جاتے تھے تو علیؑ کیوں نہیں جاتے تھے؟ تو بھئی کسی کے جانے سے کسی پر کچھ فرق نہیں پڑتا تھا۔ علیؑ کے جانے سے' بھئی علیؑ کا پاؤں پیچھے کیوں نہیں ہٹتا تھا۔ تو علیؑ کے جتنے قدم پیچھے ہٹتے۔۔۔ اتنی نبوّتیں فاسق ہو جاتیں۔ صلوات

بہت توجہ۔۔۔ عزیزان محترم! اس لئے کہ اب ہر میدان میں علیؑ جب آ رہا ہے تو اب ابو طالبؑ کے بیٹے کی حیثیت سے نہیں آ رہا ہے آدمؑ کا علم لے کر آ رہا ہے۔

اب بات سمجھ میں آئی کہ آدمؑ کے سجدے کا انکار کرنے والا ابلیس کیوں قرار پایا۔ ابلیس نے آدمؑ کو سجدے کا نہیں علیؑ کی خلافت کا انکار کیا تھا۔ صلوات

ہم آدمؑ و ہم شیثؑ، وہم ادریسؑ وہم ایوبؑ ۔۔۔ میں کیوں پڑھ رہا ہوں۔ اس لئے کہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ توحید زمین پر اکیلی نہیں آئی۔ ابھی بتا چکا ہوں کہ محمدؐ کا کلمہ اس وقت سے نہیں پڑھا گیا جب سے محمدؐ مدینہ میں آئے اس وقت سے نہیں۔ بلکہ آدمؑ کا کلمہ بھی ۔۔۔ بلکہ آدمؑ کا کلمہ بھی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اب شمس تبریز کہتے ہیں۔ آدمؑ بھی علیؑ، شیثؑ بھی علیؑ، ادریسؑ بھی علیؑ، تو پھر جہاں لا الہ الا اللہ ہے جہاں سے محمدؐ رسول اللہ ہے وہیں سے علیؑ ولی اللہ ہے ۔۔۔ صلوات

توجہ ہے! نا عزیزان محترم! اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ بتاؤں "توحید" کی بنا کہاں سے ہے۔ تو جہاں سے لا الہ الا اللہ ہے۔ وہیں سے محمد رسول اللہ ہے۔ جہاں سے محمد رسول اللہ ہے۔۔ وہیں سے علی ولی اللہ ہے۔ ہم علی ولی اللہ کسی ضد میں نہیں پڑھتے بہت توجہ عزیزان محترم۔ ہم علی ولی اللہ کسی کی ضد میں نہیں پڑھتے۔ کسی کے انکار میں نہیں پڑھتے۔ ہم کیا کریں کہ توحید ثابت نہیں ہوتی۔ کہ جب تک علی ولی اللہ نہ کہا جائے ۔۔۔ کسی کی ضد میں نہیں ۔۔۔ ہم اقرار نعمت کرتے ہیں "اللہ اکبر" اقرار نعمت کا نام "ایمان" "کفران نعمت" کا نام ہے "کفر" نہیں۔ نہیں "اقرار نعمت" کا نام ہے "حسینیت" "کفران نعمت" کا نام ہے "یزیدیت" صلوات۔

حسینیت نام ہے اقرار نعمت کا۔ حسینیت نام ہے محمد مصطفےٰؐ کی رگ گردن سے نکلے ہوئے خون کا ۔۔۔ جس نے کربلا کے ریگ زار صحرا پہ لکھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پتہ ہے یہ کلمہ تحریر کرنے کے لئے حسینؑ نے قلم کا ہے کا بنایا؟ عباسؑ کے بازو کا قلم۔ علی اکبرؑ کے سینے کا ورق۔ آج آٹھ محرم ہے۔ بس ایک اور رات کا مہمان رہ گیا ہے۔ ہمارا مولاؑ۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ مولاؑ کسی غم میں نہ رلائے۔ آپ کو سوائے غم حسینؑ کے۔ دعا کرو کہ میں آج پڑھ سکوں۔ چونکہ مجھے آج غازیؑ کے مصائب پڑھنے ہیں۔۔۔ کون غازیؑ؟ کون غازیؑ؟ جب یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہونے لگا ہے تو جناب ام البنینؑ نے حسینؑ سے آکر کہا۔

"شہزادے! ایک لحہ کے لئے عباسؑ مجھے دے دے۔ مجھے تنہائی میں عباسؑ سے کچھ کہنا ہے۔

حسین نے کہا۔ ہاں لے جاؤ۔

ام البنینؑ، عباسؑ کو لے کر روضہ رسولؐ میں آئیں۔

کہا۔ "عباسؑ بیٹھ جا"۔ عباسؑ بیٹھ گئے۔

ام البنینؑ نے اپنے سفید بالوں والے سر سے علیؑ کی دی ہوئی چادر اتاری، روضہ رسولؐ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ عباسؑ کا بایاں ہاتھ پکڑا۔ اپنے سر پر رکھا۔ عباسؑ کا دایاں ہاتھ پکڑا۔ قبر رسولؐ پر رکھا۔ اب کہتی ہیں۔ عباسؑ یہ کیا ہے۔؟

کہا۔ "رسولؐ کا روضہ۔"

کہا۔ "یہ دایاں ہاتھ تیرا کہاں ہے؟"

کہا۔ "قبر رسولؐ پر۔"

کہا۔ "بیٹا تیرا بایاں بازو کہاں ہے؟"

کہا۔ "ماں کے سر پر"

کہا۔ بیٹا۔۔۔ رسولؐ کی قبر اور ماں کے سر پر ہاتھ رکھ کے یہ قسم کھا کہ جب تک یہ تیرے دونوں بازو سلامت ہیں زینبؑ کی چادر تو نہیں چھنے گی؟

عزادارو! کربلا سے لے کر شام تک زینبؑ کے اونٹ کو جب بھی تماشائیوں نے گھیرا ہے تو زینبؑ نے حسینؑ کو نہیں بلایا۔ کہا عباسؑ دیکھ رہے ہو۔ کربلا سے لے کر شام تک جب بھی سکینہؑ کو طمانچے لگے۔ سکینہؑ نے بابا کو نہیں بلایا۔

کہا۔ "چچا۔ دیکھ رہے ہو"

ہاں عزادارو! آج خصوصی طور پر عباسؑ کا پُرسہ لینے فاطمہؑ آئی ہیں۔ شہزادی فاطمہؑ کو پرسہ دو۔ فاطمہؑ زہراؑ کہتی ہیں اگر کسی مومن کی کوئی دعا قبول نہ ہوتی ہو۔ تو جب محرم کی آٹھ تاریخ آئے اور جب میرے غازی عباسؑ کا ذکر ہونے لگے۔ تو روتی ہوئی آنکھوں سے سیدانیوں پہ یہ فرض ہے کہ عباسؑ کی درگاہ میں جائیں۔ سر سے چادر اتاریں' بال بکھرائیں' اور کہیں فاطمہ زہراؑ عباسؑ کا صدقہ' مانگو تو سہی۔ مگر روتے ہوئے مانگو۔ فاطمہؑ دیں گی ایک مرتبہ کہو تو سہی۔

"غازی عباسؑ سکینہؑ کا واسطہ"

عزادارو! جب غازیؑ اجازت لینے زینبؑ کے قریب آئے۔ خیمے میں تو کہا۔ "شہزادیؑ اجازت ہے۔"

کہا۔ "ہاں میرے عباسؑ اجازت ہے مگر ایک لمحہ کو ٹھہر جا۔"

عباسؑ رک گئے زینبؑ نے آواز دی۔

"ام لیلیٰؑ ادھر آؤ' اُم کلثومؑ' ادھر آؤ۔ فروہؑ' رقیہؑ' ام الفضلؑ ساری بیبیاں آ گئیں۔"

کہا۔ میرے غازیؑ کے گھر کے گرد ایک حلقہ بناؤ۔ اب نقشہ دیکھو۔ زینبؑ کا خیمہ' عباسؑ کھڑے ہوئے۔ ہاتھ میں حسینؑ کا علم' چاروں طرف سیدانیاںؑ' دامن سے لپٹے ہوئے بچے۔ عباسؑ کے پہلو میں زینبؑ' عباسؑ کے دائیں بازو کی طرف حسینؑ' زینبؑ ہاتھ جوڑ کر کہتی ہیں۔

''سیدانیوں! علیؑ کی بیٹی کو معاف کر دینا۔ میں اپنا وعدہ واپس لے رہی ہوں۔ میں نے مدینے سے چلتے وقت کہا تھا۔۔۔ تمہارے پردے کی حفاظت کروں گی۔ اب میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ عباسؑ جارہا ہے۔''

چل دیئے عباسؑ۔۔۔ عزادارو۔ کیوں قربان ہونے کا جی چاہتا ہے۔۔۔ غازی پر اسلئے ہوتا ہے کہ کربلا کا ہر شہید اجازت لینے کے بعد گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ مگر عباسؑ جب خیمے سے باہر آئے حسینؑ کمر پکڑے پکڑے ساتھ ساتھ آئے۔ غازیؑ گھوڑے پر سور نہیں ہوا۔ گھوڑے کی لگام پکڑ کر پیدل چلتا رہا۔ حسینؑ کہتے ہیں۔

عباسؑ! سوار کیوں نہیں ہوتا۔۔۔؟

کہا۔ مولاؑ! آپؑ پیدل اور میں گھوڑے پر؟

جب حسینؑ نظروں سے اوجھل ہو گئے تب عباسؑ گھوڑے پر بیٹھے۔ ادھر عباسؑ گھوڑے پر بیٹھے ادھر حسینؑ زمین پر بیٹھے۔ بس آپ سمجھ گئے نا۔ عباسؑ' حسینؑ کی قوتوں کا نام تھا۔ غازیؑ کھڑا رہا تو حسینؑ کھڑا رہا۔ غازی بیٹھ گیا' تو حسینؑ بیٹھ گیا۔ پھر حسینؑ نے آواز دی۔

بیٹا علی اکبرؑ' ادھر آؤ' ہمیں کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔ علم کو دیکھتے رہو' ہمیں عباسؑ کی جنگ بتاتے رہو۔

علی اکبرؑ علم کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ کر سب کچھ بتاتے رہے ایک مرتبہ علی اکبرؑ خوشی سے اچھل کر کہتے ہیں۔

''بابا سکینہ کی مراد بر آئی۔''

کہا: بیٹا کیسے؟

کہا۔ بابا علم تیزی سے دریا کی طرف بڑھ رہا ہے۔

حسینؑ نے کہا:

"اللہ تیرا شکر ہے"

اچانک اکبرؑ نے چلا کر کہا:

"بابا علم نے دائیں سے بائیں کو کروٹ لی"

حسینؑ کہتے ہیں:

"پروردگار۔۔۔ میرے بازو کی خیر"

خدا تمہیں سلامت رکھے خدا تمہیں کوئی غم نہ دے۔ میرا جملہ سن لو۔ اکبرؑ نے تھوڑی دیر میں پھر چلا کر کہا۔

بابا۔۔۔ علم نے پھر بائیں جانب گردش لی۔

کہا میرے عباسؑ کے بازو کی خیر پروردگار۔

اکبرؑ نے چلا کر کہا: بابا علم ہچکولے کھا رہا ہے۔

پھر اکبرؑ نے کہا بابا علم جھک رہا ہے۔۔۔ بابا علم نظر نہیں آ رہا ہے۔ علی اکبرؑ کہتے ہیں

بابا۔۔۔ اب علم نظر نہیں آ رہا ہے۔

حسینؑ دوڑے اکبرؑ کے ساتھ ساتھ، میں نے دیکھا کہ دوڑے دوڑتے حسینؑ گرے، یہ حمید ابن مسلم کا جملہ ہے۔۔۔ اور جملہ سنو گے۔ جب گر کر حسینؑ اٹھے تو خالی ہاتھ نہیں تھے۔ حسینؑ کے ہاتھ میں عباسؑ کا کٹا ہوا بازو تھا۔ حسینؑ نے عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو کو سینے سے لگایا۔ دوسرا بازو ملا اس کو بھی سینے سے لگایا۔ سینے سے لگائے لگائے لاشے کے قریب پہنچ کر حسینؑ نے کہا۔ عباسؑ حسینؑ آیا ہے۔ عباسؑ غریب بھائی آیا ہے۔

حمید کہتا ہے کہ جیسے ہی حسینؑ نے کہا۔ عباسؑ حسینؑ آیا ہے۔ عباسؑ کا بازو اٹھا

بریدہ لاشہ زمین سے اٹھا۔ لاشے نے کھڑا ہونا چاہا مگر گر پڑا۔ گرتے ہوئے کہتا ہے۔

"مولاؑ میرے بازو کٹ گئے، تعظیم نہیں کر سکتا۔ اور مولاؑ میرے لاشے کو خیمے میں نہ لے جایئے گا۔"

پھر غازیؑ نے ہونٹوں کو ہلا کر آنکھوں کے اشارے سے اکبرؑ کو قریب بلایا۔

"میرے لال۔ اکبرؑ! وصیت نہیں کرتا۔ تاکہ تم پر واجب نہ ہو جائے۔ اگر ہو سکے تو میرے مرنے کے بعد میرے لاشے کو اٹھا کر عمر سعد کے پاس لے جانا، اور اس سے کہنا کہ اگر لاشوں کو پامال کرنا چاہے۔ تو حسینؑ کے لاشے کو چھوڑ دینا۔ میرے لاشے کو پامال کر دینا۔"

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْن

نویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا

حضرات گرامی قدر' عزاداران سید الشہداء۔

زندہ رہیئے' سلامت رہیئے کہ آپ حضرات نے نو دن مسلسل عزا خانہ ابو طالبؑ میں' ابو طالبؑ کو ان کے خانوادہ کا پرسہ دیا۔

آج "مجلس شب عاشورہ" آپ سب حضرات کی طرف سے بارگاہ سیدہؑ عالمیان میں نذر ہے۔ موضوع گفتگو ہے۔۔۔ بنائے لا الہ۔۔۔ آپ نے اب تک آٹھ مجالس سماعت فرمائی۔ حضرات بنائے لا الہ الا اللہ پر آج یہ اختتامی تقریر ہے۔ اور کل صبح انشاء اللہ آٹھ بجے عاشور کے مصائب ہوں گے۔ میں آج کی تقریر میں حتی الوسع کوشش کروں گا کہ اپنے بہت سے دوستوں کے سوالات کے جواب اور ان کے استفسارات کو حل کرتا جاؤں۔ جہاں تک وقت اور حالات ساتھ دیتے جائیں۔ حضرات! مسئلہ صرف ایک ہے اور اس پر آج کی مجلس میں انشاء اللہ توجہ فرمالیں کہ میں نے گذشتہ مجلس میں عرض کیا تھا کہ آدمؑ سے لے کر۔۔۔ عیسیٰؑ تک کے نبیوں کا کلمہ۔۔۔ محمد رسول اللہ ہے۔ صلوات

یہ میرے رسولؐ کی عظمت یہ خاتم النبینؐ کا مقام' یہ عظمت پیغمبرؐ اسلام کہ سارے انبیاء نے ان کا کلمہ پڑھا۔ کل ہم نے آیہ میثاق سے استدلال کیا تھا۔۔۔ اور اس میں بتایا تھا کہ عالم ارواح میں انبیاءؑ ماسبق سے اقرار لیا گیا۔ اور ان نبیوںؑ نے جب اقرار کرلیا۔ تب انہیں تاج نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اقرار نبوت محمدیؐ یہ ہے کہ اگر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ۔ اللہ کی توحید کے ساتھ خاتم النبیینؐ کی نبوت کا

اقرار نہ کریں تو ان کی نبوتیں فاسق ہو جائیں۔

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
(آل عمران ع۸۲)

اور یاد رکھو۔ گروہ انبیاء اگر ان میں سے کسی نے اس میثاق کی خلاف ورزی کی' اس معاہدے کو توڑا' تو اللہ پھر تمہیں دائرہ نبوت میں رہنے نہیں دے گا۔ تمہاری نبوتیں ختم ہو جائیں گی۔

تو عزیزان محترم۔۔۔ ایک جملے سے آغاز کر رہا ہوں یہ علیؑ کے نبیؐ کی شان کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اگر اس کی نبوت کا اقرار نہ کریں تو ان کی نبوتیں ختم ہو جائیں۔ یہ علیؑ کے نبیؐ کی شان ہے۔ مسلمانوں کے نبیؐ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ سیرت نگاروں کے نبی کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ ان لوگوں کا نبی تو مجھ سے بھی گیا گزرا ہے۔اس لئے کہ میں نے بچپن سے پڑھنا شروع کیا۔ سیرت نگاروں کے نبی نے تو چالیس برس بعد پڑھنا شروع کیا۔ صلوات

توجہ ہے نا؟ میں علیؑ کے نبیؐ کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ مسلمانوں کے نبی کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں نا۔کہ آپ علیؑ کے اتنے فضائل پڑھتے ہیں۔ اتنے فضائل پڑھتے ہیں کہ آپ علیؑ کو نبیؐ سے بڑھا دیتے ہیں۔

میں' آج عزاخانہ ابو طالبؑ کے اس عظیم الشان اجتماع میں' بیانگ دہل اور بلا خوف تردید کہہ رہا ہوں کہ ہاں ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں۔ لوگ ہم پر یہی اعتراض کرتے ہیں نا۔۔؟ مگر ہاں! ہم قسم کھا کے کہتے ہیں۔

کہ خدا کی قسم۔۔۔ ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں۔

لیکن خدا کی قسم۔۔۔ ہم نبیؐ کو علیؑ سے گھٹاتے نہیں۔

خدا کی قسم۔۔۔ ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں۔

خدا کی قسم۔۔۔ ہم علیؑ کو نبیؐ سے نہیں بڑھاتے ہیں۔

قرآن کی قسم۔۔۔ ہم علیؑ کو نبیؐ سے نہیں بڑھاتے۔

لا الہ الا اللہ کی قسم۔۔۔۔ قسم جلال کھا رہا ہوں۔

لا الہ الا اللہ کی قسم کہ ہم علیؑ کو خاتم النبیینؐ سے نہیں بڑھاتے۔

محمد رسول اللہ کی قسم، ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں۔ ایک کم، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی قسم، ہم علیؑ کو نبیؑ سے بڑھاتے ہیں۔۔۔ اور اتنے ہی پیغمبروں کی قسم ہم علیؑ کو نبیؑ سے نہیں بڑھاتے۔ اور دونوں باتیں کہنے میں ہم حق بجانب ہیں خدا کی قسم مسلمانوں کے نبیؑ سے ہماری نبیؑ کا علیؑ بلند۔۔۔ خدا کی قسم، میرا علیؑ مسلمانوں کے نبی سے بہت بلند ہے۔ خدا کی قسم، ہم علیؑ کو مسلمانوں کے نبیؑ سے بڑھاتے ہیں اس لئے کہ میرا علیؑ مسلمانوں کے نبیؑ سے بہت بڑا ہے۔ بات ایک جملہ میں کہہ کر سارا مسئلہ حل کر دوں۔۔۔ مسلمانوں کا نبی وہ ہے جو جبرئیلؑ سے سبق پڑھتا ہے میرا علیؑ وہ ہے جو جبرئیلؑ کو سبق پڑھاتا ہے۔۔۔ جو جبرئیلؑ کو سبق پڑھاتا ہے۔ یا علیؑ ۔۔۔ یا علیؑ ۔۔۔ صلوات

توجہ ہے نا۔۔۔ مسلمانوں کا نبیؑ وہ ہے جس کے سینے کا آپریشن ہوتا ہے۔ غلاظت نکالی جاتی ہے ٹانکے لگائے جاتے ہیں۔ میرا علیؑ وہ ہے جو اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے

هٰذَا سَفَطُ الْعِلْمِ هٰذَا لُعَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ هٰذَا مَا زَقَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَقًّا زَقًّا

یہ میرا سینہ علوم کا گنجینہ ہے۔ مجھے پیغمبرؐ نے لعاب چسایا ہے۔ ایسے علم بھرایا جیسے طائر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے تو عزیزان محترم! ہم علیؑ کو نبی سے بڑھاتے نہیں ہیں۔۔۔ یہ تو اپنی اپنی فکر کی بات ہے کہ آپ نے نبی کو اپنی عینک سے دیکھا آپ کو نبی

اپنے جیسا نظر آیا۔ ہم نے نبی کو علیؑ کے ارشادات کی روشنی میں دیکھا۔ ہمیں نبی جیسا پیغمبرؐ علیؑ کا آقا و مولا نظر آیا۔

آپ نے دیکھا۔۔۔ آپ نے غور کیا؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ "یا علیؑ مدد" کیوں کہتے ہیں؟ آپ علیؑ ولی اللہ کیوں کہتے ہیں؟ آپ علیؑ علیؑ کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے علیؑ علیؑ کرنے کا فائدہ دیکھا۔ علیؑ علیؑ کہنے کا فائدہ یہ ہے کہ جو علیؑ کو علیؑ جانتا ہے وہ نبیؐ کو کبھی اپنا بڑا بھائی نہیں کہتا۔ ہم نے نبیؐ کو اپنے جیسا نہیں سمجھا' ہم نے نبیؐ کو بشر نہیں جانا۔ وہ نبیؐ کو کبھی اپنا بڑا بھائی نہیں سمجھتا۔ ہم نے نبیؐ کو اپنے جیسا نہیں سمجھا۔ ہم نے نبیؐ کو بشر نہیں سمجھا۔ ہم نے نبیؐ کے سینے کا آپریشن نہیں کیا۔ ہم نے نبیؐ کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ ہم نے نبیؐ کی بارگاہ میں بلند آواز سے بولنے والوں کو معاف نہیں کیا۔ صلوات

اس لئے کہ ذکر علیؑ احترام نبوت سکھاتا ہے۔۔۔ آپ دیکھیں تو سہی کہ ہم علیؑ کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ سب کچھ جان کر جب ہم یہ دیکھیں کہ ہمارا علیؑ بیٹھا ہوا پیغمبرؐ کی جوتیاں سی رہا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے کہ **انا عبد من عبید محمدؐ** میں محمدؐ کے غلاموں سے ایک غلام ہوں۔ تو جس محمدؐ کا غلام علیؑ ہو۔ اللہ اکبر۔ جس محمدؐ کا غلام علیؑ ہو۔ اس غلام کا آقا رسولؐ۔ ہم جیسا ہوگا۔۔۔؟

بہت توجہ' ساری کائنات علیؑ کی غلام' علیؑ محمدؐ کا غلام' خدا کی قسم' اسی لئے تو میں علیؑ کو علیؑ مانتا ہوں کہ پیغمبرؐ نے سینکڑوں مرتبہ کہا کہ میں علیؑ جیسا علیؑ نے ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ میں نبیؐ جیسا۔ صحیح بخاری میں دیکھیں کہ "باب فضائل علیؑ" جس میں حدیث موجود ہے۔ پیغمبر کی کہ۔

يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ

اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ جیسا میں تجھ جیسا

يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَتِ الْهٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰیؑ

علیؑ تو میرا ایسا ہی ہے۔ جیسا موسیٰ کے لئے ہارون تھا۔ پیغمبر نے کئی مقامات پر کہا۔۔۔ ایک جگہ تو پیغمبرؐ نے علیؑ کے قصیدے کی انتہا کر دی۔

يَا عَلِيُّ لَحْمُكَ لَحْمِيْ دَمُكَ دَمِيْ صُلْبُكَ

صُلْبِيْ حَرْبُكَ حَرْبِيْ، بُغْضُكَ بُغْضِيْ حُبُّكَ حُبِّيْ۔

یا علیؑ تیرا خون' میرا خون' تیرا گوشت' میرا گوشت' تیرا دوست' میرا دوست' تیرا اقرار' میرا اقرار' تیرا انکار' میرا انکار' تیری صلح' میری صلح' تیری جنگ' میری جنگ' میں تو یہ کہا کرتا ہوں کہ علیؑ نام ہے' توحید اور نبوت کے اس لاڈلے کا کہ جس کا ادھر توحید قصیدے پڑھتی رہی۔۔۔ ادھر نبوت قصیدے پڑھ رہی ہے۔ درمیان میں علیؑ کی ولایت رہی شاید اللہ اور رسول میں یہ معاہدہ ہو گیا تھا کہ ایسا کرو میرے حبیبؐ کبھی تم قصیدہ پڑھو۔ کبھی میں قصیدہ پڑھوں گا۔ ادھر نبی قصیدہ پڑھتے رہے۔

يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْهٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰیؑ۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَلِيُّ الْاَمْرِ مِنْ بَعْدِيْ۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ قَسِيْمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ۔ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَصِيِّيْ وَ وَلِيِّيْ وَوَزِيْرِيْ وَاَخِيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ يَا عَلِيُّ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا الطَّاهِرُ الْوِلَادَةِ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا خَبِيْثُ الْوِلَادَةِ۔ يَا عَلِيُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی

اٰدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ تَقْوَاہُ وَاِلٰی اِبْرٰهِیْمَ فِیْ
خُلَّتِهٖ وَاِلٰی مُوْسٰیؑ فِیْ هَیْبَتِهٖ وَاِلٰی یُوْسُفَؑ فِیْ جَمَالِهٖ
وَاِلٰی عِیْسٰیؑ فِیْ زُهْدِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی وَجْهِ عَلِیِّؑ بْنِ اَبِیْ
طَالِبؑ، زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ لِاَنَّ
ذِکْرَہٗ ذِکْرِیْ، وَذِکْرِیْ ذِکْرُ اللّٰهِ وَذِکْرُ اللّٰهِ عِبَادَةٌ اَلنَّظْرُ عَلٰی وَجْهِ
عَلِیٍّؑ عِبَادَۃٌ۔ اَلْحُبُّ عَلِیٍّؑ عِبَادَۃٌ۔

پیغمبرؐ علیؑ کا قصیدہ پڑھتے رہے۔ ایک دن جو پیغمبرؐ نے اپنی بلاغت اور پیغمبرانہ فصاحت کے ساتھ علیؑ کا قصیدہ پڑھا تو کہا۔۔۔ یا علیؑ تیرا خون میرا خون۔ تیرا گوشت میرا گوشت، تیری صلح میری صلح، تیری جنگ میری جنگ، تیرا اقرار میرا اقرار، تیرا انکار میرا انکار، تو ادھر خدا نے بھی قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ علیؑ سویا تو آیت آئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

علیؑ میدان میں جنگ میں آیا تو آیت آئی۔۔۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا
كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ (الصف ۴)

اللہ محبت کرتا ہے ایسے لوگوں سے جو میدان میں ایسا ڈٹے کہ جیسے وہ دیوار جسے سیسہ پلا دیا گیا ہو۔

علیؑ نے شجاعت کے جوہر دکھائے تو آیت آئی۔ علیؑ نے مسکینوں کو کھانا کھلایا تو آیت آئی۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔
(سورۃ الدھر ۸)

علیؑ نے جوہر امامت دکھایا تو آیت آئی

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ (سورہ یٰس ۱۲)

علیؑ کی امامت کو قیامت سے خدا نے ملانا چاہا تو آیت آئی

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۔ (سورہ الاسراء ۷۱)

علیؑ نے حالت رکوع میں انگوٹھی دی تو آیت کا قصیدہ آیا

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔
(المائدہ ۵۵)

اللہ ولی۔ اس کا رسول ولی' اور وہ ولی جو حالت رکوع میں انگوٹھی دیتا ہے۔ علیؑ چادر کے نیچے آیا تو آیت آئی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (الاحزاب ۳۳)

علیؑ مباہلہ میں گیا تو آیت آئی۔۔۔ علیؑ کی ولایت کی جب قیمت مقرر کی۔ اللہ نے تو آیت آئی۔ حبیبؐ ان سے کہو۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (الشوریٰ ۲۳)

علیؑ کو جب خدا نے نماز میں شامل کرنا چاہا تو آیت آئی

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ لا (الفاتحہ ۵-۶)

خدا نے جب صراط مستقیم کی آیت نازل کی تو پیغمبرؐ سے کہا کہ جب علیؑ سامنے آ جائیں تو یہ آیت پڑھنا۔۔۔ یہ ہے میرا سیدھا راستہ۔ علیؑ ہے میرا سیدھا راستہ۔ اس کا اتباع کرو۔ ادھر ادھر نہ بھٹکنا' خدا بھی قصیدے پڑھتا رہا۔ علیؑ کے نبیؐ بھی قصیدے پڑھتا رہا۔ ایک مرتبہ جب نبیؐ نے قصیدہ علیؑ کی انتہا کر کے کہا کہ۔ تیرا خون میرا خون' تیرا گوشت میرا گوشت' تیری صلح میری صلح' تیری جنگ میری جنگ' تیرا اقرار میرا اقرار' تو مشیّت بھی محمدؐ کے اس قصیدے پر جھوم اٹھی توحید نے کہا۔ اچھا حبیب' آج تو دریا بہا دیئے۔ علیؑ کے قصیدے کے۔۔۔ تو یہ لو۔۔۔ تم تم ہو۔۔ ہم ہم ہیں۔ **محمد رسول اللّٰہ** تم ہو۔ **لا اله الا اللّٰہ** ہم ہیں۔ **علی ولی اللّٰہ** کا قصیدہ تم نے بھی پڑھا۔ مگر تم نے اپنے اعتبار سے پڑھا۔ ہم اپنی قدرت کے مطابق علیؑ کا قصیدہ پڑھیں گے۔

میرے حبیبؐ تم نے کہا کہ علیؑ کا گوشت میرا گوشت' میرا خون تیرا خون' چلو آج ہم بھی علیؑ کو خطاب دیتے ہیں کہ یا علیؑ تیری آنکھ میری آنکھ' تیرا چہرہ میرا چہرہ' تیری زبان میری زبان۔۔۔ تیری آنکھ عین اللّٰہ' تیرا چہرہ وجہ اللّٰہ' تیری زبان لسان اللّٰہ' تیرا بیان کلام اللّٰہ' تیرا پہلو جنب اللّٰہ' تیرے ہاتھ ید اللّٰہ' تیرا لقب اسد اللّٰہ' تیرا خطاب ولی اللّٰہ' تیرا دوست رضی اللّٰہ' تیرا دشمن لعنت اللّٰہ صلوات

توجہ ہے! عزیزان محترم؟ آپ نے دیکھا کہ اتنے قصیدے چلتے رہے۔ متوجہ ہو جائیں میری طرف آپ۔۔۔ اس لئے کہ وقت بہت کم ہے اور بہت سے مسائل کا حل ضروری ہے ادھر توحید نے ولایت کا قصیدہ پڑھا۔ ادھر نبوت نے ولایت کا قصیدہ پڑھا۔ یہ داد لینے کے لئے نہیں کہہ رہا تھا یا اپنے حافظہ کا سکہ نہیں جما رہا تھا۔ آپ پر کہ مجھے اتنی آیتیں آتی ہیں یا اتنی حدیثیں یاد ہیں یہ سب کچھ اس منبر کا صدقہ ہوتا ہے۔ وہ سب علیؑ کا فیض ہوتا ہے کوئی کچھ نہیں ہے۔ اگر ان کا نظر کرم نہیں ہے۔ تو

کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ قوت بیان نہ دے علیؑ کہتے ہی اسے ہیں جو صرف روٹی ہی نہ دے۔ رزق علم بھی دے۔ صلوات

رزق علم بھی دیتا ہے۔ رزق کلام بھی دیتا ہے۔ رزق گفتار بھی دیتا ہے۔ جرات اظہار بھی دیتا ہے۔ یہ سب اس کا فیض ہے۔ دامن پھیلانے والا اہل ہو۔ اور پھر اسی کے دروازے پر رہے۔ یہ نہیں ہے کہ یہاں سے مانگا وہاں چلا گیا۔ یہ نہیں ہے کہ ان کے دروازے کی عزت بھی لو اور حکومت کے دروازے پر بھی نہیں۔

عرفاں وہ دربدر کا بھکاری نہیں رہا
منسوب ہوگیا جو درِ پنجتنؑ کے ساتھ

آپ توجہ فرمائیں۔۔۔ کہ ادھر توحید نے بھی ولایت کے قصیدے پڑھے۔ ادھر ولایت کے قصیدے نبوت نے بھی پڑھے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ ملت اسلامیہ سے کہ جس علیؑ کی شان میں اتنی آیتیں آئی ہوں۔ بھئی قرآن کی آیتیں آئی ہوں اور جس کی تائید رسولؐ نے کی ہو۔ کائنات میں عزتوں کا چینل تو صرف دو ہیں۔ **لا الہ الاالله** ہے یا **محمد رسول الله**۔۔۔ اب اتنا بڑا علیؑ کہ جسے خدا نے اتنا بلند کیا ہو جسے نبیؐ نے اتنا بلند کیا ہو وہ علیؑ اس بلندی پر جاکر کہہ رہے ہیں کہ میں محمدؐ کا غلام ہوں۔

علیؑ اس بلندی پر جاکر کہہ رہا ہے کہ میں محمدؐ کا غلام ہوں خدا کی قسم جب علیؑ جیسا آدمی محمدؐ کا غلام ہے وہ پھر ان کے شجرہ نسب بھی درست نہیں۔ ان کے حسب نسب بھی درست نہیں جو یہ کہیں کہ محمدؐ ہم جیسا۔۔۔ ہم محمدؐ جیسے۔۔۔ آئینہ کبھی دیکھتے ہیں مولوی صاحب دیکھ نہیں سکتے۔ مجبوری ہے۔ مجبوری ہے واقعی مولوی کبھی آئینہ نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ آئینہ دیکھے گا تو آئینے میں اپنی شکل نظر آئے گی۔ شکل نظر آئے گی مگر اور یجنل تو نہیں ہوگا۔ اس کی شبیہ ہوگی۔ آئینے میں مولوی کی شبیہ ہوگی اور مولوی فتویٰ دے چکا ہے کہ شبیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو وہ

آئینہ و آئینہ تو دیکھتے نہیں۔ وہ بغیر اپنی شکل دیکھے کہتا ہے کہ نبی ہم جیسا ہے۔ ہم نبی جیسے۔

محمد مصطفیٰؐ کے لئے بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جسے علیؑ اپنا آقا کہے اسے ہماری شریعت میں خاتم النبینؐ کہتے ہیں۔ جو علیؑ جیسے آقا کا آقا ہو۔ جو علیؑ جیسے مولا کا مولا ہو۔ جو علیؑ جیسے معصوم کا معصوم ہو۔ جس کا علیؑ کلمہ پڑھے۔ جس کی تعظیم علیؑ کرے۔ جس کے آگے ہاتھ جوڑ کر علیؑ بیٹھے۔ جس کے حکم کو حجت علیؑ سمجھے۔ اسے نبیؐ کہا جاتا ہے لوگ اپنے جیسا کہتے ہیں۔ اپنا بڑا بھائی کہتے ہیں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ قرآن میں آیت آئی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰:۳۳)

آگئی نا بات؟ وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ اب آپ ملاحظہ کیجئے محمدؐ۔ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور اسی سورہ احزاب میں آیت ہے کہ محمدؐ کی بیویاں امت کی مائیں۔ ہیں اس میں اہم ترین مسئلہ ہے جو حل ہوگا۔ انشاء اللہ مولا کی تائید سے۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں۔ ہیں اور ماں ہیں۔ ہم مانتے ہیں امہات المومنین ہیں۔ دیکھئے قرآن کی آیت ہے۔ اس لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ماں ماننے میں تو کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔۔۔ اب یہ بڑی عجیب بات ہے میں نے جملہ یہاں چھوڑا تھا پچھلی مجلس میں کہ بھئی جس شوہر کی بیوی میری ماں ہے۔ اس بیوی کا شوہر تو خود بخود میرا باپ ہوگا۔۔۔ توجہ ہے نا؟

اس لئے کہ اگر میں یہ نہ سمجھا سکا تو میں کافر ہو جاؤں گا۔ آپ نہ سمجھ سکے تو آپ کا خدا حافظ۔ دیکھئے نا بڑی عجیب بات ہے کہ محمدؐ تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔

اور ان کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ اور پھر وہاں بھی کنڈیشن یہ ہے۔ کہ ازواج رسولؐ امھاتکم تمہاری ماں ہیں۔ اور اچھی ماں ہیں۔ تو پھر یہ بھی حکم دیا جارہا ہے۔ کہ اے ازواج نبیؐ امتیوں سے پردہ کرو۔ بھئی ماں بھی کہیں بیٹوں سے پردہ کیا کرتی ہیں ؟ ماں اور بیٹوں کا کہیں پردہ ہوتا ہے۔ حکم کیوں دیا جارہا ہے کہ پردہ کرو۔۔۔ کیوں حکم دیا جارہا ہے کہ جب نبیؐ کے گھر میں آؤ تو ایسے ہی بغیر کسی آواز کے نہ آجایا کرو۔ اجازت لے کر اندر آیا کرو؟ بھئی ماں کے گھر میں بیٹا کسی وقت بھی آجایا کرتا ہے۔ میں بڑی باریکیوں سے گزروں گا۔ سمجھنا آپ کا کام ہے کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر ان کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ ماں بھی کہا پھر یہ بھی کہا کہ پردہ کرو۔۔۔ امت سے۔ گھر میں بغیر اجازت داخل بھی نہ ہو۔ دروازے سے آؤ۔

عزیزان محترم! بس یہیں سے پتہ چلا کہ یہ جو آیت آئی ہے محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔۔۔ یہ بیویوں کے احترام میں آیت نہیں آئی۔ یہ احترام نبوت میں آئی ہے۔ حقیقی مائیں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر امت کی حقیقی مائیں ہوتیں تو پردہ نہ ہوتا۔ بیٹوں سے پردہ نہ کرتیں۔ یہ احترام نبوت میں آیت آئی۔ یہ آیت اس زمانے کے مسلمانوں کے لئے آئینہ ہے کہ خدا نے یہ آیت کیوں نازل کی۔ مسلمانوں۔ خبردار کچھ نہ سوچنا۔ ماں ہیں۔ کوئی منصوبہ نہ بنانا۔۔۔ ماں ہیں۔ درخت کے نیچے بیٹھ کر کوئی فیصلہ نہ کرنا "ماں" ہیں۔ رسولؐ کو بیمار سمجھ کہ یہ دنیا سے جارہے ہیں۔ کوئی مشورہ نہ کرنا "ماں" ہیں۔ بہت توجہ۔

عزیزان محترم! احترام نبوت نے امت کی نیتوں پر تالے ڈال دیئے۔ ازواج رسولؐ کو امت کی ماں قرار دے کر کچھ نہ کہنا۔ کسی بھی سن و سال کی ہوں۔ ماں ہیں۔ یہ احترام نبوت میں ماں کہا گیا ہے۔ کہ ماں کے علاوہ اور کچھ نہ سوچنا کہ نبی چلے جائیں گے۔ ماں ہیں۔ اب مشیت نے امت کی ماں بنا کر احترام رسالت کے احترام کو باقی

رکھا۔ امت کے ارادوں پر امتیوں کی نیتوں پر پانی پھیر دیا کہ ماں کے علاوہ کچھ نہ سوچنا۔ تو جو اللہ مشیت میں یہ جان لیتا ہے کہ امت کی نیت کیا ہے ؟ اور اس نیت پر وہ آیت بھیجتا ہے۔ تو اسی اللہ نے یہ خیال بھی فوراً کیا کہ جیسی ان کی نیت ہے۔ ویسی ہی ذہنیت بھی ہے۔ اگر میں نے صرف ماں بنا دیا ہے ازواج نبیؐ کو۔ اور دوسری آیت نہ بھیجی تو ساری امت ڈھنڈورا پیٹے گی۔ کہ رسولؐ ہمارے باپ ہیں۔ اس لئے کہا کہ رسولؐ کی بیویاں ہماری ماں ہیں۔ تو سب کے سب رسول کو اپنا باپ سمجھ کر ساری امت آل محمدؐ ہو جائے گی۔۔۔ بہت توجہ۔۔۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی تو لوگ یہی کہتے نا کہ بھئی جس رسولؐ کی بیوی ہماری ماں ہیں۔ تو رسولؐ خود بخود ہمارے باپ ہوئے اور جب باپ ہیں۔ تو ہم سب آل رسولؐ ہیں۔ اور ساری امت آل رسولؐ ہو جاتی پھر درود کون بھیجتا۔

ابھی نہیں ! اب بات واضح ہو گئی۔۔۔ رسولؐ کی بیویاں تمہاری ماں ہیں مگر خبردار

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ (الاحزاب ۴۰ ؍ ۳۳)

محمدؐ تمہارے باپ نہیں ہیں۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ تم ماں کے بیٹے ہو۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اس سے بڑی قیامت یعنی ایک آیت آئی کہ محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ دوسری آیت آئی کہ محمدؐ تمہارے باپ نہیں ہیں اور پھر تیسری آیت آئی کہ حبیبؐ اگر یہ نصاریٰ نجران نہیں مانتے تو ان سے کہہ دو کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں۔

قرآن کہہ رہا ہے محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔۔۔ یہ کہہ کر آیت مباہلہ کو نازل کیا کہ محمدؐ تم امت سے کہہ دو کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے

باپ نہیں مگر تم مباہلہ میں حسنینؑ کو لے جا کر بتا دو کہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں مگر حسنینؑ کا باپ ہوں۔ صلوات

ہاں دوستو! تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور پھر کہا کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، ہم اپنے بیٹوں کو لائیں۔ حسنینؑ کو بیٹوں کی منزل پر لے گئے نا۔۔۔ امت میں سے کسی کے باپ نہیں حسنینؑ کے باپ ہیں بس جس کے باپ ہیں رسولؐ وہ ہیں آل رسولؐ۔

اب عزیزان محترم دونوں باتیں ہو گئیں نا۔۔۔ احترام نبوّت بھی ہو گیا۔ امّت کی حیثیت کا تعین بھی ہو گیا۔ عظمت حسنینؑ واضح بھی ہو گئی۔ کہ محمدؐ حسنینؑ کے باپ ہیں مسلمانان عالم قرآن کی آیت میں سے یہ بات مل گئی کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ یعنی کسی امتی کو یہ بھی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ محمدؐ کو اپنا باپ سمجھے۔ سوال یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ محمدؐ جب امت کے باپ نہیں ہو سکتے۔ تو محمدؐ امت کے جیسے کیسے ہو گئے۔ صلوات۔

توجہ ہے نا؟ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ محمدؐ حسنؑ کے باپ ہیں۔۔۔ محمدؐ، حسینؑ کے باپ ہیں۔۔۔ محمدؐ علیؑ کے باپ ہیں۔۔۔ محمدؐ فاطمہؑ کے باپ ہیں۔۔۔ محمدؐ ان کے باپ ہیں۔۔۔ جن پر درود بھیجنا واجب ہے۔۔۔ محمدؐ ان کے باپ ہیں۔۔۔ جن پر صدقہ حرام ہے۔ عظمت پیغمبرؐ دیکھیں۔۔۔ عظمت نبوّت دیکھیں۔ اب میں یہاں ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں۔

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ

حسینؑ مجھ سے۔۔۔ میں حسینؑ سے، منّیت کی منزل پر ہے نا حسینؑ۔ رسولؐ سے منّیت کی منزل ہے۔ یہ رسولؐ نے جو ارشاد فرمایا۔ یہ کربلا کے بعد نہیں۔ حسینؑ جب تین برس کا تھا۔ تب کہا کہ یہ مجھ سے ہے۔ ابھی حسینؑ نے کوئی کارنامہ انجام

نہیں دیا۔ ابھی دین بچایا نہیں ہے۔ مگر رسولؐ کہہ رہے ہیں کہ یہ مجھ سے ہے۔ میں اس سے ہوں تا کہ پیغمبرؐ سوالِ بیعت کا جواب اپنی زندگی میں دے جائیں۔ اللہ اکبر۔

دوستو! آپ نے توجہ کی؟ حسینؑ منی۔۔۔ اسی لئے کہا ہے کہ تا کہ پیغمبرؐ اپنی زندگی میں سوال بیعت کا جواب دے جائیں کہ ۶۱ ہجری میں اسے علیؑ کا بیٹا حسینؑ نہ سمجھنا' بلکہ اپنے وقت کا محمدؐ سمجھنا۔ تو یزید تو' محمدؐ سے بیعت مانگ رہا ہے۔ یزید نے رسولؐ سے بیعت مانگی تھی۔ رسولؐ کس کا ہے؟ لا الہ الا اللّٰہ کا اب لا الہ کو بچانا ہے نا؟ بیعت کر لے تو مٹ جائے۔ سر جھکا دے تو ختم ہو جائے۔ سر کٹا دے تو بچ جائے۔

کون؟ حسینؑ نہیں لاالہ الا اللّٰہ. چونکہ حسینؑ ہے منیت۔ رسولؐ کا واحد نمائندہ۔۔ پنجتنؑ کا آخری چراغ۔۔۔ آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک ساری نبوتوں کے تاج حسینؑ کے سر پر رکھا ہے۔ اب حسینؑ بیعت کر کے چاہے تو یہ تاج گرا دے' چاہے تو سر کٹا کر اس تاج کو زندگی عطا کر دے۔ تو ساری نبوّتیں حسینؑ کے "ہاں" اور "نہیں" کا انتظار کر رہی تھیں۔ عاشور کے دن ساری نبوّتوں کا مستقبل حسینؑ کے ایک "ہاں" اور "نہیں" کے درمیان میں تھا۔ اس لئے حسینؑ نے آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک کی نبوتوں کا تحفظ کیا ہے۔۔۔ اور آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک کی نبوتوں کا نتیجہ ہے۔ لا الہ الا اللّٰہ' اس لئے دنیا کو چیخ کر کہنا پڑا کہ۔

حقا کہ بنائے لا الہ الا است حسینؑ

یہ ہے عزیزان محترم۔ بنائے لا الہ کا مفہوم۔ اس پر آپ توجہ فرمائیں۔ توجہ کہ ساری نبوّتیں سمٹ کر کربلا میں محو نظارہ ہیں۔ اور حسینؑ کے لبوں کی جنبش کو دیکھ رہی ہیں کہ حسینؑ کیا کہتا ہے؟

حسینؑ نے کہا: "نہیں" ایک حسینؑ کی "نہیں" نے سوا لاکھ نبوّتوں کو زندگی دے دی۔۔۔ توحید کو دوام عطا کیا۔۔۔ کلمہ کو زندگی دے دی۔ قرآن کو عزت دے

دی۔ کعبہ کو مقام دے دیا۔ مسلمانوں کو مسجدیں دے دیں۔ پڑھو! نمازیں اب' دو اذانیں اب' اس لئے کہ میں نے شب عاشور اللہ اکبرؑ آواز اپنے اکبرؑ سے بلند کرائی۔

آج شب عاشور ہے آج آخری رات ہے نا۔۔۔ بڑی قیامت کی رات ہے۔ آج کی رات زینبؑ کا اقبال سلامت ہے۔ کل اس وقت تک بتولؑ کی بیٹی بے ردا ہو چکی ہو گی۔۔۔ آج ساری رات شہر کے عزاخانوں کے دروازے کھلے رہیں گے۔ اس لئے کہ آج کی رات حسینؑ کی ماں سر و پا برہنہ "واغربتاہ" کہہ کے یہ فریاد کرتی پھرے گی" ہائے میرا پیاسا بچہ! ہائے میرا بے کس لال"

عزادارو' میرا ایک جملہ سن لو کہ آج کی رات یعنی شب عاشور میں اپنے بچوں کو پیار نہ کرنا۔ اور اگر رات کے کسی لمحے میں ماں کو اپنے بچے پر پیار آئے تو اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کہنا کہ ہائے اصغرؑ کی ماں۔۔۔ ہائے ام ربابؑ' جس کی گود اجڑ گئی۔۔۔ مانگ بھی اجڑ گئی' اجڑ گئی ربابؑ کربلا میں۔

عزادارو! تم تو صرف دس دن روئے نا۔۔۔ سائے میں بھی بیٹھے۔۔۔ اب گھروں کو چلے جاؤ گے۔۔۔ شب عاشور گزار کے سو بھی جاؤ گے۔۔ ٹھنڈا پانی بھی پیؤ گے۔ مگر

ہائے اصغرؑ کی ماں! جب تک زندہ رہی۔۔ سائے میں نہ بیٹھی۔ اگر سید سجادؑ کہتے تھے "اماں" اٹھ جائیے۔۔۔ کب تک دھوپ میں بیٹھی رہو گی۔" تو ربابؑ کہتی تھی "بیٹا۔۔۔ مجھے بیٹا بن کے کہتا رہ۔۔۔ امام بن کے حکم نہ دینا۔ میں سائے میں جا نہیں سکتی۔

۔ ارے میرے وارث کا لاشہ دھوپ میں ہے میرے بچہ کا لاشہ۔" میری ماں بہنیں سن رہی ہیں تو سنیں میرا جملہ۔

کربلا میں جیسے ربابؑ اجڑی۔۔۔ ایسی کوئی بی بی نہیں اجڑی۔۔۔ ربابؑ کے دو

ہی بچے تھے ایک کو کربلا چھوڑا ایک کو شام کے قید خانے میں سکینہؑ، ربابؑ کی سکینہؑ عزا دارو، میرا ایک جملہ یہ بھی سن لو کہ ربابؑ جب تک زندہ رہی سائے میں نہیں بیٹھی آخر جب مختار ثقفی نے قاتلان حسینؑ کے سر کاٹے ہیں اور کوفہ پر قبضہ کیا ہے اور ان سروں میں حرملہ کا سر آیا تو سید سجادؑ دوڑ کر آئے۔

کہا اماں ربابؑ اٹھو۔۔۔ اماں دھوپ سے اٹھو، اصغرؑ کے قاتل کا سر آگیا۔۔۔

اماں۔ اب تو دھوپ سے اٹھ جاؤ۔

ربابؑ نے خاک سے رخسار اٹھایا۔ آنکھ کھلی حرملہ کے سر کو دیکھ کر کہا:

حرملہ! میرے بچے نے تیرا کیا بگاڑا تھا۔ میری گود اجاڑ دی۔ اتنا جملہ ربابؑ نے کہا، آنکھ بند ہو گئی گردن ڈھلک گئی۔

سید سجادؑ، ماں کا شانہ پکڑے کہتے ہیں۔

اماں اٹھو۔۔۔

ارے ربابؑ ہو تو بولے۔ مر گئی ربابؑ، اصغرؑ کے قاتل کا انتظار کر رہی تھی ربابؑ چل بسی امامؑ کے ہاتھوں پر کربلا کی اجڑی ہوئی ماں کا لاشہ۔ واغربتاہ۔۔۔ واحسرتا۔

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْن

دسویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزاداران حسینؑ! عزاخانہ ابو طالبؑ میں مجلس صبح عاشور، شب عاشور گذر گئی۔ آپ کا مولاؑ چند گھنٹوں کا مہمان ہے۔ کربلا میں جنگ شروع ہو چکی۔ حسینؑ لاشوں پہ لاشے لا رہے ہیں۔ عزا دارو۔۔۔ آپ نے شب عاشور گزار دی۔ آپ تمام رات جاگے۔ آپ ہر عزاخانے میں گئے۔ تمام عزاخانوں میں ماتم کیا۔

عزادارو! آج صبح عاشور ہے۔۔۔ کیسے یہ رات گزری، صبح ہوئی حسینؑ خیمے سے نکلے۔ آواز دی۔ "بیٹا علی اکبرؑ اذان دو۔۔۔ اذان دو میرے لال۔۔۔ یہ آخری اذان ہے کربلا میں۔ جزاک اللہ۔۔۔ جزاک اللہ۔ میرے لال، علی اکبرؑ اذان دو"

اکبرؑ نے کربلا کی خاک پر تیمم کیا۔ رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے۔۔۔ ہم شبیہ پیغمبرؐ نے جب کہا۔۔۔ اللہ اکبر

علیؑ کی بیٹی خیمے میں بے چین ہو گئی۔ زینبؑ نے آواز دی۔ "بیبیو! ادھر آؤ۔ ام لیلیٰؑ، ام فروہؑ، ام کلثومؑ، رقیہؑ ماں کی کنیز فضہؑ، جلدی جلدی میرے پاس آؤ۔"

ساری بیبیاں جب زینبؑ کے پاس آگئیں۔ کہا:

"بیبیو! اپنے سروں کے بال کھول دو۔"

جزاک اللہ عزا دارو۔۔۔ ساری سیدانیاں اپنے سر کے بال کھول کر کھڑی ہو گئیں۔ زینبؑ نے کہا:

"بیبیو! میں دعا کرتی ہوں۔۔۔ تم سب آمین کہنا"

زینبؑ نے سر کے بال کھولے' ہاتھ بلند کئے۔

"پروردگار! تیری کبریائی بھی باقی رہے۔۔۔ یہ اکبرؑ بھی سلامت رہے۔ پروردگار یہ اٹھارہ برس کی کمائی۔ زینبؑ و حسینؑ پر لاکھوں سلام۔

جزاک اللہ' جزاک اللہ۔ آج سے بڑا دن نہیں ہے کوئی رونے کے لئے۔ آج کچھ پڑھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیا صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ کہ ابھی تھوڑی دیر میں سکینہؑ کے بندے چھن جائیں گے۔۔۔ طمانچے کھائیں گی۔ مولاؑ تمہیں کوئی غم نہ دے۔ عزادارو' سوائے غم حسینؑ کے۔ عزادارو! پتہ ہے آج کے لئے آپ کی شہزادی جناب زینبؑ نے آج کے لئے کیا فرمائش کی ہے؟ جناب زینبؑ کہتی ہیں۔۔۔

"عاشور کو میرے بھائی پہ ایسے رویا کرو جیسے کوئی بیوہ اپنے اکلوتے نوجوان بیٹے کی میت پر روتی ہے۔ ایسے رویا کرو' بڑی تمنا ہے جناب زینبؑ کو حسینؑ پر رونے کی۔ جزاک اللہ' جزاک اللہ۔

بیبیو! اپنے سر کے بال کھولو۔ دعا کرو کہ میرا اکبرؑ سلامت رہے۔ اکبرؑ نے دوسری مرتبہ کہا۔ اللہ اکبر۔

جناب زینبؑ نے فضہؑ کو بلا کہ "فضہؑ! میرے بھیا سے یہ جا کے کہہ کہ اکبرؑ سے کہیں کہ اذان ذرا بلند آواز میں دے۔۔۔ اذان ذرا بلند آواز میں دے" برداشت کرلو گے جملہ؟

حسینؑ نے اکبرؑ سے جا کر کہا: "بیٹا اکبرؑ' تیری ساری بہنیں خیمے میں جمع ہیں۔۔۔ اور بیٹا' تیری بہنیں کہتی ہیں کہ ذرا اذان بلند آواز میں کہو' ہم اکبرؑ کی اذان سننا چاہتے ہیں" اکبرؑ کہتے ہیں۔۔۔ بابا آپ تو امامؑ ہیں۔ آپ میری آواز میں وہ طاقت دے دیجئے کہ خیمے میں آپ کی بہن۔ مدینہ میں میری بہن سنے۔ میری صغریٰؑ میرا انتظار کر رہی

ہے۔۔۔ بابا۔

اے فاطمہ زہراؑ۔۔۔ تیرے بچے کے عزادار ہیں۔۔۔ یہ بی بی۔۔۔ دیکھو تو سہی کہ کیسے ماتم کر رہے ہیں۔۔۔ بابا' میری آواز میں طاقت دے دیجئے۔ بابا کہ خیمے میں میری بہنیں سنیں۔۔۔ اور مدینے میں میری بہن صغریٰؑ۔

کہا: ''اچھا بیٹا یہی ہوگا۔ تیسری مرتبہ جو اکبرؑ نے کہا اللہ اکبر' اکبرؑ کی آواز فضاؤں سے ٹکراتی ہوئی مدینے میں' محلّہ بنی ہاشم میں پہنچی' فاطمہ صغریٰؑ' اکبرؑ کے نشان قدم پر اپنا داہنا رخسار رکھ کر سوئی ہوئی صغریٰؑ گھبرا کر اٹھی۔ سنو گے جملہ عزادارو۔ صغریٰ اٹھی عصا پھینکا۔ دوڑ کر نانی اماں ام سلمیٰؑ کے حجرے میں گئیں۔ نانی اماں۔۔۔ نانی اماں' دیکھو' میں ٹھیک ہو گئی۔۔۔ نانی دیکھو' میں نے عصا ہاتھ میں نہیں لیا۔۔۔''

ام سلمیٰؑ کہتی ہیں۔ بیٹا کیا ہوا۔۔۔؟ کہا نانی' میرا بھائی آگیا۔ میرا بھائی اکبرؑ آگیا۔۔۔ نانی میرا بھائی آگیا۔ نانی کہتی ہے۔۔۔ صغریٰؑ' اکبرؑ یہاں کہاں؟

''ارے نانی۔۔۔ میں نے اپنے اکبرؑ کی آواز سنی۔۔۔ بالکل قریب ہے'' میں کہوں گا فاطمہ صغریٰؑ کاش! تیرا بھائی آجاتا۔ کاش' ذرا ایک نظر اکبرؑ کو دیکھ لیتیں۔

اذان دی اکبرؑ نے۔۔۔ صفیں تیار ہوئیں۔ امامؑ جماعت کے لئے آگے بڑھا۔۔۔ وہاں سارے انصار و اقرباء نے امامؑ کا اتباع کیا۔ یہاں امامؑ نے نماز قائم کی۔۔۔ ادھر مسلمانوں نے تیر برسانا شروع کیا۔ بہت روؤ گے عزادارو۔ ادھر امام کی صف سے دو صحابی آگے بڑھے۔ سعیدؓ نے بڑھ کر کہا۔

''مولاؑ آپ نماز پڑھایئے۔ تیر میں روکوں گا۔''

ادھر حسینؑ نماز پڑھاتے رہے۔ سعیدؓ اپنی بوڑھی پسلیوں پر ظالموں کے تیر روکتا رہا۔ ادھر امامؑ نے سلام پھیرا' ادھر سعیدؓ زمین پر گرا۔۔۔ ادھر سعیدؓ زمین پر گرا۔۔۔ ادھر امامؑ زمین پر بیٹھے۔ سعیدؓ کا سر اٹھایا۔ امامؑ نے زانوں پر رکھا۔ سعیدؓ تو میرا

محسن ہے۔ سعیدؓ تو نے بڑا احسان کیا ہے۔ حسینؑ نے سعیدؓ کی پسلیوں سے۔۔۔ بوڑھی پسلیوں سے۔۔۔ نوے برس کا صحابی ہے حسینؑ کا۔۔۔ حبیبؓ ابن مظاہر سے بھی بڑا' سنو گے جملہ' حسینؑ نے سعیدؓ کے سینے سے جو تیر نکالنا چاہا۔۔۔ سیعدؓ ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں۔ مولاؑ! نہیں۔۔۔ مولا نہ نکالو' میں اسی حالت میں آپؑ کے نانا کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ اجر رسالتؐ ادا کیا۔۔۔ بڑی قیامت کی گھڑی ہے۔۔۔ بڑے قیامت کا لمحہ ہے۔

عزادارو۔ سعیدؓ جب یہ کہہ چکا تو حسینؑ نے تیر نکالنا موقوف کر دیا۔ سعیدؓ تو میرا محسن ہے۔ سعیدؓ تیرے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا۔ سعیدؓ تو نے میرے ماں باپ پہ احسان کیا ہے۔ حسینؑ کہتے جا رہے ہیں۔۔۔ پس ایک مرتبہ سعیدؓ کہتا ہے۔

"مولاؑ! کوئی میرے سرہانے کھڑا ہوا میرا سر دبا رہا ہے" اب اگر سن سکو تو سن لو۔ سعیدؓ پہچانا نہیں۔۔۔؟ نانا رسول اللہ آئے ہیں۔۔۔ تیرا سر دبانے کے لئے۔

سعیدؓ کہتے ہیں۔ مولاؑ! کوئی دایاں بازو بھی دبا رہا ہے؟

کہا سعیدؓ پہچاننے کی کوشش کرو بابا علیؑ مرتضیٰ۔۔۔

عزادارو۔ سن لینا جملہ' جو میں کہنے جا رہا ہوں۔ سعیدؓ کہتے ہیں۔ مولا' کوئی میرا بایاں بازو بھی آہستہ آہستہ دبا رہا ہے۔۔۔ سعیدؓ پہچاننے کی کوشش کرو۔ بھائی حسنؑ آئے ہیں۔۔۔ تجھے لینے کے لئے۔ ایک مرتبہ سعید چلا کر کہتا ہے۔

مولا کوئی بی بیؑ سامنے کھڑی ہے۔ سر و سینہ پیٹ رہی ہیں۔ حسینؑ کہتے ہیں سعیدؓ میری ماں' زہراؑ۔۔۔ فاطمہ زہراؑ تجھے لینے آئی ہیں۔۔۔

عزادارو' ختم ہو گئی نماز' ہو گئی جنگ شروع۔ سارا دن یہ کام بھائی بہن کرتے رہے۔ بھائی لاشے لاتا رہا۔۔۔ اور بہن ماتم کرتی رہی۔ سارا دن لاشے لانے میں گزرا۔ بہن کا دن' ماتم کرنے میں گذرا۔۔۔ عزادارو' زینبؑ نے سب کا ماتم کیا۔ زینبؑ سب کو

روئی، مگر جب عونؑ و محمدؑ کا لاشہ آیا۔ حسینؑ نے کہا۔۔۔ زینبؑ اپنے بچوں کا ماتم بھی کر لے۔ کہا نہیں بھیا۔

سب رنج و الم صبر کے میزان میں تلیں گے
یہ بال تو بھیا' تیرے لاشے پہ کھلیں گے

حسینؑ! میں کسی کو نہیں روؤں گی۔۔۔ میں کسی کا ماتم نہیں کروں گی۔ جزاک اللہ' جزاک اللہ۔۔۔

عزادارو! سارے دن لاشے آئے۔ مگر ایک وقت وہ آیا جو قیامت کا وقت تھا۔۔۔ وہ وقت کون سا تھا۔۔۔؟ جب حسینؑ نے در خیمہ پر آکر کہا "زینبؑ سلام۔۔۔ ام کلثومؑ سلام' بھابھی ام فروہؑ سلام۔۔۔ سکینہؑ بیٹے ادھر آ میرے لال' قریب آجا میرے لال۔

سکینہؑ جب باپ کے قریب آئی۔ فاطمہؑ کا لاڈلا زمین پر لیٹ گیا' سکینہؑ آجا' آخری بار میرے سینے پر سو جا۔۔۔ پھر تجھے کوئی سونے نہیں دے گا۔۔۔ سب طمانچے ماریں گے۔۔۔ کوئی سونے نہیں دے گا۔ جزاک اللہ۔۔۔ عزادارو!

سو جا میرے لال آخری بار۔۔۔ آخری بار سو جا۔

سکینہؑ باپ کے سینے پر لیٹی رہی۔ عزادارو سنو گے جملہ؟

سکینہؑ کہتی ہے "بابا۔۔۔ آخری بار بابا"۔۔۔ ہاں بیٹا' حسینؑ کہتے ہیں۔ "سکینہ اپنے بابا کی ایک بات مانو گی"؟ "جی بابا۔۔۔ آپؑ جو کہیں گے مانوں گی"۔۔۔ "سکینہؑ آج کے بعد' اس سینے پر سونے کی ضد نہ کرنا" عزادارو۔ سکینہؑ کہتی ہیں "کیوں بابا"۔۔۔ حسینؑ کہتے ہیں۔۔۔ "سکینہؑ آج سے تو یتیم ہو جائے گی"۔

پھر یہ چار برس کی بچی معصومیت سے پوچھتی ہے۔

"بابا۔۔۔ یتیم کسے کہتے ہیں"۔

حسینؑ ! کا جواب سن لو گے عزادارو۔ جن کی چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں۔ حسینؑ کہتے ہیں۔ ”سکینہؑ ابھی نہیں سمجھو گی یتیم کا مطلب‘ جب تیرے بابا کا سر نوک نیزہ پر بلند ہو جائے خیمے جل جائیں۔۔۔ اور تجھے طمانچے لگنے پر بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔۔۔ سمجھ لینا تو یتیم ہو گئی“۔

عزادارو ! میں یہاں مصائب روک کر ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ سن لو کہ۔۔ جب یہ قافلہ شام میں پہنچا ہے نا تو یزید نے شمر سے پوچھا کہ شمر تو نے کربلا کی جنگ میں قربانی کے کسی مرحلے پر حسینؑ کو پریشان دیکھا۔ شمر کہتا ہے۔ جو قاتل ہے مگر کہتا ہے۔

واللہ یزید‘ میں نے حسینؑ کو اکبرؑ کا لاشہ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے حسینؑ کو اصغرؑ کی قبر بھی بناتے ہوئے دیکھا۔

میں نے حسینؑ کو قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو عبا کے دامن میں چنتے ہوئے بھی دیکھا۔

میں نے حسینؑ کو عونؑ و محمدؑ کے لاشے لے جاتے ہوئے بھی دیکھا۔

میں نے حسینؑ کو عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو اٹھاتے ہوئے بھی دیکھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ حسینؑ کے چہرے پر کبھی پریشانی نہیں آئی۔

میں نے حسینؑ کو رخصت ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔ مگر حسینؑ کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی نہیں آئی۔

پھر شمر ملعون‘ کہتا ہے۔ یزید‘ بس ایک مقام ایسا تھا کہ جہاں میں نے دیکھا کہ جب حسینؑ آخری سلام کر کے خیمے سے باہر نکلے تو چھوٹے چھوٹے بچے خیموں سے تڑپ کر نکلے اور حسینؑ کا دامن تھام کر کہا۔ مولاؑ‘ ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو۔۔۔ مولا کس کے سہارے چھوڑ رہے ہو۔ بس ! عزادارو‘ مجھے پڑھ لینے دو چند

جملے۔۔۔ عزادارو شمر کہتا ہے کہ جب ان سوالی بچوں نے حسینؑ کا دامن پکڑ کر کہا۔۔۔ مولاؑ ہمیں کس کے حوالے کیا' تو اس وقت میں نے دیکھا کہ حسینؑ کے چہرے کا رنگ بدلا۔ کبھی بچوں کی طرف دیکھا کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

پروردگار۔۔۔ بتا میں انہیں کس کے حوالے کروں؟ چلے گئے حسینؑ جنگ کی حسینؑ نے' گھوڑے کی گردن میں بانہیں ڈالیں۔ اے میرے ذوالجناح۔۔۔ مجھے میرے نشیب کی طرف پہنچا دے۔ وفادار ذوالجناح چلا۔ حسینؑ گھوڑے سے نیچے آئے۔ شمر خنجر لے کر بڑھا۔ زینبؑ و سکینہؑ خیمے سے نکلیں۔ ایک بلندی پہ چڑھ کر ستر قدم کے فاصلے پر بہن دیکھتی رہی۔ بھائی کا گلا۔۔۔ عزادارو' جب شمر حسینؑ کے سینے پر سوار ہوا تو چار برس کی بچی سے نہ رہا گیا۔ سکینہؑ نے ایک شرعی مسئلہ پوچھا۔ سکینہؑ کہتی ہیں۔ "پھوپھی اماں" جی بیٹا۔

پھوپھی اماں۔۔۔ کیا بابا کو پتہ نہیں تھا کہ ظالم اصغرؑ کو پانی نہیں دیں گے؟

ہاں بیٹا۔۔۔ تیرے بابا کو پتہ تھا کہ اصغرؑ کو پانی نہیں ملے گا۔

سکینہؑ کہتی ہیں۔۔۔ پھوپھی اماں۔۔۔ پھر مانگا کیوں تھا؟ اماں پھر کیوں مانگا تھا۔

جناب زینبؑ کہتی ہیں۔ سکینہؑ' تیرا باپ امامؑ تھا۔ اتمام حجت کے لئے مانگا تھا۔ تاکہ یہ ظالم کل یہ نہ کہہ دیں کہ ہم سے مانگا نہیں ورنہ بچے کو پلا دیتے۔

پھر سکینہؑ کہتی ہیں۔ پھوپھی اماں۔ میں بھی تو امامؑ کی بیٹی ہوں۔۔۔ میں بھی تو اصغرؑ کی بہن ہوں۔ پتہ تو مجھے بھی ہے کہ ظالم میرے کہنے سے میرے باپ کو چھوڑے گا نہیں مگر ایک مرتبہ کہہ کے بھی تو دیکھ لوں۔

ہاں بیٹا جاؤ۔ کہہ کر دیکھ لو شمر سے۔

سکینہؑ نے ننھی سے ردا سنبھالی۔ جیسے تلہ زینبیہ سے سکینہؑ نیچے اتری۔۔۔ عزادارو' پانچ ہزار گھوڑوں کی دیوار سکینہؑ کے راستے میں حائل تھی۔ ادھر سکینہؑ' درمیان

میں پانچ ہزار گھوڑے' ادھر سکینہؑ کا باپ' اب یہ منظر دیکھو سکینہؑ گھوڑوں کے نزدیک آگئی' ان گھوڑوں پر سوار نہیں تھے۔ فقط گھوڑے تھے اور یہ دیوار بنے ہوئے تھے باپ اور بیٹی کے درمیان۔ سکینہؑ ایک گھوڑے کے نزدیک گئی اور اس کی سموں کے پاس جھک کر آہستہ سے کہا۔ یہ تو انسان نہیں ہیں یہ تو ظالم ہیں۔۔۔ تم تو جانور ہو تم تو پہچانتے ہو میں رسولؐ کی بیٹی ہوں۔ تم مجھے راستہ نہیں دو گے۔؟ گھوڑوں نے گردنیں اٹھائیں۔ سکینہؑ کو راستہ دیا۔

آخری جملہ سن لو۔ سکینہؑ تیزی سے شمر ملعون کے پاس گئی۔ چادر سنبھالی۔ شمر ملعون کے پاس جا کر کہتی ہے۔

"شمر ملعون! کیا تیرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ ارے کیا تیرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ جو بیٹی کے سامنے باپ کا گلا کاٹ رہا ہے"۔

عزادارو۔ سکینہؑ کہتی ہے۔

"شمر ملعون! میری دو باتیں مان لے۔ میرے بابا کو چھوڑ دے"۔ شمر ملعون کہتا ہے "یہ نہیں ہو سکتا"۔

فوراً ہی سکینہؑ دوڑی اور دوڑ کر اپنی گردن حسینؑ کی گردن پر رکھ کر کہا اچھا یہ نہیں کر سکتا تو باپ سے پہلے میری گردن پر خنجر چلا دے۔۔۔ خنجر چلا دے۔ خنجر چلا دے۔

اجڑ گیا بتولؑ کا گھر۔۔۔ لٹ گیا فاطمہؑ کا گھرانہ۔۔۔ ویران ہو گیا مدینہ۔

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن

علامہ عرفان حیدر عابدی مرحوم

کی تقاریر کے مجموعے، تصانیف

بنائے لاالہ	قیمت	-/۷۵
اطاعتِ رسول		-/۷۵
شریعت اور شیعت		زیرِ طبع
صراط مستقیم		زیرِ طبع
کافر کون		زیرِ طبع

مجموعہ کلام

علامہ عرفان حیدر عابدی کے سلام، قصائید اور منقبت کا مجموعہ

زیرِ طبع

طالب دعاء

سید نذر عباس

11.5.2003